لاہور کے
اولیائے سہروردؒ

مصنفہ: محمد دین کلیم بی اے

مکتبہ نبویہ ○ گنج بخش روڈ لاہور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ☆

لاہور کے اولیائے سہرورد

..... مؤلف .....

میاں محمد دین کلیم قادری رحمۃ اللہ علیہ

..... ناشر .....

مکتبہ نبویہ گنج بخش روڈ لاہور

نام کتاب	ــــــــــ	"لاہور کے اولیائے سہرورد"
مولف و مرتب	ــــــــــ	میاں محمد دین کلیم قادری
موضوع	ــــــــــ	تذکرۂ اولیائے سہروردیہ
سال طباعت اول	ــــــــــ	1969ء
سال طباعت دوم	ــــــــــ	1997ء
کمپوزنگ	ــــــــــ	ایم یو کمپوزنگ سینٹر
	ــــــــــ	ہجویری مارکیٹ میکلوڈ روڈ لاہور
ناشر	ــــــــــ	مکتبہ نبویہ گنج بخش روڈ لاہور
قیمت	ــــــــــ	۴۰ روپے

فہرست مضامین

بسم اللہ الرحمن الرحیم○

دیباچہ

میاں محمد دین کلیم مرحوم مورخ لاہور

ہوا ہے گو تند و تیز لیکن چراغ اپنا جلا رہا ہے
وہ مرد درویش جس کو حق نے دیئے ہیں انداز خسروانہ

اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ ستمبر ۱۹۶۸ء میں سلسلہ مطبوعات "تاریخ لاہور" کے زیر انتظام میری پہلی تصنیف "لاہور میں اولیائے نقشبند کی سرگرمیاں" شائع ہوئی۔ اس کتاب کے دیباچہ میں ناچیز نے وعدہ کیا تھا اگر اللہ کریم کا فضل و کرم شامل حال رہا تو "تاریخ اولیائے لاہور" کا دوسرا حصہ باسم "تاریخ اولیائے چشت لاہور" جلد ہی شائع کیا جائے گا۔ خدائے ایزد متعال کا شکر ہے کہ تین ماہ کے دوران یہ دوسرا حصہ زیور اشاعت سے مزین ہو گیا اور اس وقت مارکیٹ میں فروخت ہو رہا ہے۔ اب اس سلسلہ کا تیسرا حصہ "لاہور کے اولیائے سہرورد" آپ کے ہاتھ میں ہے۔ اتنی جلدی ان تینوں حصوں کا اشاعت پذیر ہو جانا ان مشائخ کبار اور اولیائے عظام کا ہی کرم ہے وگرنہ یہ ناچیز کس لائق تھا کہ "تاریخ اولیائے لاہور" کے تین حصے جو تقریباً سات سو صفحات پر مشتمل ہیں اتنی جلدی پایہ تکمیل کو پہنچ جائیں۔ بہرحال خدا کے شکر کے علاوہ حضرت رسالت مآب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خاص نوازش اور کرم فرمائی ہے کہ یہ کام اتنی جلدی انجام پذیر ہوا۔ اس زمانہ میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ ایک ادنیٰ سا معجزہ ہے

کیونکہ فرمایا گیا ہے عند ذکر الصالحین تنزل الرحمة○

"تذکرہ اولیائے لاہور" لکھنے سے قبل ہی میرا یہ مصمم ارادہ تھا کہ ان صوفیائے کرام کی کرامات و خوارق پر ہی توجہ نہ دی جائے بلکہ ان کے علمی اور روحانی مقامات کو پیش کیا جائے' جیساکہ آج تک تمام قدیم تذکروں میں صرف کرامات کا ذکر کیا گیا ہے اور سچ پوچھیے تو تمام تذکرے جو اولیاء اللہ کے حالات پر مشتمل ہیں ان میں زیادہ تر کرامات پر ہی زور دیا گیا ہے اور تاریخ اور اقوال کو درخود اعتنا نہیں سمجھا گیا اور نہ ہی اس طرف توجہ دی گئی' بلکہ حیران کن امر یہ ہے کہ ان مشائخ کی تاریخ ولادت اور تاریخ وصال صحیح نہیں ملتی جو کہ ہر تذکرہ نویس نے علیحدہ علیحدہ درج کی ہیں۔

مزید برآں بعض تذکرے تو خالصتاً" ان صوفیا کی کرامات و خوارق پر محمول ہیں جن سے موجودہ دور کی مادی دنیا میں کوئی سودمند نتیجہ برآمد نہیں ہو سکتا کیونکہ ہر شخص عقل کی دوڑ میں چاند پر کمندیں ڈال رہا ہے اس لیئے میں نے قرآن کریم اور احادیث نبویہ ﷺ کو پیش نظر رکھ کر اس سلسلہ کو شروع کیا تھا کہ ان خادمان رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نام مبارک اور فرمان اقدس کی تبلیغ و اشاعت میں اپنی زندگی کا ایک ایک لمحہ بسر کیا اور تلقین و ارشاد کی اشاعت میں نمایاں کردار ادا کیا۔ چند کرامات کی مثالیں جو ان کتب میں دی گئیں ہیں اس طرح ہیں :

۱۔ شیخ عبدالجلیل چوہڑ بندگی سہروردی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق لکھا ہے کہ آپ کی وجہ سے موضع منج ڈیرہ سے دریائے روای کا رخ تبدیل ہو گیا تھا۔ نیز خشک لکڑی جو شیخ جمال الدین ابوبکر رحمۃ اللہ علیہ کے ہاتھ میں تھی ان کی خواہش کے مطابق سبز ہو گئی اور کئی بالشت بڑھ گئی تھی۔

۲۔ شیخ شہاب الدین نہرا سہروردی رحمۃ اللہ علیہ کا شیر کی شکل اختیار کر لینا اور

شہنشاہ اکبر اور اسکے درباریوں کو لاہور کے قلعہ شاہی میں ہراساں کرنا۔

۳ - میاں فرید سہروردی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ مرید حضرت موج دریا بخاری سہروردی رحمۃ اللہ علیہ کا تپتے ہوئے تنور میں جانا اور بعد میں سلامتی سے نکلنا۔

۴ - حضرت گھوڑے شاہ سہروردی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کا لکڑی کے گھوڑے پر سوار ہو کر اس کو چلنے کا حکم دینا۔

۵ - شیخ موسیٰ آہنگر سہروردی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کا ایک ہندو کھترانی کے سامنے گرم لوہے کی سلاخ اپنی آنکھوں میں پھیرنا اور آنکھوں کا صحیح سلامت رہنا۔ نیز اپنے مقبرہ کی تعمیر کرنے والے غیر مسلم معماروں کو چشم زدن میں ہردوار میں اشنان کرانا۔

۶ - حضرت شاہ جمال سہروردی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق جب اکبر بادشاہ کی دختر نے شکایت کی کہ آپ نے بہت بڑا دمدمہ تعمیر کروا لیا ہے تو مجلس سماع میں آپ کے ارشاد پر اس دمدمہ کی پانچ منزلیں زمین میں دھنس گئیں اور دو سطح زمین سے اوپر رہ گئیں۔

۷ - سید محمود المشہور شاہ نورنگ بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے بوقت وفات فرمایا کہ جو سائل ہماری قبر کی خاک کھائے گا وہ اللہ کے حکم سے شفایاب ہوگا۔

۸ - حضرت میاں ولی سہروردی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق مشہور ہے کہ آپ نے ایک آدمی کو صرف ایک نماز ہی میں حافظ قرآن بنا دیا تھا۔

۹ - سید عماد الملک بن سید شاہ محمد سہروردی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کے حکم سے ایک پارس کے ٹکڑے کے ساتھ کئی پارس کے ٹکڑے بن گئے تھے۔

۱۰ - شیخ جان محمد سہروردی رحمۃ اللہ علیہ مدفون گاف گراؤنڈ گڑھی شاہو نے ایک نقش تعویذ اپنے پاس رکھا تو آپکے گھر میں روپے کی ریل پیل ہو گئی۔

۱۱ - حضرت شمس العارفین شاہ ترکمان بیابان دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس ایک قلندر

دو شیر ببر لے کر آیا اور پوچھا کہ ان شیروں کو کہاں باندھوں تو آپ نے فرمایا کہ میری بکریوں میں چھوڑ دو۔

یہ سب ارشادات درست اور مبنی برحقیقت ہیں مگر ناچیز نے ان بزرگان کے عملی کاموں اور سنت رسول کی پیروی کو درج ذیل پیرایہ میں اجاگر کرنے کی کوشش کی ہے کہ مسلمانوں میں فرمان الٰہی کی تکمیل اور حکم نبوی ﷺ کی تعمیل کا جذبہ پیدا ہو اور ان بزرگان دین کا نام روشن و تابندہ ہو جن کی ہم تقلید کر رہے ہیں۔

۱۔ شیخ حسن کنجدگر سہروردی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے پیر و مرشد حضرت شاہ جمال سہروردی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کے حکم کے مطابق کم وزنی ترک کر دی اور کلام پاک کی ان آیات پر عمل پیرا ہوتے ہوئے سلسلہ عالیہ سہروردیہ میں ایک خاص مقام حاصل کیا۔

۲۔ حضرت میاں وڈا سہروردی رحمۃ اللہ علیہ نے حفظ و ناظرہ کلام پاک کی ترویج کا جو کام شروع کیا تھا وہ تین سو سال سے بدستور قائم ہے اور ہزارہا حافظان قرآن مجید اس درسگاہ سے نکلے اور آج تک نکل رہے ہیں۔

۳۔ سید جلال الدین حیدر سہروردی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ نے شہنشاہ اکبر سے جاگیر لینے سے انکار کر دیا اور اپنے حقیقی بھائی حضرت موج دریا بخاری سہروردی رحمۃ اللہ علیہ سے بے رغبتی اختیار کر لی کیونکہ ان کا دنیا سے کچھ تعلق تھا اور انہوں نے شہنشاہ اکبر کی دی ہوئی جاگیر قبول فرمالی تھی۔

۴۔ شیخ الاسلام بہاء الدین زکریا ملتانی رحمۃ اللہ علیہ بارہ سال کی عمر میں قرآن پاک کے حافظ اور بہترین قاری تھے۔

۵۔ حضرت شیخ الاسلام مذکور نے ایک رات دو رکعت نماز امام ہو کر مقتدیوں کو پڑھائی اور ہر ایک رکعت میں ایک ایک قرآن مجید ختم کیا نیز

دوسری رکعت میں چار سپارے زائد پڑھے۔

۶۔ حضرت صدر الدین عارف سہروردی ملتانی رحمۃ اللہ علیہ نے باپ کا ترکہ کا حصہ مشتمل زائد از سات لاکھ اشرفی و دیگر جائیداد منقولہ و غیرمنقولہ راہ خدا میں لٹا دی اور اپنے پاس ایک کوڑی بھی نہ رکھی' قناعت کی ایسی مثال ملنی محال ہے۔

۷۔ سلطان حمید الدین حاکم سہروردی رحمۃ اللہ علیہ نے مئو مبارک نزد رحیم یارخان' کیچ مکران کی بادشاہی چھوڑ کر فقر کا راستہ اختیار کیا' تمام دنیا کی سیر و سیاحت کی اور اشاعت اسلام میں نمایاں کردار ادا کیا۔

۸۔ حضرت مخدوم جلال الدین جہانیاں جہاں گشت سہروردی اوچی رحمۃ اللہ علیہ نے سیرو فی الارض کو پیش نظر رکھتے ہوئے چالیس سال تک ممالک اسلامیہ کی سیرو سیاحت کی' تمام دنیا کے اولیاء اللہ سے فیوض و برکات حاصل کیئے' مکہ مکرمہ' مدینہ منورہ' یمن' عدن' بغداد' بیت المقدس' مصر' لبنان' کوفہ' بصرہ' مدائن' شیراز' خراسان' تبریز' نیشاپور' بلخ' بخارا' سمرقند' گازرون' قطیب بحرین' غزنی' ہرات' ملتان' بھکر' الور' ٹھٹھہ' دہلی وغیرہ بلاد گئے اور وہاں کے اولیائے عظام سے فیض حاصل کیا اور لاکھوں انسانوں کو علم کے اس گہر بہا خزانے سے مستفید فرمایا۔

۹۔ حضرت شیخ سماء الدین سہروردی کے متعلق لکھا ہے کہ بارہ برس کی عمر سے کبھی نماز تہجد قضا نہیں ہوئی۔

۱۰۔ حضرت شیخ عبداللہ نیابانی سہروردی دہلوی رحمۃ اللہ علیہ ہر روز نماز کے لیئے تازہ غسل فرما کر اور تازہ دھوئے ہوئے کپڑے پہن کر ادا فرماتے تھے۔ ہمایوں بادشاہ نے ان کو کئی دفعہ نذرانہ پیش کیا مگر آپ نے قبول نہ فرمایا۔

۱۱۔ شیخ جان محمد سہروردی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کسی سے کچھ نہیں لیتے تھے خود اپنے

ہاتھ سے رزق حلال کما کر گذر اوقات کرتے تھے اور پھر عبادت الٰہی میں مشغول رہا کرتے تھے۔

بات بہت دور نکل گئی' اب چوتھا حصہ " سلسلہ عالیہ قادریہ لاہور " لکھ رہا ہوں اس کیلئے میں مدینۃ الاولیاء لاہور کے تمام قادری سجادہ نشین اور قادری مسلک کے رہنماؤں سے ملتجی ہوں کہ وہ میری اس معاملے میں مکمل امداد فرمائیں تاکہ اس عظیم الشان سلسلہ کا کوئی پہلو تشنہ نہ رہ جائے۔ کتاب زیر اشاعت کو سنین کے حساب سے ترتیب دیا گیا ہے اور دو حصوں میں منقسم ہے۔

پہلا حصہ : اس میں ان سہروردی اولیائے عظام و صوفیائے کرام کا تذکرہ ہے جو لاہور میں تشریف لائے' یہاں کے بزرگوں سے فیوض و برکات حاصل کیئے اور عوام الناس کو اپنے ارشادات سے مستفید فرمایا اور کچھ مدت لاہور میں اقامت گزیں رہ کر ملک کے دوسرے حصوں میں تشریف لے گئے۔

دوسرا حصہ : اس حصہ میں ان سہروردی بزرگوں کا تذکرہ ہے جو بیرون ملک سے تاج البلاد لاہور تشریف لائے' سالہاسال یہاں مقیم رہے' رشد و ہدایت اور وعظ و نصیحت سے سینکڑوں اور ہزاروں مسلم اور غیر مسلم افراد کی اصلاح فرمائی اور پھر یہاں ہی وفات پا کر دفن ہوئے۔

میں نے لاہور اور لاہور سے باہر نامور سہروردی صوفیا اور سجادہ نشینان درگاہ حضرت بہاء الدین زکریا ملتانی' حضرت سید جلال سرخ بخاری سہروردی اوچی' حضرت سید جلال الدین مخدوم جہانیاں جہاں گشت سہروردی اوچی' حضرت سلطان حمید الدین حاکم سہروردی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہم ۔ مئومبارک سے بذریعہ خط و کتابت رابطہ قائم کیا مگر میری بدقسمتی کہ وہاں سے کوئی جواب نہ مل سکا۔ پھر میں نے خود ہی حرف حرف اکٹھا کیا اور ان منتشر اجزا کو ایک کتاب کی شکل دی جو آپ کی

خدمت میں پیش ہے اور اس سے میری کاوش اور کامیابی کا اندازہ لگائیں۔

ع مشک آنست کہ خود ببوید نہ کہ عطار بگوید

اس کتاب میں بھی میری کئی ایک خامیاں اور کوتاہیاں آپ کے سامنے آئیں گی جن کے لیئے میں اہل علم اور اہل قلم حضرات سے گزارش کروں گا کہ وہ ان کو درگزر فرمادیں اور اس کی اصلاح کے لیئے مجھے تحریر فرمادیں۔

جناب حکیم محمد موسیٰ امرتسری اور سید شریف احمد صاحب شرافت قادری نوشاہی میرے خاص شکریہ کے مستحق ہیں کہ جن کے تعاون کے بغیر یہ حصہ سہروردی معرض وجود میں نہ آسکتا اور حکیم صاحب موصوف اور میرے دوست مولوی محمد لطیف زار قادری نوشاہی نے جس طرح قبل ازیں " تاریخ اولیائے چشت لاہور " کا مکمل مسودہ پڑھ کر بیش قیمت مشوروں سے نوازا تھا اس طرح اس کتاب کے مسودہ کو بھی ان حضرات نے پڑھا' تصحیح کی اور اپنے قیمتی خیالات سے مستفید فرمایا جس کے لیئے میں ان کا بے حد ممنون و مشکور ہوں۔

تھا جہاں مدرسہ شیری و شہنشاہی
آج ان خانقاہوں میں ہے فقط روباہی

نظر آئی نہ مجھے قافلہ سالاروں میں
وہ شبانی کہ ہے تمہید کلیم اللہی — علامہ اقبالؒ

میاں محمد دین کلیم

۱۶ برنی سٹریٹ گڑھی شاہو لاہور۔

☆☆☆☆☆☆☆

بسم اللہ الرحمن الرحیم ٥

پاکستان میں سہروردیہ مراکز

حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی رحمتہ اللہ علیہ جو بغداد میں اس سلسلہ کے اصلی راہنما اور بانی ہوئے ہیں دراصل "سہرورد" کے رہنے والے تھے۔ ان کے خلیفہ اعظم حضرت بہاء الدین زکریا ملتانی رحمتہ اللہ علیہ نے ملتان میں اقامت اختیار کی' ہندوستان اور پاکستان میں سہروردی سلسلہ آپ کے ہی وجود سے پرورش پایا اور آپ کی وجہ سے اس مکتب خیال کے مختلف مراکز کھلے ہیں جن کی تفصیل درج ذیل ہے :

ملتان شریف

ملتان میں ۱۱۷۰ سے ۱۳۳۴ تک خاندان حضرت بہاء الدین زکریا ملتانی رحمتہ اللہ علیہ سہروردی کا پاکستان بھر میں سب سے زیادہ زور رہا کیونکہ آپ کے صاحبزادے حضرت صدرالدین عارف رحمتہ اللہ علیہ اور پوتے حضرت رکن الدین عالم رحمتہ اللہ علیہ نے عالمی سطح پر اس سلسلہ کی ترویج و تجدید میں نمایاں کردار ادا کیا اور ملتان کی سرزمین میں اس سلسلہ کا سب سے پہلا اور سب سے بڑا سینٹر بنا جہاں سے ہزاروں کی تعداد میں سہروردی سلسلہ کے خلفاء نے برصغیر پاک و ہند میں اس کی اشاعت میں حصہ لیا۔ سہروردی اولیاء نے ملتان میں مندرجہ بالا اولیائے عظام کے علاوہ شیخ صدرالدین' محمد حاجی سہروردی' شیخ رکن الدین اسمٰعیل سمرقندی' شیخ عمادالدین شیخ الاسلام' شیخ صدرالدین حلیم سہروردی' شیخ محمد یوسف قریشی' مخدوم شہر اللہ' شیخ احمد معشوق' خواجہ حسن افغان' پیر عمر سہروردی رحمتہ اللہ علیہم وغیرہ بہت معروف ہیں بلکہ سچ تو

یہ ہے کہ پاک و ہند میں اس سلسلہ کے رہنماؤں نے ملتان ہی سے اس کی ابتدا کی تھی۔

مئو مبارک

حضرت رکن الدین رکن عالم سہروردی رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ سلطان حمید الدین حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے مئو مبارک میں اس سلسلہ عالیہ کا دوسرا سینٹر قائم کیا۔ آپ جناب حضرت بہاء الدین زکریا ملتانی رحمۃ اللہ علیہ کے داماد بھی تھے۔ آپ کے علاوہ جن سہروردی اولیاء نے اس حصہ ملک میں کام کیا ان کے اسمائے مبارک یہ ہیں :

شیخ حامد سرمست، شیخ رکن الدین، شیخ عمادالدین حماد غوث زمان، شیخ یوسف گدا، سید ابوالفتح، شیخ علی، شیخ ابوالفتح، شیخ جلال، شیخ نورالدین، شیخ کبیرالدین، شیخ عبدالعزیز، شیخ فضیل اور شیخ ابوحنیفہ رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔

سلطان حمید الدین حاکم رحمۃ اللہ علیہ کی وفات ۷۳۶ھ میں ہوئی اور مئو مبارک میں مدفون ہوئے۔ یہ قصبہ رحیم یار خان سے چھ سات میل شمال کی طرف ایک قدیم قلعہ کے اوپر واقع ہے۔ حضرت شیخ عبدالجلیل چوہڑ بندگی سہروردی رحمۃ اللہ علیہ لاہوری اس خاندان سے تعلق رکھتے تھے۔

اوچ شریف

مخدوم سید جلال الدین سرخ بخاری رحمۃ اللہ علیہ حضرت بہاء الدین زکریا ملتانی سہروردی رحمۃ اللہ علیہ کے مرید اور خلیفہ تھے۔ ان کے علاوہ سلسلہ عالیہ سہروردیہ کی ترویج و اشاعت میں اوچ شریف کے اولیاء عظام نے بھی کافی کام کیا۔ ان ممتاز اور نامور اولیائے عظام میں سے حضرت جمال الدین خنداں رو، سید احمد کبیر، حضرت مخدوم جہانیاں جہاں گشت، سید صدرالدین راجو قتال، مخدوم سید ناصرالدین محمود، سید حامد

کبیر بخاری، مخدوم سید فضل اللہ رحمۃ اللہ علیہ بخاری، سید کبیرالدین اسمٰعیل، شیخ ابو حنیفہ، حضرت رکن الدین، ابوالفتح، شیخ محمد کیمیا نظر، شیخ زین العابدین، شیخ راجن کلاں، سید علاوالدین، سید بہاء الدین وغیرہ بہت معروف ہیں انہوں نے بھی سلسلہ عالیہ سہروردیہ کی اشاعت میں نمایاں کردار ادا کیا۔ اوچ شریف میں ۱۲۷۷ء سے ۱۳۸۳ء تک ان بزرگان دین کا بہت عروج رہا۔

مدینۃ الاولیاء لاہور

سب سے پہلے سہروردی شیخ عبدالجلیل چوہڑ بندگی رحمۃ اللہ علیہ ۱۴۷۵ء میں لاہور تشریف لائے اور انہوں نے بھی اس شہر میں اس سلسلہ کی اشاعت میں نمایاں اور اہم کردار ادا کیا اور سچ تو یہ ہے کہ قبلہ و کعبہ حضرت شیخ صاحب مذکور نے ایسی سوسائٹی پیدا کی جنہوں نے لاہور، مضافات لاہور اور دور دراز تک اپنے خلفائے اور عقیدت مندوں کی معرفت بہت خدمات سرانجام دیں ان کے خلفاء اور دیگر سہروردی اولیائے کرام کا مفصل حال آپ زیر نظر کتاب میں دیکھیں گے۔

یہاں یہ بات قابل فخر اور ملاحظہ بھی ہے کہ ہندوستان کے درویش بادشاہ سلطان ناصر الدین محمود ۱۲۵۱ء میں لاہور تشریف لائے تھے تو یہاں سے ہی ملتان جا کر انہوں نے حضرت بہاء الدین زکریا سہروردی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضری دی تھی۔ سلطان غیاث الدین بلبن پہلے ہی بادشاہ کا وزیراعظم تھا۔ یہ بادشاہ قرآن مجید لکھ کر اور ٹوپیاں سی کر گزر اوقات کرتا تھا۔ اس کی ایک ہی بیوی تھی جو گھر کا کام کاج خود کرتی تھی اس ولی صفت بادشاہ کی سہروردی سلسلہ میں بیعت ثابت ہوئی پھر عقیدت مندی بالکل واضح تھی۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

نویں صدی عیسوی میں لاہور کی حالت

سیاسی و معاشرتی حالات

سلطان بہلول لودھی ۱۴۵۱ء میں دہلی کے تخت پر مسند آرا ہوا اور ۱۴۸۸ء میں فوت ہو گیا۔ جب حضرت شیخ عبدالجلیل چوہڑ بندگی سہروردی رحمۃ اللہ علیہ لاہور تشریف لائے ۱۴۷۵ء میں اس وقت یہ ہندوستان کا بادشاہ تھا۔ حضرت قطب عالم موصوف کی وفات سلطان سکندر لودھی کے زمانہ میں ۱۵۰۴ء میں ہوئی تو اس سال کے دوران آپ نے لاہور میں جس احسن طریق پر اسلام کی تبلیغ و ارشاد میں کوشش فرمائی وہ لائق صد تحسین ہے۔ دولت خان لودھی ۱۵۲۴ء تک لاہور کا حاکم رہا۔ وہ اکثر و بیشتر آپ کی خدمت عالیہ میں حاضر ہوتا تھا بلکہ ایک دفعہ تو سکندر لودھی جب حاکم لاہور دولت خان کے ساتھ آپ کی خدمت میں حاضر ہوا تھا تو حسن افغان جو شیر شاہ سوری کا باپ تھا اپنے بیٹے کو آنجناب کا مرید کرانے کے لیے حاضر ہوا تو حضرت قطب عالم رحمۃ اللہ علیہ نے حکم دیا تھا کہ اس لڑکے کو اونچی جگہ پر بٹھایا جائے کیونکہ اس میں بادشاہت کرنے کے آثار ہیں۔ میرا مطلب کہنے کا یہ ہے کہ اس زمانہ میں کیا امراء اور کیا شہنشاہ سب اولیائے کرام اور صوفیائے عظام کے گرویدہ تھے اور ان پر پروانہ وار نثار ہوتے تھے۔ حضرت قطب الدین عالم رحمۃ اللہ علیہ کا معمول تھا کہ ہر روز اپنی خانقاہ میں تلقین و ہدایت فرماتے اور کبھی کبھی اپنے مریدین اور شاگردوں کو ساتھ لے کر مضافات لاہور اور دور دراز دیہات تک تشریف لے جاتے اور لوگوں کو وعظ و نصیحت فرماتے۔ آپ کے اس طریقہ سے ہزارہا غیر مسلم لوگ مسلمان ہوئے اور ہزارہا مسلم آپ کے مرید ہوئے۔ لاہور میں آپ نے اللہ

والوں کی ایک ایسی جماعت بنائی جس نے لاہور کے اردگرد تبلیغ اسلام کے لیئے سرگرمی سے کام شروع رکھا۔

خاندان لودھی سے قبل خاندان سادات کا اولوالعزم بادشاہ سید مبارک شاہ جب ۱۴۳۲ء ۸۳۵ھ میں لاہور آیا تو وہ اس کی تباہی و بربادی سے بہت دل گیر ہوا اور اس نے اس شہر کی مرمت اور آبادی پر خاص توجہ دی اور اس کا نام مبارک آباد رکھا۔ وہ یہاں تقریباً ایک ماہ اقامت گزین رہا اور پھر واپس دہلی چلا گیا۔ جب لودھیوں کا دور اقتدار آیا تو لودھی امراء بالخصوص دولت خان اور بہار خان نیز میر عبدالعزیز گورنر لاہور نے شہر کی ترقی اور تعمیر میں نمایاں کردار ادا کیا۔ دراصل لودھی عہد سے اس شہر کی رونق میں اضافہ ہونا شروع ہوا تھا اور خاص طور پر دہلی دروازہ کے باہر قلعہ گوجر سنگھ کی جانب یعنی موجودہ میکلوڈ روڈ سے ریلوے سٹیشن اور دہلی درواز تک انہوں نے بے شمار حویلیاں اور عمارات بنوائی تھیں اور اس شہر میں خوب رونق رہی۔ سرحد پار لوگ تجارت کی غرض سے یہاں آتے اور سراؤں میں قیام کرتے اور پھر آگے نئے دارالسلطنت کی طرف بڑھتے۔ اس زمانہ میں لاہور میں دولت خان کی سرائے بہت مشہور تھی جس میں بہ یک وقت ہزار مسافر قیام کر سکتے تھے۔ اس کے ساتھ اصطبل بھی تھے جن میں جانوروں از قسم اسپ و فیل اور اونٹوں کے لیئے چارہ پانی کا بھی خاصہ انتظام ہوتا تھا۔

خان بہادر مولوی محمد شفیع ایم اے اپنے مضمون " قدیم لاہور " جو نومبر ۱۹۴۱ء کے اورینٹل کالج میگزین میں چھپا تھا لکھتے ہیں کہ جب عہد لودھیاں قائم ہوا تو لوگوں کو آرام ملا اور رعیت نے آرام پایا۔ سینکڑوں مسجدیں اور کنوئیں تعمیر ہوئے اور ہر ایک صاحب علم و ہنر اور کمال نے ترقی پائی۔ بہلول لودھی اکثر لاہور اور دیپالپور میں رہا کرتا تھا اس لیئے اس کے عہد میں البتہ نسبتاً لاہور کی آبادی بہت بڑھ گئی۔ بہلول لودھی کے مرنے کے بعد جب تک سلطنت اس کے خاندان

میں رہی لوگ چین سے بستے رہے۔ عہد لودھیاں کی عمارات و آثار جو اس وقت موجود نہیں ہیں ان کی تفصیل درج ذیل ہے :

دولت خان کی باؤلی

دولت خان ۱۵۲۴ء تک یعنی ظہیرالدین بابر کے دہلی پر قبضہ کرنے کے دو سال قبل تک لاہور کا گورنر رہا تھا جو سلطان ابراہیم لودھی کی طرف سے صوبہ دار لاہور تھا۔ اس نے اپنے دور اقتدار میں لاہور شہر کو بہت ترقی دی۔ بے شمار عمارات بنوائیں جن میں دولت خان کی باؤلی بھی شامل ہے اور اس کا بیشتر قدیم کتب میں تذکرہ ملتا ہے۔ داراشکوہ قادری پسر شاہجہاں بادشاہ نے اپنی کتاب " سکینۃ الاولیاء" میں اس باؤلی کا اس طرح ذکر کیا ہے " اس درخت کے تلے جو قاسم خاں کے باغ کی دیوار کی پچھلی جانب چار دیواری میں واقع ہے۔ دولت خان کی باؤلی کے پاس پرانی عیدگاہ کے قریب احمد بیگ خاں کی بہن کے مقبرہ کے دروازے کے اوپر جو کشیدہ ہے۔" جہاں حضرت میاں میر قادری رحمۃ اللہ علیہ عبادت کیا کرتے تھے۔ " تذکرہ قطبیہ " صفحہ ۱۳۶ کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ یہ باؤلی حضرت شیخ عبدالجلیل رحمۃ اللہ علیہ کے مزار سے نیم فرلانگ کے فاصلہ پر تھی مگر اب اس کا نشان بھی نہیں ملتا۔ یہ باؤلی موجودہ ریلوے سٹیشن اور ریلوے پولیس لائنز کے درمیان ہوگی جہاں اس عہد میں دریا کی قدیم گزرگاہ بھی تھی۔

دولت خاں کی سرائے

جہاں دولت خاں گورنر لاہور نے اس شہر کو ترقی دینے میں اور بہت سے کام کیئے وہاں اس نے ایک بہت وسیع و عریض سرائے بھی مسافروں کے قیام کے لیئے بنوائی جس میں خورد و نوش اور ہر قسم کی سہولت کا انتظام تھا بلکہ اس میں سینکڑوں آدمیوں کی رہائش کا بھی انتظام تھا۔ اس سرائے کا انتظام سرکاری آدمیوں

کے ہاتھ میں تھا مگر آج اس کا نشان ڈھونڈنے سے بھی نہیں ملتا۔ یہ سرائے بھی ریلوے سٹیشن' لنڈا بازار اور مقبرہ حضرت شیخ عبدالجلیل چوہڑ بندگی رحمۃ اللہ علیہ کے درمیان واقع ہوگی۔ اس زمانہ میں سراؤں کا ہونا ناگزیر امر تھا جس سے مسافروں اور تاجروں کے متعلق بادشاہ کو ہر قسم کی معلومات حاصل ہوتی رہتی تھیں اور ان کے تجارتی مال کا بھی اندازہ رہتا تھا۔

دولت خان کا باغ

سرائے دولت خاں کے قریب ہی صوبیدار لاہور کا بہت بڑا باغ تھا مگر آج کل اس کا نشان تک بھی نہیں۔ یہ باغ بھی اس زمانے میں موجودہ ریلوے سٹیشن اور ریلوے پولیس لائنز کے درمیان واقع ہو گا۔ شیخ ابوبکر نے لکھا ہے کہ دولت خان لودھی دیگر امرائے سلطنت کے ساتھ سلطان سکندر لودھی کو لیکر حضرت قطب عالم رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا تھا اس دوران شیر شاہ سوری جو ان دنوں ایک معمولی سپاہی تھا آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر فیضیاب ہوا۔

قلعہ جات دولت آباد

"تحقیقات چشتی" کے صفحہ ۵۸۴ پر لکھا ہے کہ موجودہ مزنگ اور سینٹرل جیل (شادمان کالونی) جو کہ اب منہدم کر دی گئی ہے کے درمیان محلہ دولت آباد تھا اس علاقہ کو گزر قلعہ بھی کہا جاتا تھا کیونکہ یہاں بہت سے قلعے چھوٹے بڑے تھے۔ مثلاً قلعہ میر محمد' قلعہ میر ارشد خاں' قلعہ میر کفایت خاں' قلعہ نواب میر محمود اور قلعہ میر اکبر یہاں ہی تھے۔ شاید قلعہ جات دولت آباد اسی گورنر نے تعمیر کرائے ہوں مگر اب ان کا بھی نشان نہیں ملتا۔ اس کے نواح میں سید عبدان ورثانی قادری رحمۃ اللہ علیہ کا مزار اب تک موجود ہے۔

حویلی نادر خاں

نادر خان عہد لودھی میں امیر الامرا شمار ہوتا تھا اس نے محلہ (موجودہ چوک مسجد وزیر خان اندرون دہلی دروازہ) میں ایک نہایت عالیشان حویلی بنوائی تھی۔ حضرت سید صوف رحمۃ اللہ علیہ کا مزار بھی اس حویلی کے وسیع صحن میں آگیا تھا' شاہجہاں کے عہد میں نواب وزیر خان نے یہ حویلی خرید کر اس کی جگہ مسجد وزیر خان بنوائی تھی۔

خانقاہ سید فیروز گیلانی رحمۃ اللہ علیہ

سید فیروز گیلانی رحمۃ اللہ علیہ ایک بہت بڑے ولی کامل اور سادات گیلانی سے تعلق رکھتے تھے۔ آپ کی وفات عہد بابری میں ہوئی۔ مقبرہ تکیہ ڈنڈی گراں زین خاں کے میدان کے پاس ہے۔ موجودہ جگہ گوالمنڈی کے بیچ ہے کسی زمانہ میں یہاں محلہ خرادیاں تھا۔ آپ حضرت غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولاد سے تھے۔ آپ نے اپنی خانقاہ میں ایک مدرسہ قائم کیا تھا جس میں ہمیشہ وعظ فرمایا کرتے تھے۔ سید عبدالحکیم گیلانی رحمۃ اللہ علیہ آپ کے سجادہ نشینوں میں سے تھے جو لاہور کے قدیم ترین قادری اولیاء اللہ میں شامل ہوتے ہیں بلکہ اگر یہ کہا جائے کہ آپ پہلے قادری صوفی ہیں جو لاہور میں مستقل طور پر اقامت گزین ہوئے تو غیر مناسب نہ ہو گا۔

خانقاہ شاہ کاکو چشتی رحمۃ اللہ علیہ

مسجد شہید گنج کے پاس آپ نے ایک خانقاہ تعمیر کروائی تھی جس میں درس و تدریس کا سلسلہ جاری تھا۔ آپ نے اپنی حیات میں ایک مسجد بھی تعمیر کروائی تھی۔ خانقاہ اور مسجد ساتھ ساتھ تھے۔ یہ مدرسہ لاہور میں اپنی نوعیت کا

واحد مدرسہ تھا جہاں بڑے بڑے قابل بزرگ درس دیا کرتے تھے۔ حضرت شاہ کاکو چشتی ؒ کا تفصیلی تذکرہ میری دوسری تصنیف " تاریخ اولیائے چشت لاہور " میں ملاحظہ فرمائیں۔

تالاب غازی خاں لودھی

شیخ جمال الدین ابوبکر نے اپنی کتاب " تذکرہ قطبیہ " میں اس تالاب کا اس طرح ذکر کیا ہے کہ لودھی خاندان کی حکومت کے آخری دنوں میں جب ظہیر الدین محمد بابر نے لاہور پر حملہ کیا تو لودھی امرا کی بیشتر عمارات اس حملہ میں منہدم ہوئیں لکھتے ہیں :

" آخر الامر چند مدت نہ گذشتہ بود کی از قدرت رب العزت تمامی ملک و سلطنت بہ سلطان بابر رسید او اکثر عمارت ہائے سلطان السلاطین سلطان سکندر انار اللہ برہانہ را ویران ساخت و تالاب غازی خاں را تلف نمودہ دریں جا آبادانی عوام الناس فرمودہ غرض کہ ہیچ نشان عمارت ہائے افغاناں را نگذاشت ۔"

قدیم گزر گاہ دریائے راوی

موجودہ وقت میں دریائے راوی لاہور سے تقریباً تین میل کے فاصلے پر جانب مغرب و شمال بہتا ہے۔ مگر " تذکرہ قطبیہ " سے معلوم ہوتا ہے کہ دریا کی قدیم گزرگاہ حضرت چوہڑ بندگی ؒ کے مزار اقدس واقع میکلوڈ روڈ پر تھی۔ فرماتے ہیں :

" بعد ازاں شیخ بایزید را برکنارہ رودے کہ درمیان

خطہ کوٹ کروڑ مزار مرحومی شیخ المشائخ مخدوم شیخ کاکو رحمتہ اللہ علیہ معروف است یک بیگہ زمین عنایت فرمودند' مزار او آنجا معروف است۔"

شیخ بایزید ملیحہ کا مقبرہ نولکھا چرچ نکلسن روڈ پر شیخ کاکو چشتی ملیحہ کا مزار شہید گنج نزد ریلوے سٹیشن لاہور واقع ہیں۔ لودھیوں کے زمانہ میں دریائے راوی ریلوے سٹیشن اور میکلوڈ روڈ کے درمیان بہتا تھا اور پھر آپ کی زندگی ہی میں دریا نے اپنا رخ بدل لیا تھا اور شاہی قلعہ کے ساتھ بہنے لگا اور شہر کو نقصان پہنچانے لگا۔ جس پر اورنگ زیب عالمگیر نے بند عالمگیری تعمیر کرایا۔ جو شالامار باغ سے شاہی قلعہ تک تھا۔ بند کی تعمیر کے بعد دریا نے آہستہ آہستہ اپنا راستہ تبدیل کر لیا اور موجودہ شاہدرہ کے ساتھ اپنا راستہ بنا لیا نیز سکھوں کے عہد میں دریا تین حصوں میں منقسم ہو کر بہتا تھا مشہور سیاح سرولیم مور کرافٹ نے لاہور سے شاہدرہ جاتے ہوئے اس کو تین جگہ سے عبور کیا تھا۔

کوٹ کروڑ

حضرت عبدالجلیل چوہڑ بندگی ملیحہ جب سومبارک سے لاہور تشریف لائے تو آپ لاہور کی ایک نواحی بستی بنام کوٹ کروڑ میں رہائش پذیر ہوئے اور یہاں ہی اپنی خانقاہ بنائی۔ لودھیوں کے عہد میں یہ بستی آپ کی خانقاہ کے نزدیک تھی۔ شہنشاہ اکبر نے اپنے عہد حکومت میں لاہور کو جن ۳۶ حصوں میں تقسیم کیا تھا ان میں ایک محلہ یہ بھی تھا۔ مفتی تاج دین نے اپنی کتاب " لاہور قدیم " میں اس محلہ کی حدود کا اس طرح تعین کیا ہے کہ جانب مشرق محلہ حاجی سرائے جس موقع پر مقبرہ حضرت شیخ موسیٰ آہنگر ملیحہ کا ہے' محلہ حاجی سرائے بیرون موچی دروازہ سے قلعہ گوجر سنگھ تک واقع تھا۔ مگر اب نہ تو محلہ حاجی سرائے کا وجود باقی ہے اور

خطہ کوٹ کروڑ مزار مرحومی شیخ المشائخ مخدوم شیخ کاکو رحمتہ اللہ علیہ معروف است یک بیگہ زمین عنایت فرمودند' مزار او آنجا معروف است۔"

شیخ بایزید ؒ کا مقبرہ نولکھا چرچ نکلسن روڈ پر شیخ کاکو چشتی ؒ کا مزار شہید گنج نزد ریلوے سٹیشن لاہور واقع ہیں۔ لودھیوں کے زمانہ میں دریائے راوی ریلوے سٹیشن اور میکلوڈ روڈ کے درمیان بہتا تھا اور پھر آپ کی زندگی ہی میں دریا نے اپنا رخ بدل لیا تھا اور شاہی قلعہ کے ساتھ بہنے لگا اور شہر کو نقصان پہنچانے لگا۔ جس پر اورنگ زیب عالمگیر نے بند عالمگیری تعمیر کرایا۔ جو شالامار باغ سے شاہی قلعہ تک تھا۔ بند کی تعمیر کے بعد دریا نے آہستہ آہستہ اپنا راستہ تبدیل کر لیا اور موجودہ شاہدرہ کے ساتھ اپنا راستہ بنا لیا نیز سکھوں کے عہد میں دریا تین حصوں میں منقسم ہو کر بہتا تھا مشہور سیاح سرولیم مور کرافٹ نے لاہور سے شاہدرہ جاتے ہوئے اس کو تین جگہ سے عبور کیا تھا۔

کوٹ کروڑ

حضرت عبدالجلیل چوہڑ بندگی ؒ جب مئو مبارک سے لاہور تشریف لائے تو آپ لاہور کی ایک نواحی بستی بنام کوٹ کروڑ میں رہائش پذیر ہوئے اور یہاں ہی اپنی خانقاہ بنائی۔ لودھیوں کے عہد میں یہ بستی آپ کی خانقاہ کے نزدیک تھی۔ شہنشاہ اکبر نے اپنے عہد حکومت میں لاہور کو جن ۳۶ حصوں میں تقسیم کیا تھا ان میں ایک محلہ یہ بھی تھا۔ مفتی تاج دین نے اپنی کتاب " لاہور قدیم " میں اس محلہ کی حدود کا اس طرح تعین کیا ہے کہ جانب مشرق محلہ حاجی سرائے جس موقع پر مقبرہ حضرت شیخ موسیٰ آہنگر ؒ کا ہے' محلہ حاجی سرائے بیرون موچی دروازہ سے قلعہ گوجر سنگھ تک واقع تھا۔ مگر اب نہ تو محلہ حاجی سرائے کا وجود باقی ہے اور

نہ کوٹ کروڑ کا' بہرحال کوٹ کروڑ موجود قلعہ گوجر سنگھ ریلوے سٹیشن اور گوالمنڈی کے درمیان کا علاقہ تھا جس جگہ اب آپ کا مزار اقدس ہے اورینٹل کالج میگزین ماہ نومبر ۱۹۳۳ء میں بھی قدیم بستی ہائے لاہور پر تفصیل سے بحث کی گئی ہے جس سے اس زمانہ کی ساری حقیقت عیاں ہوتی ہے۔

مسجد بایزید خان

بایزید خان شہنشاہ اکبر کا ایک درباری امیر تھا جس کو اکبر نے کوٹ کروڑ نواح میکلوڈ روڈ کا علاقہ بطور جاگیر عطا کیا تھا۔ اس نے مغلوں کے عہد حکومت میں بہت سی عمارتیں یہاں بنوائیں اور اس علاقہ کو کافی ترقی دی۔ ایک قدیم اور شکستہ حال مسجد جو لودھیوں کے عہد کے شاید یادگار تھی مرمت بھی کروائی جیسا کہ اس کی تصنیف "تذکرہ ہمایوں و اکبر" سے ظاہر ہے۔ اس مسجد کا بھی اب کوئی نشان باقی نہیں ہے۔ کئی لوگوں نے کہا ہے کہ یہ مرمت شدہ مسجد شاید "مسجد نقیباں" ہی ہے جو فلیمنگ روڈ اور مقبرہ حضرت موسیٰ آہنگر سہروردی ملتانی کے درمیان واقع ہے اور قدیم زمانہ کی یاد اپنی قدامت کی وجہ سے دلاتی ہے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

عمارات و آثار عہد خاندان لودھی اور سوری

خاندان لودھی اور خاندان سوری کی جو عمارات اور آثار لاہور میں اس وقت موجود ہیں ان کی تفصیل اس طرح سے ہے :

خانقاہ و مقبرہ حضرت شیخ عبدالجلیل چوہڑ بندگی سہروردی رحمۃ اللہ علیہ

مزار کا حال آپ کے حالات میں درج کیا گیا ہے' خانقاہ مذکورہ جو لودھیوں دور حکومت کی یادگار ہے میں ایک چھوٹے سے تہہ خانہ میں آپ کی قبر ہے جو کہ سطح زمین سے کافی نیچی ہے لیکن قبر کا تعویذ کافی اونچا ہے اور ایک چبوترہ پر واقع ہے۔

خانقاہ و مقبرہ حضرت شیخ موسیٰ آہنگر سہروردی رحمۃ اللہ علیہ

مقبرہ کے متعلق مکمل تفصیل کتاب میں دی گئی ہے یہ بھی لودھی حکومت کے عہد کا تیار کردہ ہے اور سبز کاشی کاری کے باعث پاکستان کے بہترین قومی آثار میں سے ایک ہے۔

نیویں مسجد واقعہ نیا بازار

یہ مسجد بھی لودھی حکومت کے عہد اقتدار میں ذوالفقار خان نامی ایک امیر نے بنوائی تھی جو ہیبت خان گورنر لاہور کا نائب تھا۔ مسجد تقریباً بازار سے ڈیڑھ دو منزل نیچی ہے اور کوچہ ڈوگراں میں واقع ہے۔ مسجد کا پانی نکالنے کے لیئے غرقیاں بنوائی گئیں۔ یہ مسجد اپنی عجیب نوعیت کے لحاظ سے اپنی مثال آپ ہے۔ اس سے

نیچی اور کوئی مسجد لاہور میں نہیں ہے یعنی تقریباً بیس فٹ سطح زمین سے بھی نشیب میں ہے۔

مسجد مفتیاں

سلطان بہلول لودھی کے زمانہ میں یہ مسجد مفتی کمال الدین نے تعمیر کی۔ سکھوں کے عہد میں دلاور خان داروغہ اصطبل کنور نونہال سنگھ نے اس مسجد کے صحن پر قبضہ کر کے اپنی حویلی بنوا لی۔ جس کی وجہ سے مسجد جو کافی وسیع تھی چھوٹی سی رہ گئی۔ انگریزوں کے عہد میں اس مسجد کی مرمت نواب عبدالمجید خان رئیس اعظم لاہور نے ۱۸۸۳ء میں کروائی تھی۔

مسجد نقیباں والی

پروفیسر محمد شجاع الدین مرحوم ایم اے استاد تاریخ دیال سنگھ کالج لاہور کی تحقیق کے مطابق یہ مسجد بھی لودھی حکومت کے عہد کی یادگار ہے' کیونکہ قدیم تاریخی کتب سے پتہ چلتا ہے کہ لودھیوں کے عہد میں لاہور شہر اس طرف زیادہ آباد تھا اور لودھی امرا کی حویلیاں وغیرہ اس طرف زیادہ تھیں۔

مقبرہ حضرت بایزید ہاشمی سہروردی رحمۃ اللہ علیہ

آپ کے خستہ حال اور گرے ہوئے مقبرے کے نشانات نولکھا چرچ (نکلسن روڈ) کے اندر احاطے میں پائے جاتے ہیں' ضرورت ہے کہ حکومت پاکستان اس عمارت کی مرمت کروا کر اسے آثار قدیمہ میں شمار کرے تاکہ لاہور کی ایک قدیم عمارت منہدم ہونے سے بچ جائے جو کہ زمانہ لودھی حکومت سے متعلق ہے۔

مزارات حضرت بی بیاں پاک دامناں رحمۃ اللہ علیہا

"سکینۃ لاولیاء" میں شہزادہ داراشکوہ قادری نے مزارات بی بی حاج و تاج کا اس طرح ذکر کیا ہے کہ "آنجناب حضرت میاں میر قادری شہر کے جنوبی طرف موضع پھکوال کے نزدیک بی بی حاج و تاج کے قبرستان میں بیر کے درخت تلے عبادت کیا کرتے تھے۔ یہ عہد قدیم کے مزارات میں شمار ہوتے ہیں اور لودھی عہد کی یادگار ہیں۔ اس جگہ یہ بھی لکھا ہے کہ بی بی پسرانی دختر سلطان شمس الدین زوجہ سلطان حمید الدین حاکم سہروردی رحمۃ اللہ علیہ کی قبر بھی سلطان حاکم کی والدہ اور خالہ کے پاس بنائی گئی ہے۔ شیخ تاج الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ انہیں کے بطن سے تھے۔

محراب (عید گاہ) کوٹ خواجہ سعید

یہ قدیم عمارت بہ شکل محراب کوٹ خواجہ سعید کے شمال میں واقع ہے اور اپنی قدامت کے لحاظ سے لاہور میں خاص اہمیت کی حامل ہے۔ مورخین لاہور نے اس کو لاہور کی قدیم ترین عمارات میں شمار کیا ہے۔ یہ محراب "گڑھی شاہو" کی طرح ایک عظیم دیوار کی شکل میں موجود ہے جو کہ مغربی دیوار ہے مگر قصبہ کوٹ خواجہ سعید والی محراب لاہور کی قدیم ترین مساجد کے نشانات میں سے ہے۔

نیویں مسجد اندرون یکی دروازہ

کئی مورخین نے اس مسجد کو بھی لودھی عہد کی یادگاروں میں سے تحریر کیا ہے کیونکہ فن تعمیر کے لحاظ سے دونوں مساجد بالکل ایک دوسرے سے مشابہ ہیں۔

موجودہ دیگر آثار جو اس وقت موجود تھے

سہروردی اکابر اور اولیاء کے لاہور تشریف لانے سے قبل مقابر حضرت اسمٰعیل محدث بخاری رحمۃ اللہ علیہ ہال روڈ لاہور' حضرت سید علی ہجویری داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ بیرون بھاٹی دروازہ' سلطان قطب الدین ایبک (انار کلی) لاہور' حضرت سید حسین شاہ زنجانی چاہ میراں' خواجہ ایاز گورنر لاہور چوک رنگ محل' گنج شہیداں (تکیہ سادھواں اندرون شہر' بی بی پاکدامن' محمد نگر' شاہ یعقوب صدر دیوان ہسپتال روڈ' حضرت پیر مکی رحمۃ اللہ علیہ (راوی روڈ) حضرت پیر بلخی رحمۃ اللہ علیہ (کشمیری بازار) سید سربلند نزد مسجد وزیر خاں' پیر زکی شہید اندرون یکی دروازہ وغیرہ موجود تھے۔ پرانے اثار جو مٹ چکے ہیں اور جو اس زمانہ میں موجود ہیں ان کی نشاندہی بھی کر دی گئی ہے۔ لودھی خاندان کے محلات اور شاہی عمارات قلعہ لاہور میں بھی تھے۔ جن کو ہم اس وقت علیحدہ علیحدہ تحریر نہیں کر سکتے کیونکہ ان کے نشانات تک مٹ چکے ہیں۔ صرف عہد مغلیہ کی شاہی عمارت موجود ہیں۔ ان سے قبل کی عمارات میں سے لوکا مندر (لو راجہ رام چندر کا بیٹا تھا) اور ایک تہہ خانہ میں قدیم مزارات بنام مشہور "مزارات پنج پیر" موجود ہیں۔ "چند مزارلت" کے نشانات اچھرہ کی نئی آبادی (رحمان پورہ) میں بھی موجود تھے۔ ان کا نشان بھی مٹ گیا ہے کیونکہ گذشتہ دو تین سال سے وہاں نئی آبادی بن چکی ہے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

سید الطائفہ شیخ جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ

سلسلہ عالیہ سہروردیہ آپ ہی کی ذات اقدس کی طرف منسوب ہے۔ آپ حضرت سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ کے خلفائے اعظم میں سے تھے۔ آپ کے مرشد ہمیشہ آپ کی ذات پر فخر کیا کرتے تھے اور کہا کرتے تھے کہ کہ میرے مرید کا درجہ مجھ سے بلند ہو گا' نیز آپ کے بھانجے بھی تھے ابھی آپ سات برس کے ہی تھے کہ حضرت سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ آپ کو حج کے لیئے لے گئے۔ ولادت بغداد میں ہوئی' حضرت سید علی ہجویری داتا گنج بخش رحمتہ اللہ علیہ اپنی تالیف "کشف المحجوب" میں لکھتے ہیں کہ آپ شریعت میں اماموں کے امام اور طریقت میں قطب الاقطاب تھے۔ ہر اہل ظاہر و باطن کے لیئے محبوب و مقبول تھے۔

حضرت سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ' حارث محاسبی رحمۃ اللہ علیہ اور محمد بن علی قصاب رحمۃ اللہ علیہ آپ کے ہم صحبت یاروں میں سے تھے نیز امام سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کے اصحاب میں سے تھے۔

خلفاء

شیخ ابوبکر شبلی' شیخ علی رودباری' شیخ ممشاد علی دینوری' شیخ احمد رویم رحمتہ اللہ علیہم ہیں۔ خواجہ فرید الدین عطار اپنی تصنیف "تذکرۃ الاولیاء" میں لکھتے ہیں کہ آپ نے کامل تیس سال عشاء کے وضو سے نماز صبح ادا کی ہے اور چالیس سال تک آپ حضرت سری سقطی رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر رہے۔ ہر روز چار سو رکعت نماز ادا فرماتے اور یاد خدا میں رات دن ایک لمحہ بھی ضائع نہ کرتے۔

وفات

وفات ۳۰۲ھ مطابق ۹۱۴ء میں ہوئی اور بغداد میں دفن ہوئے جہاں آپ کا مزار عالی وقار آج تک مرجع خلائق ہے۔ شیخ عبدالرحمٰن جامی صاحب نے آپ کی تاریخ وفات ۲۷ رجب ۲۹۷ھ تحریر فرمائی ہے نیز "طبقات الکبریٰ" مصنفہ علامہ عبدالوہاب الشعرانی نے بھی یہی تاریخ وفات درج کی ہے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

شیخ علی رودباری رحمۃ اللہ علیہ

نام گرامی حضرت ابو علی محمد بن القاسم الرودباری رحمۃ اللہ علیہ تھا۔ مفتی غلام سرور لاہوری، احمد بن محمد بن قاسم منصور لکھتے ہیں۔ "سلسلہ نسب نوشیروان بادشاہ سے جا ملتا ہے۔ بڑے امیر کبیر تھے، ایک دفعہ شہر بغداد کے ایک بازار میں سے جا رہے تھے کہ حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کے وعظ سے اتنے متاثر ہوئے کہ اسلام قبول کر لیا اور تمام گھر بار لٹا کر خدا کی یاد میں مصروف ہو گئے۔ اصل میں بغداد کے رہنے والے تھے مگر آخری عمر میں مصر جا کر مقیم ہو گئے تھے۔

آپ فقیروں کو حلوہ بہت کھلایا کرتے تھے۔ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ آپ نے چینی کی کئی بوریاں منگوائیں اور حلوائیوں کو بلوا کر اس کی دیواریں معہ محرابوں اور کنگروں کے چینی ہی کے منقش نمونوں پر بنوائیں جب یہ عمارت بنی تو آپ نے صوفیوں کو بلوا کر اس کو ڈھوایا، تڑوایا اور لٹوایا اور ان میں تقسیم کر دیا۔

آپ کا قول ہے کہ خوف کی حقیقت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی سے نہ ڈرے اور محبت یہ ہے کہ اپنے تئیں مکمل طور پر اپنے محبوب کے حوالے کر

دے۔ پھر فرمایا کہ صوفی وہ ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت پر چلے اور فرمایا کہ جس دل میں کسی قسم کا دنیاوی لالچ نہیں ہوتا تو اس دل میں حکمت پیدا ہو جاتی ہے۔

علوم ظاہری و باطنی میں کمال حاصل تھا۔ خواجہ فرید الدین عطار رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ آپ نہایت جوان مرد انسان تھے۔ آپ کا کلام حقائق و معارف کا سرچشمہ تھا۔ آپ نے حضرت جنید بغدادی رحمتہ اللہ علیہ اور حضرت ابوالحسن نوری رحمتہ اللہ علیہ کی صحبت سے فیض حاصل کیا تھا۔ بے شمار مشائخ کبار کی زیارت سے مشرف ہوتے تھے اور ان سے فیوض و برکات حاصل کیئے۔ منیر احمد بغدادی رحمۃ اللہ علیہ اور ابوعبداللہ شامی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں رہے۔ صاحب "کشف المحجوب" آپ کی کرامات اور اوصاف کی بہت تعریف فرماتے ہیں' فرمایا کرتے تھے کہ تصوف میں میرے استاد صرف جنید بغدادی رحمتہ اللہ علیہ ہیں۔ فقہ میں ابوالعباس بن شریح رحمۃ اللہ علیہ ' ادب میں ثعلب رحمۃ اللہ علیہ اور حدیث میں ابراہیم عربی رحمۃ اللہ علیہ تھے۔ صاحب " خزاینتہ الاصفیا "لکھتے ہیں کہ آپ حضرت ممشاد علی دینوری رحمۃ اللہ علیہ کی صحبت سے بھی فیضیاب ہوئے۔

خلفاء

شیخ عبداللہ بن خفیف رحمۃ اللہ علیہ جو آپکے نامور خلفاء میں سے تھے اور سلاطین شیراز کی نسل سے تھے' شافعی مسلک تھے اور اپنے وقت کے شیخ الاسلام تھے۔ خفیہ سلسلہ انہی کی طرف منسوب ہے۔ بیشمار کتب تصوف پر تحریر کیں' بڑے بڑے نامور علماء اور فضلا مثلاً ابوالحسین مکی' ابوطالب بغدادی' ابوالحسین دراج' ابوالحسین دین اور یوسف حسین مروزی آپکے ہم صحبت تھے اور ابوبکر بن داؤد دینوی بھی۔ انکے علاوہ شیخ ابوعلی کاتب رحمۃ اللہ علیہ بھی انکے مرید و خلیفہ تھے۔

وفات

وفات ۳۲۲ھ "الطبقات الکبریٰ" کے مطابق ۹۳۳ء میں ہوئی اور قراقہ میں حضرت ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ کے قریب ملک مصر میں دفن ہوئے۔ "تذکرۃ الاولیاء" مئولفہ خواجہ فرید الدین عطار میں سال وصال ۳۴۸ء درج ہے۔ جو ۹۵۹ء کے مطابق ہے۔ مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ تاریخ وصال ۳۳۱ھ تحریر فرماتے ہیں۔ "سفینۃ الاولیاء" میں سال وفات ۳۳۲ھ تحریر ہے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

شیخ ابو علی کاتب رحمۃ اللہ علیہ

اسم گرامی شیخ ابوعلی حسین بن احمد کاتب تھا۔ شیخ صاحب موصوف حضرت شیخ علی رودباری کے خلیفہ مجاز تھے۔ آباؤاجداد مصر کے باشندے تھے۔ بے شمار بزرگان دین سے فیوض و برکات حاصل کیئے۔ مصر والے آپ کو ایک بہت بڑا صاحب طریقت رہنما خیال کرتے تھے۔ یکتائے زمانہ تھے۔

حضرت ابوبکر مصری رحمۃ اللہ علیہ اور اپنے پیر حضرت شیخ علی رودباری رحمۃ اللہ علیہ کی اکثر و بیشتر صحبتوں میں شامل رہتے تھے۔ آپ کے زمانہ میں معتزلہ فرقہ کا بہت زور تھا۔ آپ فرماتے ہیں کہ معتزلہ نے عقل سے اللہ تعالیٰ کی تنزیہ کی' اس لیئے انہوں نے اس معاملہ میں خطا کی ہے۔ آپ کے اقوال میں لکھا ہے کہ جس نے حکمت کی بات سنی اور اس پر عمل پیرا نہ ہوا وہ منافقوں میں سے ہے۔ پھر فرمایا بدکاروں کی صحبت بیماری ہے اور اس کی دوا ان سے قطع تعلق ہے۔ فرماتے تھے کہ جب بھی مجھے کوئی مصیبت آتی ہے تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو

خواب میں دیکھتا ہوں اور مشکل کے حل کی استمداد چاہتا ہوں اور اللہ کریم صدقہ رسول کریم ﷺ کے میری مشکل حل فرما دیتے ہیں۔

خلفاء

آپ کے نامور خلیفہ حضرت ابوعثمان مغربی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ آپ سامعین میں سے تھے۔

وفات

وفات بقول شہزادہ داراشکوہ قادری مصنف " سفینۃ الاولیاء اور " نفحات الانس " ۳۴۶ھ مطابق ۹۵۷ء میں ہوئی۔ مزار گوہربار مصر میں ہے۔ صاحب " طبقات الکبریٰ " فرماتے ہیں کہ آپ نے کچھ اوپر تین سو چالیس ہجری میں وصال فرمایا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

شیخ ابو عثمان مغربی رحمۃ اللہ علیہ

نام نامی اسم گرامی حضرت ابوعثمان سعید بن سلام الغربی تھا۔ شمالی افریقہ کے ایک مشہور و معروف شہر قیروان کے رئیس اعظم تھے۔ تمام وقت سیر و شکار میں گزارتے تھے۔ بے شمار شکاری کتے آپ کے در دولت پر بندھے رہتے تھے۔ بڑی شان بان سے شکار کو نکلتے تھے۔

مولانا عبدالرحمان جامی لکھتے ہیں کہ " اسلام قبول کرنے کا واقعہ نہایت عجیب و غریب ہے' لکھا ہے کہ ایک دفعہ آپ نے دودھ پینے کا قصد کیا' پیالہ ہاتھ

میں لیا ہی تھا کہ ایک کتے نے جھپٹ کر اپنا منہ پیالے میں ڈال دیا اور پی کر مر گیا۔ آپ اس سے اس قدر متاثر ہوئے کہ تمام مال و منال راہ خدا میں تقسیم کر کے دین حق کی تلاش میں نکل کھڑے ہوئے اور آخرکار دین اسلام اختیار کر لیا۔ پہلے آپ نے بیس سال گوشہ عزلت میں بسر کیئے۔ اس کے بعد آپ حرم کی مجاورت کے لیئے روانہ ہو گئے۔

شیخ عثمان رحمۃ اللہ علیہ کامل تیس سال مکہ مکرمہ میں رہے لیکن کمال ادب و احترام کی بنا پر آپ نے اس شہر میں کبھی بھی بول و براز نہیں کیا تھا بلکہ شہر سے باہر کافی دور جا کر حاجت کرتے تھے۔ صاحب کرامت بزرگ تھے۔ ابوالحسین رحمۃ اللہ علیہ بن صائغ دینوری وغیرہ مشائخ سے آپ کی ملاقات تھی۔

آپ برسوں حضرت شیخ ابو علی کاتب رحمۃ اللہ علیہ کی صحبت میں رہے نیز آپ نے حبیب مغربی رحمۃ اللہ علیہ ' ابو عمرو زجاج رحمۃ اللہ علیہ اور ابو یعقوب زہر خوری رحمۃ اللہ علیہ کو بھی دیکھا ہے۔ صاحب "کشف المحجوب" نے آپ کا تذکرہ تبع تابعین کے ضمن میں کیا ہے۔ فرماتے ہیں کہ آپ سعادت کے آفتاب اور سیاست کی تلوار تھے اور اپنے حال پر قابو رکھنے والے بزرگ تھے۔ آپ کا قول ہے کہ جس نے درویشوں کی صحبت چھوڑ کر امیروں کی مجلس اختیار کی پروردگار عالم اس کو دل کی موت عطا کر دیتا ہے یعنی اس کے دل سے نور معرفت چھین لیتا ہے۔

وفات

آخری ایام میں آپ نیشاپور آ گئے تھے اور وہاں ہی ۳۷۳ھ مطابق ۹۸۳ء میں وفات پائی اور وہاں ہی دفن ہوئے۔ آپ کے ساتھ ہی حضرت عثمان خیری رحمۃ اللہ علیہ اور ابو عثمان عصی رحمۃ اللہ علیہ کی بھی قبور ہیں یعنی یہ تینوں قبریں پہلو بہ پہلو ہیں۔ وصال کے وقت آپ نے وصیت فرمائی کہ میری نماز جنازہ شیخ ابو بکر بن

نورک رحمۃ اللہ علیہ پڑھائیں۔ "سفینۃ الاولیاء" میں بھی تاریخ وصال ۳۸۳ھ درج ہے اور لکھا ہے کہ وفات کے وقت آپ نے سماع کی خواہش کی اور اس حالت میں انتقال فرمایا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

شیخ ابوالقاسم گورگانی رحمۃ اللہ علیہ

اسم گرامی حضرت ابو القاسم بن علی بن عبداللہ گورگانی رحمۃ اللہ علیہ تھا۔ شیخ ابوالقاسم رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت شیخ عثمان مغربی رحمۃ اللہ علیہ کے نامور خلیفہ تھے۔ اسم مبارک علی تھا۔ نسبت تین واسطوں سے یعنی شیخ ابو عثمان مغربی رحمۃ اللہ علیہ، شیخ ابو علی کاتب رحمۃ اللہ علیہ اور شیخ علی رودباری رحمۃ اللہ علیہ کے ذریعے سے حضرت جنید بغدادی رحمتہ اللہ علیہ تک پہنچتی ہے۔ آپ کو سلطان العارفین حضرت شیخ بایزید بسطامی رحمتہ اللہ علیہ تک، شیخ ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ کے واسطے سے بیعت حاصل ہے۔

خلفا

شیخ ابوبکر نساج، شیخ علی فارمدی آپ کے نامور خلفا میں سے تھے۔ حضرت سید علی بن عثمان ہجویری المعروف داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کا ذکر صوفیائے متاخرین کے اماموں میں کیا ہے۔ حضرت ہجویری رحمۃ اللہ علیہ نے بھی آپ سے فیوض و برکات حاصل کیے۔

علوم ظاہری و باطنی میں اپنی نظیر نہ رکھتے تھے۔ اپنے زمانہ کے قطب تھے۔ سیر و سیاحت بھی کافی کی۔ مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ اپنے زمانہ کے بے بدل انسان تھے اور سب مشائخ کی توجہ ان کی درگاہ کی سمت تھی۔ طریقت کو

اپنانے کے لیئے آپ نے بڑے کٹھن سفر برداشت کیئے اور سخت شرائط اختیار کیں۔ آپ مستجاب الداعوات تھے نیز آپ کے مریدوں میں سے ہر ایک قطب وقت تھا۔

"کشف المحجوب" میں حضرت سید علی ہجویری داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کی بہت تعریف کی ہے۔ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ کوئی مسئلہ حل نہ ہوتا تھا میں آپ کی خدمت اقدس میں پہنچا دیکھا کہ آپ ایک مسجد میں ایک چوبی ستون کے سامنے کھڑے میرے ہی مسئلہ کا حل بیان فرما رہے ہیں' جب میری تسلی میری پوچھے بغیر ہی ہو گئی تو میں واپس روانہ ہوا' آپ نے آواز دیکر واپس بلایا اور فرمایا۔

"اے بیٹا! تیرے لیئے حق تعالٰی نے اس ستون کو قوت گویائی عطا فرمائی اور اس سے تیری طرف سے تیرے دل کا سوال مجھ سے کیا جس کا جواب میں دینے لگا تھا۔"

حضرت سید علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مجھے آپ کی صحبت سے بہت سے اسرار معلوم ہوئے نیز میں نے آپ سے بہت فیض حاصل کیا۔

وفات

وفات ۴۸۰ھ مطابق ۱۰۵۸ء میں بمقام گورگان ہوئی اور وہیں دفن ہوئے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

شیخ ابوبکر نساج رحمۃ اللہ علیہ

شیخ ابوالقاسم گورگانی رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ اور مرید تھے۔ ولادت طوس میں ہوئی اور ساری عمر یہاں ہی رہے۔ شروع میں بے شمار ریاضتیں اور مجاہدے کیئے۔ نام مبارک شیخ ابوبکر عبداللہ طوسی نساج رحمۃ اللہ علیہ تھا۔

مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں کہ آپ حضرت ابوبکر دینوری رحمۃ اللہ علیہ کی صحبت میں رہے ہیں اور ان سے بھی فیض یافتہ ہیں۔ مولانا جامی آپ کے اقوال میں لکھتے ہیں کہ حضرت شیخ فرماتے تھے کہ پانی کا تصور پیاس نہیں بجھا سکتا اور آگ کا خیال گرمی نہیں دیتا نیز طلب دعویٰ مطلوب تک نہیں پہنچاتا۔

خلفاء

شیخ احمد غزالی رحمۃ اللہ علیہ برادر حجت الاسلام حضرت امام محمد غزالی طوسی رحمۃ اللہ علیہ آپ کے مرید و خلیفہ تھے' جو اپنے پیرو مرشد کی بہت تعریف کرتے ہیں۔

عین القضات ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ مرید حضرت شیخ احمد غزالی رحمۃ اللہ علیہ اپنی تصانیف میں لکھتے ہیں کہ شیخ احمد غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ ایک دن حضرت شیخ ابوبکر نساجؒ رحمۃ اللہ علیہ نے اللہ تعالیٰ کے حضور میں عرض کی اے بارالٰہی میرے جیسے گنہگار پیدا کرنے میں بھلا تیری کیا حکمت تھی؟ غیب سے ندا آئی کہ " حکمت یہ تھی کہ اپنا جمال جہاں آرا تیرے چہرہ کے شیشہ میں دیکھوں اور اپنی محبت کو تیرے قلب میں ڈالوں۔"

شہزادہ داراشکوہ قادری نے آپ کے اقوال میں سے ایک قول نقل فرمایا کہ "صدق کی آنکھ سے طلب کے آئینے میں مطلوب کا دیدار کیا جاسکتا ہے۔"

وفات : وفات شیخ نساج رحمۃ اللہ علیہ کی ۴۸۷ مطابق ۱۰۹۴ء میں طوس میں ہوئی اور وہیں دفن ہوئے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

شیخ احمد غزالی قزوینی رحمۃ اللہ علیہ

شیخ ابوبکر نساج رحمۃ اللہ علیہ کے مرید اور خلیفہ تھے۔ حجتہ الاسلام محمد بن الغزالی الطوسی رحمۃ اللہ علیہ آپ کے حقیقی بھائی تھے۔ امام محمد غزالی رحمۃ اللہ علیہ آپ کی بے حد تعریف فرمایا کرتے تھے کہ انہوں نے طریقت میں اعلیٰ مقام حاصل کیا ہے۔ عین القضاۃ ابوالفضائل عبداللہ بن محمد ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ بھی آپ کی صحبت میں رہے نیز آپ سے ان کی خط و کتابت بھی تھی۔ شیخ محمد حمویہ رحمۃ اللہ علیہ جوینی مصنف صلوٰۃ الطالبین آپ کی بہت تعریف کرتے تھے۔ آپ نے تقریباً ہر عنوان پر رسائل اور کتب تحریر کی ہیں۔ مصنف "الاسرار" نے آپ کو علم و فضل کا بے پایاں سمندر لکھا ہے۔ حجتہ الاسلام امام محمد غزالی رحمۃ اللہ علیہ آپ کی تحریر پڑھ کر بہت تعریف کرتے بلکہ انہوں نے ایک دفعہ آپ کی تحریر کے چند اوراق پڑھ کر فرمایا تھا "سبحان اللہ آنچہ من مے خواستم شیخ احمد یافت۔"

آپ کو علوم ظاہری و باطنی میں کمال عبور حاصل تھا۔ بیشمار کتب تصنیف فرمائیں' ان میں ایک رسالہ "سوانح" ہے کہ حضرت شیخ فخرالدین عراقی کی تالیف "لمعات" کی طرز پر ہے۔ آپ قزوین میں مقیم تھے اور آپ کے حقیقی بھائی حجتہ السلام محمد بن غزالی رحمۃ اللہ علیہ طوس مین رہائش رکھتے تھے۔ واقعہ ایسا ہوا کہ ایک شخص آپ کے پاس قزوین میں آیا اور آپ کے بھائی کا حال دریافت کیا' آپ نے فرمایا

کہ وہ خون میں ہیں سائل جب طوس پہنچا تو امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کو تلاش کیا' وہ مسجد میں تھے اس شخص نے سارا واقعہ گوش گزار کیا تو آپ نے فرمایا کہ ہاں میں اس وقت مستحاضہ عورت کے ایک مسئلہ کی فکر میں تھا۔

خلفا

شیخ ضیاالدین ابونجیب عبدالقاہر سہروردی رحمۃ اللہ علیہ عین القضاۃ ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ جو عربی اور فارسی کے جید عالم گزرے ہیں بھی آپ کے مرید و خلفاء تھے۔

عین القضاۃ " زبدۃ الحقائق " میں لکھتے ہیں کہ علوم ظاہری کی تکمیل کے بعد میں نے حجتہ الاسلام امام محمد غزالی رحمۃ اللہ علیہ کی تصانیف پڑھنی شروع کیں' چار سال تک ان کا مطالعہ کرتا رہا اور جب میں نے یہ سب علوم حاصل کر لیئے تو میری تسلی ہو گئی کہ اب میں کامل ہوں اتفاقاً" ایک دن سیدی و مولائی شیخ احمد غزالی رحمۃ اللہ علیہ میرے وطن ہمدان میں تشریف لائے' میں نے ان کی صحبت میں بیس دن گزارے اور مجھ میں وہ چیز پیدا ہو گئی جو کبھی علم سے پیدا نہ ہو سکی تھی۔

وفات

" نفحات الانس " کے مطابق شیخ احمد غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے ۵۱۷ھ مطابق ۱۱۲۳ء میں انتقال فرمایا۔ مزار اقدس قزوین میں ہے مگر "سفینۃ الاولیاء" میں آپ کا سال وفات ۵۲۰ھ درج ہے اور لکھا ہے کہ جب آپ نزع کے عالم میں تھے تو آپ کی گھوڑی کھل گئی' لوگوں نے آپ کو بتایا تو آپ نے فرمایا کہ جب ہم اس سے اتر پڑے اب جو چاہے اس پر سوار ہو جائے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

شیخ ضیاء الدین ابو نجیب سہروردی رحمۃ اللہ علیہ

سلسلہ نسب بارہ واسطوں سے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے جا ملتا ہے۔ شیخ الشیوخ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ کے عم محترم تھے۔ ولادت ۴۹۰ھ بمطابق ۱۰۹۶ء میں بمقام سہرورد میں ہوئی ہوئی' بغداد میں محدث عراق شیخ ابوعلی محمد بن سعید بن سیتلن رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۵۱۱ھ ابومحمد عبدالخالق بن طاہر الشمای المتوفی ۵۴۹ھ سے علم حدیث پڑھا۔ اسعد المحققین رحمۃ اللہ علیہ سے علم فقہ کی تعلیم حاصل کی اور اصفہان کے مشہور و معروف عالم ابوعلی الحافظ سے بھی علمی استفادہ کیا۔ ان کے بعد امام ربانی حضرت احمد بن غزالی رحمۃ اللہ علیہ جو کہ حجتہ الاسلام امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کے بھائی تھے سے بیعت کی اور ان کے خلیفہ اور مرید بنے۔ بغداد آکر آپ نے دریائے دجلہ کے کنارے سہروردی مشائخ کی تربیت کے لیئے ایک عظیم الشان خانقاہ کی تعمیر کی جہاں دنیا کے گوشہ گوشہ سے لوگ فیوض و برکات حاصل کرنے کے لیئے آنے لگے۔ آپ اپنے زمانہ کے بہت بڑے عالم تھے۔ بیشمار کتب تصنیف فرمائیں۔ حضرت غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وفات ۵۶۲ھ مطابق ۱۱۶۶ء کے بعد آپ کو بغداد شریف میں ایک نمایاں مقام حاصل رہا۔

آپ طیلسان کی چادر اوڑھتے' عالموں کا لباس پہنتے اور خچر پر سوار ہوا کرتے تھے اور لوگ ان کی رکاب تھامے ساتھ ساتھ چلتے تھے۔ لاکھوں انسانوں نے آپ سے راہ ہدایت اختیار کی۔ لوگوں کے درمیان میں آپ کی بہت ہیبت تھی اور کلام میں اثر تھا۔ "آداب المریدین" آپ کی ہی تصنیف ہے۔

خلفاء

شیخ وجیہ الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ ' عماریا سر رحمۃ اللہ علیہ' شیخ روز بھان کبیر مصری رحمۃ اللہ علیہ

، شیخ اسمٰعیل مصری رحمۃ اللہ علیہ ، شیخ الشیوخ شہاب الدین ابو حفص رحمۃ اللہ علیہ ، عمر سہروردی رحمۃ اللہ علیہ ، شیخ عبداللہ بن مسعود رحمۃ اللہ علیہ محدث خراسان، ابو سعد عبدالکریم بن محمد اسمعانی مصنف "البنات السمانی" اور محدث شام ابوالقاسم علی بن حسن بن عساکر رحمۃ اللہ علیہ

وفات

مصنف "تاریخ دمشق" مصنف "الطبقات الکبریٰ" اور "سفینۃ الاولیاء" کے مطابق وفات ۵۶۳ھ مطابق ۱۱۶۷ء میں بمقام بغداد میں ہوئی اور اپنے مدرسہ میں جو دریائے دجلہ کے کنارے تھا مدفون ہوئے۔ "نفحات الانس" میں آپ کی تاریخ وفات ۵۳۳ھ درج ہے۔ مقبرہ زیارت گاہ خواص و عام ہے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

شیخ الشیوخ شہاب الدین ابو حفص عمر سہروردی رحمۃ اللہ علیہ

صاحب "نفحات الانس" لکھتے ہیں کہ آپ اگرچہ اپنے چچا بزرگوار شیخ ضیاء الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ کے مرید اور خلیفہ تھے مگر حضرت قطب ربانی شیر یزدانی محبوب سبحانی غوث الاعظم حضرت سید عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی آپ نے فیوض و برکات حاصل فرمائے۔ ولادت ۵۴۲ھ مطابق ۱۱۴۷ء میں ہوئی۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولاد سے تھے۔ خلیفہ بغداد اور امرا آپ کا بہت احترام کرتے تھے۔ مسلک آنجناب کا شافعی تھا' بہت زبردست فقیہ اور مجتہد تھے' سید عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ کے متعلق فرمایا تھا یا عمرو انت آخر المشہورین بالعراق "کہ اے عمرو! (حضرت شیخ الشیوخ) تم سرزمین عراق کے آخری مشہور انسان ہو۔"

سرزمین پاک و ہند میں آپ کی برکات

بغداد شریف میں حضرت سید عبدالقادر جیلانی قادری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بعد آپ کی روحانی حکومت مسلمہ تھی مگر جس قدر ہند و پاکستان کے اولیاء نے آپ سے کسب فیض کیا اتنا کسی اور ملک نے نہیں کیا۔ مشہور ہے کہ آپ نے یہ بھی فرمایا تھا کہ پاکستان و ہند میں میرے بہت سے خلفاء ہیں۔ آپ کے نامور خلفاء میں شیخ الاسلام بہاء الدین زکریا ملتانی رحمۃ اللہ علیہ نے ملتان میں ڈیرہ ڈالا اور لاکھوں انسانوں کو راہ ہدایت دکھائی۔ حضرت شیخ مصلح الدین سعدی شیرازی رحمۃ اللہ علیہ بھی ملتان حاضر ہوئے تھے۔ حضرت سید نورالدین مبارک غزنوی رحمۃ اللہ علیہ دہلی تشریف لائے اور خدمات اسلام کرتے ہوئے ۱۲۴۹ء میں دہلی میں وفات پائی۔ شمس العارفین شاہ ترکمان بیابانی سہروردی رحمۃ اللہ علیہ بھی دہلی تشریف لائے اور سلطان شمس الدین التمش رحمۃ اللہ علیہ کے عہد میں احیائے سنت کے لیئے کام کرتے رہے۔ شیخ ضیاء الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ بھی دہلی تشریف لائے' سلطان علاؤالدین حضرت مخدوم نوح سہروردی رحمۃ اللہ علیہ بھکری بھی ان صوفیا سے قبل بھکر میں تشریف لا کر احیائے ملت کے لیئے کام کر رہے تھے۔ آپ کا روضہ اقدس بھکر میں ہے۔

جب بغداد شریف میں حضرت بہاء الدین زکریا رحمۃ اللہ علیہ ملتانی نے اپنے پیرو مرشد شیخ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ سے خلافت حاصل کی اور سرزمین پاکستان کی طرف روانہ ہوئے تو آپ کے پیر و مرشد نے انہیں فرمایا تھا کہ پہلے ہمارے مرشد شیخ نوح رحمۃ اللہ علیہ کے پاس جانا چنانچہ آپ پہلے بھکر تشریف لائے تو سنا کہ ان کا وصال ہو چکا ہے اور قلعہ بھکر میں دفن کر دیئے گئے ہیں' اس کے بعد آپ ملتان تشریف لائے۔ آپ ہر سال حج حرمین الشریفین کے لیئے روانہ ہوتے تھے۔ مکہ مکرمہ کے بعد مدینہ منورہ میں حضور قلب سے حاضری دیتے اور اس کے بعد بغداد شریف

تشریف لاتے، آپ اپنے زمانہ کے شیخ الشیوخ اور قطب الاقطاب تھے اور یہ حضرت غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ہی عکس تھا کہ آپ سماع نہیں سنا کرتے تھے۔ سولہ برس کی عمر میں تمام علوم ظاہری سے فراغت پائی۔

ایک دفعہ آپ شیخ اوحد الدین کرمانی کی مجلس سماع میں شامل تھے کہ ساری رات سماع میں گزر گئی صبح جب دیکھا گیا تو معلوم ہوا کہ حضرت شیخ الشیوخ رحمۃ اللہ علیہ نے ساری رات قرآن حکیم کی تلاوت میں ہی گزار دی ہے اور سماع کی طرف بالکل التفات نہیں فرمایا جس سے آپ کا قرآن پاک سے عشق کا پتہ چلتا ہے۔

"سیر العارفین" میں لکھا ہے کہ ایک دفعہ آپ کی خانقاہ میں حضرت شیخ اوحد الدین کرمانی رحمۃ اللہ علیہ موجود تھے تو سلطان شمس الدین التمش (جو ان دنوں بچہ تھا) وہاں حاضر ہوا اور چند قراضے کمر سے کھول کر شیخ الشیوخ کی خدمت میں پیش کیئے اور دعا کا طلبگار ہوا، آپ نے فاتحہ پڑھ کر فرمایا کہ "اس نوجوان کے چہرے سے انوار سلطنت چمکتے ہیں۔" بعد ازاں کرمانی صاحب نے التمش سے کہا کہ دنیاوی حکومت میں تمہارا دین بھی سلامت رہے گا۔

"فوائد الفواد" میں حضرت نظام الدین اولیاء سلطان التمش کے متعلق فرماتے ہیں "او خدمت شیخ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ را و شیخ اوحد الدین کرمانی رحمۃ اللہ علیہ را دریافتہ بود و یکے فرمودہ کہ تو بادشاہ خواہی شد۔"

کتب تواریخ میں لکھا ہے کہ ہر روز آپ کی خدمت میں دس بارہ ہزار روپے کا نذرانہ آتا تھا اور جو آتا سب خانقاہ میں خرچ ہوتا۔ سینکڑوں غربا اور مساکین دونوں وقت پیٹ بھر کر اٹھتے۔ بلکہ حاجت مند لوگ فیضیاب بھی ہوتے اور اپنا دامن بھر کو واپس جاتے۔ آپ کی عادت شریفہ تھی کہ جو روزانہ آتا شام کو اس میں سے کچھ بھی باقی نہ رکھتے بلکہ صبح کے واسطے ایک ٹکڑہ روٹی کا بھی باقی نہ رہتا تھا۔ ارشاد فرماتے تھے کہ پروردگار عالم نے سب قسم کی نعمتیں عطا فرمائی ہیں

مگر ذوق سماع عطا نہ فرمایا' یہی وجہ ہے کہ اس کی طرف رغبت نہیں ہے۔

آپ کا ایک لڑکا عماد الدین رحمۃ اللہ علیہ نامی تھا جب آپکی وفات کا وقت آیا تو اس کی عمر ۲۳ سال کے قریب تھی۔ شیخ الشیوخ نے تمام دنیا کو صراط مستقیم پر لانے کے لیئے نمایاں کردار ادا کیا مگر آپ کا بیٹا راہ ہدایت نہ پا سکا۔ جس وقت آنجناب پر نزع کا عالم طاری تھا تو عماد الدین رحمۃ اللہ علیہ خانقاہ کے خادم سے خزانہ کی کنجی طلب کر رہا تھا' جب خادم سے تکرار کی آواز آپ نے سنی تو خادم سے پوچھا کہ عماد الدین رحمۃ اللہ علیہ کیا کہتا ہے ؟ اس نے عرض کی کہ وہ چابی لینے پر اصرار کر رہا ہے آپ نے فرمایا اس کو چابی دے دو۔

تصانیف

آپ کی تقریباً اکیس تصانیف بہت مشہور ہیں جن میں سے چند ایک کے نام یہ ہیں "عوارف المعارف" تصوف کی مستند ترین اور اولین بہترین کتب میں شمار ہوتی ہے' اس کتاب کو آپ نے مکہ مکرمہ میں تصنیف فرمایا تھا۔ حضرت فرید الدین گنج شکر مسعود رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت نظام الدین اولیاء محبوب الٰہی رحمۃ اللہ علیہ ہر وقت اس کتاب کو اپنے ساتھ رکھتے تھے اور اس کے مطالعہ سے محظوظ ہوا کرتے تھے نیز شاگردوں کو پڑھاتے تھے۔ یہ علم تصوف کی بنیادی کتاب ہے۔ حضرت مخدوم جہانیاں جہاں گشت سہروردی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اگر کسی شخص کا پیر و مرشد نہ ہو تو وہ "عوارف المعارف" پڑھے اور اس پر عمل کرکے بلاشبہ ولی کامل ہو جائے گا۔ اس کے علاوہ آپ کی دیگر تصانیف میں "اعلام الہدیٰ' کتاب الاوصیا' تفسیر القرآن' جذب القلوب' مقامات الصارفین' رسالہ فی الاعتقاد اور کتاب الاوراد" بہت مشہور ہیں۔

خلفاء

خلفاء میں شیخ سعدی شیرازی، مصلح الدین، شیخ بہاء الدین زکریا ملتانی، شیخ ضیاء الدین رومی، شیخ نورالدین مبارک غزنوی (دہلی)، شیخ محمد یمنی (شیراز)، شیخ نجیب الدین علی میر بخش شیرازی (بغداد)، سید جلال تبریزی، شیخ نجم الدین کبریٰ، شمس العارفین شاہ ترکمان بیابانی (دہلی)، قاضی حمیدالدین ناگوری ناگور، شیخ فریدالدین عطار، شیخ اوحدالدین کرمانی، شیخ شرف الدین محمود تسنری سہروردی قصبہ شوکارہ (عراق)۔

آپ عربی کے علاوہ فارسی کے بھی شاعر تھے تبرک کے طور آپ کی ایک فارسی رباعی لکھی جاتی ہے ۔

بخشائے برتکہ بخت یارش بنود
جز خوردن غم ہائے تو کارش بنود

از عشق تو حالش باشد کہ ازاں
ہم با تو و ہم بے تو قرارش بنود

وفات

۶۳۲ھ مطابق ۱۲۳۴ء میں بغداد شریف میں ہوئی اور وہیں مدفون ہوئے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

تاریخ قصبہ سہرورد

حضرات سلسلہ عالیہ سہروردیہ نے دراصل جس قصبہ سے اپنا مشن جاری فرمایا وہ قصبہ "سہرورد" ہے جو عراق عجم کے اندر ہمدان اور زنجان کے درمیان واقع ہے اور ایسی سڑک پر واقع ہے جو ان دنوں علاقوں کو ملاتی ہے اور مغلوں کے نئے مرکزی شہر سلطانیہ سے شمال کی طرف ہے۔ یہ سڑک طول میں تیس فرسخ کے لگ بھگ ہے۔

"خطہ پاک اوچ" میں تحریر ہے کہ سہرورد کا قصبہ عراق کے ایک دور دراز پہاڑی علاقہ میں اس راستہ پر واقع ہے جو آذربائیجان کی طرف جاتا ہے۔ کسی زمانہ میں یہ بستی کردوں کے زیر تصرف تھی۔ کردوں کو راہ ہدایت پر لانے میں مشائخ سہروردیہ کا عظیم الشان کارنامہ ہے۔

مشہور و معروف مستشرق نولڈیکی کی تحقیق کے مطابق قصبہ "سہرورد" جو صوفیائے سہروردیہ کی جائے ولادت ہے اصل میں سراب گرد یا سہراوَ گرد تھا جو سرزمین ایران کا نامور گورنر جنرل گزرا ہے۔ یہ قصبہ اسی ایرانی جرنیل کے نام پر معرض وجود میں آیا تھا۔ ابتدائے زمانہ سے بعدازاں یہ سراب گرد یا سہراوَ گرو قصبہ سہرورد میں تبدیل ہو گیا۔

معروف سیاح اور جغرافیہ دان اصطخری کی تحقیق پر قصبہ آذربائیجان کی طرف جانے کا مختصر راستہ تھا' اس قصبہ کے چاروں اطراف میں ایک پختہ فصیل تھی' چوتھی صدی ہجری میں جب کہ سہروردی خاندان اس جگہ رہائش پذیر تھا یہ جگہ کردوں کے قبضہ و تصرف میں تھی جو پہاڑی علاقہ میں رہنے کی وجہ سے ڈاکہ زنی اور رہزنی میں بہت مشہور تھے۔ قتل و غارت ان کا پیشہ تھا اور مذہب و اخلاق

سے ان کو کوئی لگاؤ ہی نہ تھا۔ اسی وجہ سے اس بدنصیب خطہ کو راہ ہدایت پر لانے کے لیئے سہروردی صوفیا اور مشائخ کا یہ خاندان یہاں آیا۔ مغلوں کے حملوں کے دوران اس قصبہ کی فصیل جو بہت پختہ اور مستحکم تھی منہدم ہو گئی تھی۔

ایک اور اسلامی مورخ اور جغرافیہ دان مستوفی نے جب اس قصبہ کو دیکھا تو اس کا کہنا ہے کہ اس قصبہ کی حیثیت ایک معمولی قصبہ سے زیادہ نہ تھی نیز اس کے گرد و نواح میں مغلوں کی چند آبادیاں تھیں۔ سخت سرد علاقہ ہونے کی وجہ سے اس جگہ غلہ اور معمول پھلوں کے علاوہ لور کوئی خاص اجناس خوردنی پیدا نہ ہوتی تھیں۔ مستوفی لکھتا ہے کہ سجاس اور سہرورد کے قصبات مغلوں کی یورش کے دوران تباہ و برباد ہو گئے تھے اور اب ان کی حیثیت معمولی آبادیوں جیسی رہ گئی ہے۔

مشہور مستشرق لور فاضل مسٹر جی ایل اسٹرینج جو "جغرافیہ خلافت مشرق" کا مصنف ہے قصبہ سہرورد کے متعلق اس طرح لکھتا ہے۔ "مغلوں کے نئے ایرانی مرکز سلطانیہ کے مغرب کی جانب قصبات سہرورد اور سجاس واقع ہیں۔ یہ دونوں قصبات نزدیک ہیں۔ جب آٹھویں صدی ہجری میں "مستوفی" یہاں آیا تھا تو یہ دونوں قصبے کچھ بڑے تھے لیکن اب یہ بالکل اجڑے ہوئے ہیں۔"

ابن حرقل چوتھی صدی ہجری میں تحریر کرتا ہے کہ قصبہ "سہرورد" میں کرد لوگ آباد تھے' آبادی لور وسعت کے مطابق یہ شہرزور کے برابر تھا' اس کے اردگرد فصیل تھی' برج بہت مضبوط اور مستحکم تھے اور وہ بنہان کی جنوبی سمت میں ہمدان جانے والی پگڈنڈی پر واقع تھا' سجاس کا قصبہ بھی "سہرورد" کے نزدیک تھا۔

حضرت شیخ الشیوخ شہاب الدین ابو حفص محمد عمر سہروردی رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے پیر و مرشد حضرت شیخ ضیاء الدین ابو نجیب سہروردی رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے راہنما حضرت شیخ وجیہ الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ یہاں کے ہی رہنے والے تھے جنہوں نے

بعدازاں بغداد شریف آکر دریائے دجلہ کے کنارے دنیا کی سب سے بڑی "سہروردیہ خانقاہ" کی بنیاد ڈالی جس میں ہند و پاکستان کے چوٹی کے سہروردی صوفیائے کرام نے فیوض و برکات حاصل کیئے اور پھر بھکر' ملتان' اوچ' لاہور' دلی' بنگال تک کے دور دراز مقامات میں سہروردی خانقاہیں قائم کیں جن سے لاکھوں انسان اس سلسلہ عالیہ سے فیضیاب ہوئے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

چہار یار

سلسلہ عالیہ سہروردیہ کے اولیائے عظام لاہور کا ذکر کرنے سے قبل ہم چہار یار کا ذکر کرنا مناسب خیال کرتے ہیں کہ وہ کون کون سے اصحاب تھے۔ مشہور مورخ میر علی شیر قانع ٹھٹھوی "صاحب تحفتہ الکرام" نے ان کی تفصیل اس طرح دی ہے جبکہ یہ چاروں دوست دنیا کی سیر و سیاحت کے لیئے اکٹھے روانہ ہوئے تھے۔

"شیخ عثمان مروندی عرف مخدوم لعل شہباز رحمۃ اللہ علیہ یکے از چہار یار بود کہ یکجا سیاحت کردند"

دوسری جگہ فرماتے ہیں :

"گویند آنجائے چہار یار اعلیٰ مخدوم عثمان رحمۃ اللہ علیہ ' شیخ بہاء الدین زکریا رحمۃ اللہ علیہ ' شیخ فرید رحمۃ اللہ علیہ و سید جلال رحمۃ اللہ علیہ بہ مکاشفات نشستہ اند۔"

بعدازاں سلطان حمید الدین حاکم بھی ان سے آملے اور یہ پنج یار یا پنج پیر کہلانے لگے ماسوائے حضرت فرید الملت رحمۃ اللہ علیہ کے باقی اصحاب کا ذکر اس کتاب میں

ہی دیا گیا ہے۔ حضرت بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ کا ذکر میری دوسری تصنیف "تاریخ اولیائے چشت لاہور" میں ملاحظہ فرمائیں۔ یہ سب یار حضرت غوث بہاء الحق رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ سفر کے لیئے اکٹھے نکلتے تھے مگر حضرت ملتانی رحمۃ اللہ علیہ نے سب سے زیادہ سیرو سیاحت حضرت فرید الدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ کی' آپ جہاں گئے ساتھ ہی گئے' اس لیئے حضرت غوث بہاء الحق لاہور بھی تشریف لائے ہوں گے کیونکہ آپ اکیلے کم ہی نکلتے تھے اس لیئے اغلب خیال ہے کہ آپ لاہور آگئے ہوں گے۔ جلیل القدر اور عظیم الشان سہروردی رہنماؤں کے متعلق میں نے مولانا نور احمد خان فریدی مصنف "تاریخ مشائخ سہرورد" سے دریافت کیا آپ نے ان کے نام یہ بتائے ہیں۔

(۱) حضرت بہاء الدین زکریا ملتانی رحمۃ اللہ علیہ

(۲) حضرت صدر الدین عارف رحمۃ اللہ علیہ

(۳) حضرت شاہ رکن عالم ملتانی سہروردی رحمۃ اللہ علیہ

جناب محمد ایوب قادری ایم اے لیکچرار اردو کالج کراچی مصنف "مخدوم جہانیاں جہاں گشت رحمۃ اللہ علیہ" سے بھی بذریعہ خط و کتابت استفسار کیا گیا تھا جس کے جواب میں دونوں حضرات نے اس بات سے لاعلمی کا اظہار فرمایا کہ شاید ہی یہ لاہور گئے ہوں۔

بہر حال ان کا تذکرہ تبرک کے طور پر کیا جاتا ہے کیونکہ ان کے بغیر "تذکرہ سہروردیہ اولیائے لاہور" شاید نامکمل رہتا' مزید برآں انہوں نے براعظم ایشیاء کے ایک سرے سے دوسرے سرے تک وسیع تر سیرو سیاحت میں اپنی زندگیوں کا بیشتر حصہ صرف کیا تھا جیسا کہ ان بزرگوں کے آگے تحریر کردہ حالات سے ظاہر ہو گا۔

شیخ الاسلام بہاء الدین زکریا ملتانی سہروردی رحمۃ اللہ علیہ

ابتدائی حالات

والد گرامی کا اسم مبارک شیخ وجیہہ الدین محمد غوث رحمۃ اللہ علیہ دادا کا حضرت کمال الدین ابوبکر رحمۃ اللہ علیہ ہے۔ سلسلہ نسب اٹھارہ واسطوں سے حضرت عثمان عبدالسنان رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک پہنچتا ہے جو خالصتاً" قریش الاصل ہیں۔ آنجناب کی ولادت باسعادت ۵۶۶ھ مطابق ۱۱۷۰ء خطہ کوٹ کروڑ ضلع ڈیرہ غازی خان میں ہوئی۔ ان دنوں لاہور کا حکم خسرو شاہ تھا جو حکومت غزنی کا آخری حکمران تھا۔ پہلے آپ نے مولانا نصیرالدین بلخی سے تعلیم حاصل کی' سات سال کی عمر میں قرآن پاک حفظ کر لیا بعدازاں مزید علم حاصل کرنے کے لیئے بخارا تشریف لے گئے۔ بخارا میں آپ نے تقریباً چار سو چوالیس اساتذہ سے علم حاصل کیا۔ یہاں آپ نے آٹھ برس قیام کیا پھر مجاہدات و ریاضات کا سلسلہ شروع ہوا تو بیس سال اس مرحلہ کو طے کرنے میں لگے۔ اس دوران آپ حرمین الشریفین کی بھی زیارت سے مستفید ہوئے اور مدینہ منورہ میں پانچ سال تک اقامت گزین رہے۔ مولانا کمال الدین محمد یمنی سے علم حدیث میں سند حاصل کی۔ ہر سال مدینہ منورہ سے مکہ مکرمہ تک مناسک حج ادا کرنے کے لیئے اپنے استاد کے ساتھ جاتے رہے۔ بیت المقدس میں بھی تشریف لے گئے جہاں انبیاء علیہم السلام کی زیارات سے مشرف ہوئے۔ مولانا نورالدین محمد عبدالرحمٰن جامی نقشبندی اپنی تصنیف "نفحات الانس" میں لکھتے ہیں کہ ہر روز کئی عالم فاضل آپ سے استفادہ کرتے تھے۔

بیعت

مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کی زیارات سے فارغ ہونے کے بعد آپ بغداد شریف آئے اور یہاں حضرت شیخ الشیوخ شہاب الدین عمر سہروردی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت عالیہ میں حاضر ہو کر بیعت سے سرفرازی حاصل فرمائی اور خرقہ خلافت حاصل کیا۔ آپ نے ملتان میں سکونت اختیار کرنے کی تلقین فرمائی چنانچہ مختلف ممالک اور شہروں کی سیر و سیاحت کے بعد ملتان تشریف لائے' یہاں آکر آپ نے سلسلہ عالیہ سہروردیہ کا ایک بڑا زبردست مرکز قائم کیا جس کا کام روحانی مبلغ پیدا کرنا تھا جن کو اطراف و اکناف عالم میں اشاعت اسلام کی خاطر بھیجنا تھا۔

آپ نے اس کام کی مکمل نگرانی فرمائی اور مبلغین اور واعظین کی جماعتوں کو سندھ' مکران' پنجاب' کشمیر' دہلی وغیرہ کی طرف بھیجا اور ان کے ساتھ وقتاً" فوقتاً" آپ خود بھی تشریف لے جاتے۔ عام طور پر گرمی کا موسم کشمیر' بلخ' بخارا' دمشق' نیشاپور اور افغانستان کی طرف گزرتا اور سردی کے ایام میں راجپوتانہ سندھ اور پنجاب کے میدانی علاقوں میں وعظ و تبلیغ پر جاتے۔ ساون بھادوں کے مہینوں میں دیبل' ملیر' سہوان کی طرف نکل جاتے۔

پنج یار

(۱) حضرت فرید الدین گنج شکر مسعود چشتی رحمۃ اللہ علیہ

(۲) حضرت لال شہباز قلندر رحمۃ اللہ علیہ

(۳) شیخ جلال بخاری سہروردی رحمۃ اللہ علیہ

(۴) سلطان حمید الدین حاکم سہروردی رحمۃ اللہ علیہ

(۵) حضرت بہاء الدین زکریا ملتانی رحمۃ اللہ علیہ

یہ حضرات پنج یار کہلاتے ہیں انہوں نے ممالک اسلامیہ اور ہندوستان و

پاکستان کا بیشتر حصہ سیر و سیاحت کے دوران دیکھا تھا۔ مصنف "اولیائے ملتان" لکھتا ہے کہ شیخ الاسلام رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت بابا فرید چشتی رحمۃ اللہ علیہ سفر و حضر میں کئی سال تک اکٹھے رہے۔

اولیاء اللہ سے تعلقات

حضرت شیخ الشیوخ شہاب الدین عمر سہروردی رحمۃ اللہ علیہ کے بعد ملتان میں دنیا کے عظیم اولیاء اللہ آپ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوتے رہے جن میں سے حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی چشتی رحمۃ اللہ علیہ ' سید جلال تبریزی سہروردی رحمۃ اللہ علیہ ' شیخ مصلح الدین سعدی شیرازی رحمۃ اللہ علیہ ' شیخ فرید الدین مسعود گنج شکر چشتی رحمۃ اللہ علیہ ' سید نور الدین مبارک غزنوی رحمۃ اللہ علیہ ' قاضی حمیدالدین ناگوری سہروردی رحمۃ اللہ علیہ ' شیخ ضیاء الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ ' خواجہ حسن افغان رحمۃ اللہ علیہ ' شیخ فخرالدین عراقی رحمۃ اللہ علیہ ' علامہ میر حسین رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ بہت معروف ہیں۔ جب آپ دہلی تشریف لے جاتے تو حضرت نظام الدین اولیاء محبوب الٰہی رحمۃ اللہ علیہ کی خانقاہ عالیہ میں حاضر ہوتے اور ان کی صحبت سے فرحاں ہوتے۔

بادشاہوں سے تعلقات

آپ کی پیدائش ۱۱۷۰ء اور وفات ۱۲۶۲ء میں ہوئی۔ اس دوران دہلی کے تخت پر کئی خاندان بدلے' آپ لاہور کے آخری غزنوی بادشاہ خسرو ملک تاج الدولہ کے عہد میں پیدا ہوئے اور سلطان ناصرالدین محمود (خاندان غلاماں) کے عہد میں فوت ہوئے۔ رضیہ سلطانہ آپ کی بیحد معتقد تھی اور ملتان میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوتی رہتی تھی۔ اس طرح سلطان ناصرالدین محمود بھی لاہور سے ہو کر ملتان گیا تھا۔ دارالسلطنت دہلی کی طرف سے آپ کو عہدہ شیخ اسلامی کا تفویض تھا۔ سلطان شمس الدین التمش اور ناصرالدین قباچہ جیسے جری جرنیل آپ

کی ایک نظر سے لرزہ براندام ہو جاتے تھے۔ جب آپ دہلی تشریف لے گئے تو سلطان التمش سینکڑوں علماء اور مشائخ کو ساتھ لیکر آپ کے استقبال کے لیئے شہر سے باہر نکلا۔ گھوڑے سے اتر کر سلام کیا اور آپ کے پیچھے پیچھے آپ کو لیکر دہلی میں داخل ہوا۔ سلطان نے آپ کو شیخ الاسلامی کے عہدہ پر بھی فائز کیا تھا۔

لاہور سے تعلقات

حضرت شیخ سعدی شیرازی نے "گلستان" کا ایک نسخہ اپنے ہاتھ سے لکھ کر حضرت صدرالدین عارف رحمۃ اللہ علیہ کو حضرت شاہ رکن عالم رحمۃ اللہ علیہ کے لیئے دیا جو کئی صدیوں ملتان میں آپ کے گھرانے میں رہا پھر شیخ نصیرالدین رئیس اعظم لاہور کے گھرانے میں منتقل ہوگیا ہے۔ حضرت غوث بہاء الحق رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے یاروں کے ساتھ کشمیر سے سراندیپ اور دہلی سے بلخ بخارا تک کے سفر کیئے اور خاص طور پر پنجاب کے میدانی علاقہ میں بارہا سفر کیا اور لاکھوں انسانوں کو راہ ہدایت دکھائی' اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ لاہور تشریف لائے تھے اور یہاں کے لوگ آپ کے فیوض و برکات باطنی سے مستفید ہوئے تھے مگر ہمیں کسی کتاب سے آپ کا لاہور آنا ثابت نہیں۔ شاید اگلے مورخ اس بات کی واضح طور پر تحقیق کر سکیں کہ جب آپ کے پانچ یاروں میں سے حضرت حمیدالدین حاکم رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت فریدالدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ لاہور تشریف لائے تھے تو آپ ضرور تشریف لائے ہوں گے کیونکہ تمام کتب سے ثابت ہے کہ آپ نے سیرو ساحت کا بیشتر حصہ حضرت فریدالدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ صرف کیا تھا جو لاہور تشریف لاکر حضرت داتا گنج بخش رحمتہ اللہ علیہ کے مزار عالیہ پر معتکف ہوئے تھے۔

چونکہ حضرت غوث بہاء الحق رحمۃ اللہ علیہ نے اپنا تمام خزانہ مال تجارت پر لگا دیا تھا اور زیادہ تجارت دریاؤں میں سے کشتیوں کے ذریعے ہوا کرتی تھی اس زمانہ

میں دریائے راوی قلعہ ملتان اور قلعہ لاہور کی دیواروں کے ساتھ ساتھ بہتا تھا اس لیئے آپ کی تجارت کا مال کثیر لاہور بھی آتا جاتا تھا۔ مزید براں خشکی کے ذریعے بھی آپ کا مال لاہور آتا تھا جس سے آپ لاہور کی عظمت سے بخوبی واقف تھے۔
"تذکرہ حضرت بہاؤالدین زکریا ملتانی" میں لکھا ہے کہ :

" آپ کے ایک مرید بدر بجستانی لاہور میں رہائش رکھتے تھے وہ ایک دفعہ لاہور کی ایک عیدگاہ میں نماز عید پڑھنے کے لیئے گئے تو نماز کی ادائیگی کے بعد آپ نے دعا کی کہ " اے باری تعالیٰ میں تیرا ایک ادنیٰ سا غلام ہوں اور تجھ سے عیدی مانگتا ہوں" دعا مانگنے کی دیر تھی کہ حریر کا ایک ٹکڑا سبز خط سے لکھا ہوا آسمان سے آپ کے ہاتھوں میں آٹپکا۔ کھول کر دیکھا تو اس میں تحریر تھا :

" ہم نے اس عید سعید کی خوشی میں تم پر دوزخ کی آگ حرام کی۔"

بے شمار لوگوں نے حضرت بہاء الدین زکریا ملتانی سہروردی رحمۃ اللہ علیہ کے اس ادنیٰ لاہوری خادم کی کرامت دیکھی تو سب آپ کے اردگرد جمع ہو گئے اور آپ کے ہاتھوں کو بوسہ دینے لگے بلکہ ایک شخص نے تو آگے بڑھ کر آپ سے عرض کی کہ مجھے بھی عیدی ملنی چاہیئے حضرت شیخ بدر بجستانی نے وہی حریر کا ٹکڑا اس کو دے دیا اور کہا کہ قیامت کے دن میں جانوں اور آتش دوزخ۔"

ایک دوسرے موقع پر تحریر ہے کہ حضرت غوث بہاء الحق رحمۃ اللہ علیہ کا ایک مرید لاہور میں دریائے راوی کے کنارے رہائش پذیر تھا۔ اسے کچھ اراضی بطور معافی ملی ہوئی تھی ایک دفعہ حاکم لاہور کا کارندہ ادھر سے گزرا اور اس درویش کی زمین کی پیمائش کرنے لگا اور کہا کہ تمہاری شکایت ہوئی ہے کہ تم نے سرکار کا کئی سال سے محصول نہیں دیا۔ اب تم سے یہ سب محصول جو کہ کئی سال کا اکٹھا ہو گیا ہے وصول کیا جائے گا۔ اس مرید سہروردی نے سرکاری کارندہ کی بہت منت سماجت کی مگر اس پر کوئی اثر نہ ہوا بلکہ اس نے کہا کہ اگر تمہارا پیر اتنا کامل ہے تو

کوئی کرامت دکھاؤ اور دریائے راوی کے پانی پر چل کر دکھاؤ درویش دریا کے کنارے پر جا کھڑا ہوا اور بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھ کر اور اپنے پیرو مرشد کو یاد کر کے دریا پر سے ایسے گزر گیا جیسا کہ کوئی خشکی پر چلتا ہے۔ جب درویش دریا پار کر گیا تو آواز دی کہ کشتی بھیجو تاکہ میں واپس آسکوں۔ لوگوں نے جو یہ نظارہ دیکھ رہے تھے کہا کہ جیسے گئے تھے ویسے ہی آجاؤ مگر اس نے جواب دیا کہ میں متکبر اور کمینے نفس سے ڈرتا ہوں کہ اس میں نخوت نہ پیدا ہو جائے چنانچہ کشتی بھیجی گئی اور وہ اس پر چڑھ کر دریا کے دوسرے کنارے سے واپس آیا۔

شیخ محمد اکرم ایم اے نے "انوار غوثیہ" کے حوالے سے تحریر کیا ہے کہ حضرت غوث العالمین رحمۃ اللہ علیہ کے وعظ سن کر ملک سندھ اور علاقہ ملتان اور لاہور کے اہل ہنود میں سے بھی بے شمار خلقت نے جس میں بہت متمول تاجر اور بعض والیان ملک بھی تھے دین اسلام اختیار کیا اور حضور کے مرید ہوئے۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ سرزمین لاہور بھی آپ کے تصرف و اختیار میں تھی اور یہاں کے ہزاروں لاہوریوں نے آپ کے ارشادات سے استفادہ کیا تھا۔

لاہور سے آپ کے عشق کی یہ ایک ادنیٰ کیفیت ہے کہ جس طرح آپ کے یار خانہ حضرت فریدالدین گنج شکر چشتی رحمۃ اللہ علیہ لاہور تشریف لا کر "آستانہ فرید" پر رہائش کرتے اور داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے مزار اقدس پر روزانہ حاضری دیا کرتے تھے اسی طرح حضرت غوث العالمین رحمۃ اللہ علیہ نے ایک بار حضرت سید علی ہجویری داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیف لطیف "کشف المحجوب" کو اپنے ہاتھ سے تحریر فرمایا تھا۔ لکھا ہے کہ یہ قیمتی و نادر قلمی نسخہ پیرزادہ مولوی محمد حسین ایم اے مترجم "عجائب الاسفار" کے کتب خانہ میں موجود تھا اور ۱۹۴۷ء کے غدر میں ضائع ہو گیا۔

صاحب "تذکرہ ملتان" نے تحریر کیا ہے کہ ۶۴۹ھ مطابق ۱۲۵۱ء میں سلطان ناصرالدین محمود جو ایک نہایت متشرع اور نیک سیرت بادشاہ تھا اور خود اپنے

ہاتھ سے قرآن مجید لکھ کر گزر اوقات کیا کرتا تھا لاہور میں آیا اور یہاں سے حضرت غوث العالمین رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں ملتان حاضر ہوا' اس سے صاف ظاہر ہے کہ دہلی سے ملتان جانے کے لیئے دو راستے تھے پہلا لاہور سے اور دوسرا بہاولپور ہانسی وغیرہ سے۔ بادشاہ اور اولیاء اللہ لاہور ہی سے گزر کر جاتے تھے کیونکہ یہ شہر حضرت سید علی ہجویری داتا گنج بخش رحمتہ اللہ علیہ کی وجہ سے بہت مقبول اور معروف ہو گیا اور ہر ولی اللہ کی خواہش ہوتی تھی کہ یہاں سے ہو کر آپ کے مزار پر انوار سے فیض حاصل کر کے آگے جائے' اس سے عیاں ہے کہ حضرت غوث بہاء الحق رحمۃ اللہ علیہ ضرور لاہور تشریف لائے ہوں گے' مزید براں یہاں آپ کے ہزارہا مرید موجود تھے۔

چونکہ آپ اور آپ کے چاروں یار سیر و سیاحت میں تقریباً اکٹھے ہوا کرتے تھے اور ممکن ہے لاہور بھی چاروں آپ کے ساتھ آئے ہوں اس لیئے آپ کے ذکر کے ساتھ ان کا تذکرہ بھی کیا جاتا ہے۔ حضرت فریدالدین گنج شکر مسعود رحمۃ اللہ علیہ لاہور آئے تھے ان کا ذکر ہم نے "تذکرہ اولیائے لاہور" کے دوسرے حصے میں جو چشتی اولیاء کے متعلق ہے کیا ہے۔ سلطان حمیدالدین حاکم سہروردی رحمۃ اللہ علیہ لاہور آئے تھے ان کا ذکر بھی اس حصہ میں موجود ہے۔ باقی حضرات کا ذکر اسی حصہ میں ملاحظہ فرمائیں۔

سیر و سیاحت

ملتان میں مستقل اقامت اختیار کرنے سے قبل آپ تمام ممالک اسلامیہ اور بلاد کی سیر و سیاحت فرما چکے تھے اور جب یہاں رہائش اختیار کی تو آپ نے رزق حلال حاصل کرنے کے لیئے اپنے خزانہ کو تجارت پر لگا دیا۔ آپ تجارت کا مال ایک طرف لاہور' دہلی' پاک پتن' کابل اور ایران تک بھیجتے۔ تو دوسری طرف

علاقہ سندھ کی طرف بھی مال بغرض تجارت کشتیوں پر روانہ فرماتے۔ آپ کے زمانہ میں ہی سلطان جلال الدین خوارزم شاہ مغلوں سے شکست کھا کر لاہور آیا تھا اور سلطان شمس الدین التمش اور ناصر الدین قباچہ سے امداد طلب کی مگر کسی نے اس کی امداد نہ کی۔ بہرحال وہ لاہور سے ملتان پھر سندھ چلا گیا۔ اکثر حضرت غوث بہاء الحق رحمۃ اللہ علیہ اپنے پانچ یاروں کے ساتھ سیر و سیاحت میں مشغول رہتے اور انہی کے ساتھ سفر کرتے یا حضرت فریدالدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ' جہاں جہاں ان لوگوں نے قیام کیا وہاں ان کی باقاعدہ نشستیں ہوئی ہیں جو آج تک بطور یادگار قائم و دائم ہیں۔ جو بالخصوص کشمیر کے دامن ایبٹ آباد اور بخارا کی طرف پہاڑوں میں موجود ہیں۔ شیخ سعدی شیرازی رحمۃ اللہ علیہ آپ کے پیر بھائی تھے' کئی کتب میں لکھا ہے کہ شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ ملتان میں آنجناب کے پاس تشریف لائے تھے اور حضرت کی نماز جنازہ پڑھائی بلکہ کئی مورخین تو یہاں تک کہتے ہیں کہ جنوبی ایشیاء کا کوئی ایسا شہر نہ تھا جہاں آپ تشریف نہ لے گئے ہوں چونکہ یہ سیر و سیاحت ایک خاص مقصد کے تحت ہوتی ہے جس کا نظریہ تبلیغ اسلام پر مبنی ہوتا ہے اس لیئے تمام اولیاء اللہ سیر و سیاحت پر سالہاسال گزار دیتے ہیں۔

" تذکرہ حضرت بہاء الدین زکریا رحمۃ اللہ علیہ " میں لکھا ہے کہ آپ اور آپ کے چاروں یاروں نے وادی کشمیر سے ساحل سمندر تک متعدد دورے کیئے ہیں ممکن ہے کہ " چہار یار " لاہور میں بھی آئے ہوں مگر چونکہ لاہور کا قصبہ ان دنوں اتنا معروف نہ تھا اس لیئے اس شہر کا نام تاریخ میں محفوظ نہ ہو سکا۔

خلفاء

آپ کے ممتاز خلفاء میں سے چند ایک کے نام تبرک کے طور پر یہاں تحریر کیئے جاتے ہیں ورنہ عرب و عجم و ہند و پاک میں آپ کے خلفاء کی تعداد گنی نہیں جا سکتی۔

مخدوم سید جلال الدین بخاری (مزار اقدس اوچ شریف)' میر حسینی فرزند سید نجم الدین سہراتی "صاحب کنزالرموز" شیخ فخرالدین عراقی' خواہرزادہ شیخ شہاب الدین سہروردی' شیخ کبیر الدین عراقی فرزند شیخ فخرالدین عراقی' حضرت لال شہباز قلندر' خواجہ حسن افغانی (ان کے متعلق حضرت غوث بہاء الحق رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا تھا کہ قیامت کے دن جب خدا مجھ سے پوچھے گا کہ میرے لیئے کیا تحفہ لائے تو عرض کروں گا کہ حسن افغان کا صدق اور صحیح عقیدہ لایا ہوں) خواجہ فخرالدین گیلانی' شیخ بدر بجستانی' نواب قوسی' خواجہ کمال الدین مسعود شیرازی' شیخ عبدالستار' حضرت صدرالدین عارف (فرزند ارجمند) شیخ جمال خندان اور آپ کے پوتے شیخ رکن الدین ابوالفتح بھی آپ کے خلفا میں شامل ہیں۔

اخلاق و عادات

آپ مادر زاد ولی تھے نہایت عبادت گزار اور خدا ترس تھے۔ قرآن مجید کی تلاوت آپ کا خاص الخاص مشغلہ تھا۔ ہر رات ایک کلام پاک ختم فرماتے۔ حضرت نظام للدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ آپ نے ایک دفعہ ایک رکعت نماز میں پورا قرآن مجید ختم کیا تھا۔ شہر کے غربا اور مساکین کی پرورش کا انحصار آپ ہی کی ذات گرامی پر تھا۔ نماز باجماعت لوا فرماتے اور دیگر ازکار میں بھی کافی وقت گذرتا۔ لاکھوں روپے حاجت مندوں میں تقسیم کر دیا کرتے تھے بیواؤں اور یتیموں کے سرپر سایہ تھے اور ان کی کسی قسم کی امداد سے گریز نہ کرتے تھے ساری ساری رات عبادت الٰہی میں گذار دیتے یہاں تک کہ پاؤں متورم ہو جایا کرتے تھے۔ ہر وقت زبان پر خدا اور اس کے رسول کا ذکر رہتا۔

تصانیف

آپ نے ایک کتاب "اوراد" کے متعلق تحریر فرمائی تھی جو اصل تو

موجود نہیں مگر اس کی شرح موجود ہے جو "کنزالعباد فی شرح الاوراد" کے نام سے موسوم ہے۔ یہ صوفیانہ رنگ کی کتاب ہے اور اس میں فقہ کے مسائل بھی درج ہیں یعنی نماز' روزہ' حج' طہارت' وضو وغیرہ کے متعلقہ مسائل ہیں۔ اس کا ایک قلمی نسخہ اور فوٹو پنجاب یونیورسٹی لاہور میں موجود ہے' سنا ہے محکمہ اوقاف مغربی پاکستان اس کو طبع کرانے کے انتظام کر رہا ہے۔

اس کے علاوہ قرآن مجید کا ایک قلمی نسخہ قدیم جو حضرت مخدوم لال حسین رحمۃ اللہ علیہ (کروڑ لال عیسن ضلع مظفر گڑھ) کے مزار پر رکھا ہوا ہے آپ کے دست مبارک کا بتایا جاتا ہے اس کے علاوہ آپ نے حضرت سید علی ہجویری داتا گنج بخش رحمتہ اللہ علیہ کی تصنیف "کشف المحجوب" کو بھی اپنے ہاتھ سے تحریر فرمایا تھا جو کہ لاہور میں مولوی محمد شفیع صاحب مرحوم کے صاحبزادے احمد ربانی نے اب شائع کرادی ہے۔

اولاد

آنجناب کی دو بیویاں تھیں پہلی رشیدہ بانو جس کی بطن سے شیخ صدرالدین عارف رحمۃ اللہ علیہ ' شیخ شہاب الدین نوری' شیخ برہان الدین اور شیخ علاؤ الدین محمد پیدا ہوئے۔ اس کے علاوہ ایک دختر بھی ہوئی جس کا میر حسینی سے نکاح ہوا۔ دوسری بیوی شہربانو جس کے بطن سے شیخ قدوۃ الدین محمد' شیخ شمس الدین اور شیخ ضیاء الدین پیدا ہوئے۔ مزیدبراں دو لڑکیاں بھی تولد ہوئیں پہلی لڑکی نور بانو جن کا نکاح فخرالدین عراقی رحمۃ اللہ علیہ سے ہوا جس سے ایک لڑکا کبیرالدین عراقی پیدا ہوا۔ دوسری صاحبزادی سلطان بی بی المعروف بی بی فاطمہ سلطان التارکین حمیدالدین حاکم سروردی رحمۃ اللہ علیہ مرید حضرت رکن عالم رحمۃ اللہ علیہ کے حبالہ نکاح میں آئیں جن سے ایک لڑکا بنام شیخ نورالدین ہوا۔

مقبرہ

مقبرہ مبارک ملتان میں واقع ہے' بڑے عظیم الشان دروازے پر لکھا ہے
" خانقاہ غوث العالمین حضرت غوث بہاء الحق والدین زکریا ملتانی رحمتہ اللہ علیہ
تاریخ وفات ۷ صفر ۶۶۱ مقدس سو سال کی عمر میں وفات ۱۲۶۲ء میں پائی' روضہ مرجع
انام ہے اور لاکھوں کی تعداد میں سہروردیہ سلسلہ عالیہ کے مریدین اور متعلقین ہر
سال حاضری دیتے ہیں۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

سید جلال الدین میر سرخ بخاری سہروردی رحمتہ اللہ علیہ

نام و نسب

نام نامی سید جلال الدین رحمتہ اللہ علیہ اور جلال سرخ بخاری لقب تھا۔ والد ماجد کا
اسم گرامی سید ابوالموئید علی بن سید جعفر تھا۔ سلسلہ نسب نو واسطوں سے حضرت
امام علی نقی علیہ السلام سے جا ملتا ہے۔ آپ کی والدہ سلطانہ محمود شاہ توران کی
صاحبزادی تھی۔ ۵۹۰ھ مطابق ۱۱۹۳ء بخارا میں آپ کی ولادت ہوئی۔ جب حضرت
بہاء الدین زکریا ملتانی رحمتہ اللہ علیہ بخارا میں بغرض تحصیل علوم کے لیئے گئے تھے تو ان کے
باپ سید علی سے تعلقات بہت زیادہ ہو گئے تھے اور یہی وجہ تھی کہ جب سید
جلال رحمتہ اللہ علیہ ہندوستان آئے تو آپ کی خدمت اقدس میں ملتان حاضر ہو کر دین و دنیا
کی نعمتوں سے مالامال ہوئے اور ایک وہ وقت آیا کہ آپ ابوالبرکات' شیر شاہ' ابو
احمد' مخدوم اعظم' عظیم اللہ' میر سرخ' میر بزرگ' شریف اللہ' جلال اکبر کے
خطابات و القابات سے نوازے گئے۔

بیعت

جب ذرا بڑے ہوئے تو بھکر میں آکر اقامت گزیں ہوئے۔ پھر ملتان تشریف لائے اور حضرت بہاء الدین زکریا ملتانی سہروردی رحمۃ اللہ علیہ کی بیعت کی اور مجاہدات و ریاضات میں مشغول ہوئے اور انہیں سے خلافت پائی۔ جن دنوں آپ بھکر میں تھے تو وہاں سید بدرالدین بن صدر الدین خطیب کی صاحبزادی سے عقد فرمایا۔ آپ اپنے مرشد کی خدمت میں کم و بیش تیس برس تک رہے پیرو مرشد کی وفات کے بعد شیخ صدرالدین عارف رحمۃ اللہ علیہ کی اجازت و حکم سے اوچ شریف کو اپنا مسکن مقرر فرمایا اور مستقل سکونت اختیار کی۔ اس زمانہ میں اوچ کا نام دیوگڑھ تھا اور یہاں کا راجہ دیوسنگھ تھا جو آپ سے ڈر کھا کر بھاگ گیا اور اس کا نام اوچ رکھ دیا گیا اور اقوام اوچہ نے آپ کے دست راست پر اسلام قبول کیا۔

سیرو سیاحت

آپ یکے از چہار یار حضرت شیخ الاسلام زکریا ملتانی رحمۃ اللہ علیہ میں سے تھے اور ان کے ساتھ دنیا جہاں کی سیر کے لیئے اکٹھے نکلتے تھے۔ آپ اوچ شریف بھی تشریف لے گئے جہاں محلہ بخاریاں آپ نے ہی آباد کیا اور وہاں ہی آپ کا مزار اقدس ہے۔ چونکہ آپ نے اپنے پیرو مرشد کے ساتھ پنجاب سے کشمیر تک کی سیر و سیاحت کی نیز جھنگ گئے اس لیئے غالب خیال ہے کہ آپ لاہور بھی تشریف لائے ہوں گے۔

آپ ملتان اور اوچ شریف سے بمعہ اپنے فرزندان معہ مریدین کے جھنگ سیالاں بھی تشریف لے گئے تھے جہاں آپ کی تبلیغی جماعت نے بہت کام کیا تھا کہتے ہیں کہ آپ نے جھنگ سیال شہر کی بنیاد ڈالی نیز یہاں کے راجپوت قبیلوں نے آپ کے ہاتھ پر اسلام قبول فرمایا اس شہر میں آپ نے خانقاہ اور حجرہ

عبادت بھی تیار کروایا تھا۔ آپ اس شہر میں دو دفعہ تشریف لائے پھر آپ کے صاحبزادہ مخدوم سید احمد کبیر سہروردی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اپنے قدوم میمنت لزوم سے اس خطہ کو نوازا۔ بعدازاں ان کے صاحبزادہ حضرت مخدوم جلال الدین جہانیاں جہاں گشت رحمۃ اللہ علیہ بھی جھنگ میں تشریف لائے اور لوگوں کو فیض و برکات سے نوازا۔ جیسلمیر ڈیرہ بھاگلہ چولستان اور راجپوتانہ کے دیگر حصص میں تبلیغ اسلام کے لیئے آپ نے بہت کوشش فرمائی اور ہزارہا افراد کو مسلمان کیا۔

ممالک اسلامیہ کی سیر و سیاحت کے علاوہ آپ مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ میں بھی حاضر ہوئے' کچھ عرصہ مشہد میں بھی قیام فرمایا' بخارا میں تو آپ کی ولادت ہوئی تھی اس کے علاوہ دیگر سب اسلامی شہروں میں سیاحت کی بھکر میں کافی عرصہ قیام فرمایا' اس کے علاوہ مئو' ملتان بھی کافی مدت رہے۔

اولاد

آپ کے چار صاحبزادے تھے۔ (۱) سید علی (۲) سید جعفر (۳) سید محمد غوث (۴) سید احمد کبیر سہروردی مرشد حضرت جلالی مجرد سلہٹی سہروردی' حضرت سید جلال الدین بخاری مخدوم جہانیاں جہاں گشت اور حضرت سید صدرالدین قتال' سید احمد کبیر کے صاحبزادہ اور آپ کے پوتے تھے۔

وفات

۹۵ سال کی عمر میں ۶۹۰ھ مطابق ۱۲۹۱ء اوچ شریف میں وفات پائی اور وہیں دفن ہوئے لفظ "مخدوم" سے سال وفات نکلتا ہے۔ پہلے آپ کا مزار موضع رسول پور جو اوچ شریف سے چھ کوس کے فاصلے پر ہے بنا مگر دریا میں سیلاب کی وجہ سے آپ کا جسد اقدس وہاں سے نکال کر سیو تک بیلا میں دفن کیا گیا یہاں بھی طغیانی اور سیلاب کا خطرہ ہوا تو پھر یہاں سے آپ کے تابوت کو نکال کر حضرت

صدرالدین راجو قتال سہروردی رحمۃ اللہ علیہ کے مزار کے متصل دفن کر دیا گیا۔ پھر چوتھی مرتبہ آپ کی خاک پاک نکل کر موجودہ جگہ پر دفن کی گئی جہاں کہ آپ کا مزار عالی وقار اب موجود ہے۔ آپ کے مقبرہ کو نواب بہاول خان ثالث اور نواب صادق محمد خان نے تعمیر کرایا تھا اور مرمت کرائی۔

اوچ شریف میں آپ کے معاصر حضرت شیخ جمال خنداں رو رحمۃ اللہ علیہ تھے جو حضرت صدرالدین عارف رحمۃ اللہ علیہ کے نامور خلیفہ تھے اور حضرت مخدوم جلال الدین جہانیاں جہاں گشت سہروردی رحمۃ اللہ علیہ کے استاد بھی تھے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

شیخ عثمان مروندی رحمۃ اللہ علیہ
المعروف
لال شہباز قلندر قادری سہروردی رحمۃ اللہ علیہ

خاندان اور ولادت

حضرت مخدوم لعل شہباز قلندر سیوستانی رحمۃ اللہ علیہ کا نام نامی سید عثمان تھا۔ لقب جو حضرت بہاء الدین زکریا ملتانی رحمۃ اللہ علیہ آپ کے پیرو مرشد نے عطا کیا تھا وہ لعل شہباز قلندر ہے۔ والد ماجد کا اسم گرامی سید کبیر رحمۃ اللہ علیہ ہے جن کا سلسلہ نسب حضرت امام محمد جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر منتہی ہوتا ہے۔ والدہ مروند کے حاکم سید سلطان شاہ کی صاحبزادی تھی۔ آپ کے آباؤاجداد کا وطن مروند تھا جو افغانستان میں واقع ایک شہر ہرات کے نواح میں واقع ہے۔ "ماہنامہ عارف لاہور"

مئی ۱۹۲۶ء میں شاکر مصطفیٰ صاحب لکھتے ہیں کہ آذربائیجان کے تخت گاہ شہر تبریز سے چالیس میل دور شمال مغرب کی جانب قصبہ مروند میں تولد ہوئے۔ آنجناب ۵۷۳ء مطابق ۱۱۷۷ء میں مروند (افغانستان) میں تولد ہوئے اور ابتدائی تعلیم وہاں ہی حاصل کی۔ سات سال کی عمر میں قرآن مجید حفظ کیا۔ پہلی بیعت آپ نے اپنے وطن ہی میں حضرت بابا ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ سے کی اور دنیا کی سیر و سیاحت کے لیئے نکل کھڑے ہوئے۔ حضرت شیخ الاسلام بہاء الدین زکریا ملتانی رحمۃ اللہ علیہ ' حضرت بابا فرید الدین گنج شکر مسعود رحمۃ اللہ علیہ ' حضرت سید جلال الدین میر سرخ بخاری رحمۃ اللہ علیہ ' سید احمد کبیر بخاری رحمۃ اللہ علیہ ' حضرت سید جلال الدین مخدوم جہانیاں جہاں گشت رحمۃ اللہ علیہ اور شیخ صدر الدین عارف سہروردی رحمۃ اللہ علیہ ' حضرت بو علی قلندر رحمۃ اللہ علیہ پانی پتی وغیرہ سے آپ کی خاص ملاقاتیں ہوئی تھیں۔

سیر و سیاحت

وطن سے نکلنے کے بعد ہندوستان و پاکستان کے بڑے بڑے شہروں میں پھرتے رہے اور بے شمار اولیائے کرام و صوفیا عظام سے فیوض و برکات حاصل کیئے جیسا کہ حضرت بہاء الدین زکریا ملتانی رحمۃ اللہ علیہ کے ذکر میں لکھا گیا ہے کہ آپ نے حضرت غوث بہاء الحق رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ سیر و سیاحت کی۔ آپ جب پانی پت پہنچے تو حضرت بو علی قلندر رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے جن کے مشورہ سے ہی آپ نے سندھ میں جانا پسند کیا اور سیوستان میں قیام فرمایا اور خلق خدا کو صراط مستقیم دکھانے میں مصروف ہوئے۔ آپ حضرت بہاء الدین زکریا رحمۃ اللہ علیہ کے خاص الخاص یاروں میں سے تھے جنہوں نے آپ کے ساتھ اکٹھے سفر فرمایا۔ میر علی شیر ٹھٹھوی اپنی کتاب میں لکھتے ہیں کہ سہوان کے قریب پہاڑ پر ایک چشمہ راہی کے نام سے مشہور ہے جہاں آج بھی جلدی امراض کے مریض آکر غسل کر کے شفا پاتے ہیں۔

قریب ہی ایک ستون کی مسقف عمارت ہے جس پر لوگ چڑھ کر سیر کرتے ہیں۔ مشہور ہے کہ چار یاروں (شیخ عثمان، شیخ فرید، سید جلال بخاری، شیخ بہاء الدین ذکریا) نے یہاں چلہ کاٹا تھا چونکہ حضرت غوث بہاء الحق رحمۃ اللہ علیہ نے ملتان سے سراندیپ، بلخ، بخارا مدینہ منورہ، مکہ مکرمہ، بغداد، دہلی، پاک پتن، سمرقند، ٹھٹھہ (سندھ) کا سفر کیا تھا اور سیر و سیاحت اکیلے نہیں کرتے تھے بلکہ چاروں یار اکٹھے سفر کرتے تھے اس لیئے ممکن ہے کہ آپ بھی لاہور تشریف لائے ہوں مگر ہمیں کسی تاریخی کتاب سے اس امر کی شہادت نہیں ملی۔ آپ نے مکران میں پنج گور کے قریب ریاضت و چلہ کشی کی تھی۔ روایت ہے کہ قلندر صاحب سیون میں ایک ٹھمی کے مقام پر اپنے چار یاروں کے ساتھ محفل راز و نیاز میں شرکت کیا کرتے تھے حضرت فریدالدین گنج شکر مسعود رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تصنیف "راحت القلوب" میں سیون جانے کا تذکرہ کیا ہے۔

بادشاہوں کی ارادت

سلطان غیاث الدین بلبن کا لڑکا خان شہید آپ کا بے حد معتقد تھا۔ سلطان محمد خان شہید کی خواہش تھی کہ آپ ملتان میں ہی قیام فرمائیں اور آپ کے لیئے ایک خانقاہ کی تعمیر بھی شروع کرائی لیکن آپ نے ملتان پر سندھ کو ترجیح دی اور وہاں ہی اقامت گزین ہوئے۔

شعر و شاعری

شعر و شاعری سے بھی رغبت تھی، عثمان تخلص فرماتے تھے، آپ کا ایک شعر تبرک کے طور پر لکھا جاتا ہے ۔

منم "عثمان مروندی" کہ یار خواجہ منصورم
ملامت می کند خلقے و من برداری رقصم

مگر یہ شعر حضرت عثمان ہارونی چشتی رحمۃ اللہ علیہ کی مشہور غزل " نمیدانم کہ آخر چوں دم دیدار می رقصم " کا بھی مقطع ہے۔

جذب و سکر

آخری عمر میں آپ پر جذب و سکر کی کیفیت طاری ہو گئی تھی' مجذوب ولی تھے' سرخ لباس زیب تن کرتے تھے' جذب و مستی کی فراوانی کی وجہ سے احکام شریعت کی پابندی نہ کر سکتے تھے' نماز میں تکبیر کہتے تو آپ کے جسم پر رونگٹے کھڑے ہو جاتے تھے اور ان سے خون پھوٹ کر نکلتا تھا۔ قاضی قطب الدین کاشانی نے اسی بنا پر آپ پر کفر کا فتویٰ لگایا تھا۔

وفات

۶۶۳ھ سن عیسوی ۱۲۶۴ء (بمطابق حدیقہ الاولیاء) سیوستان میں ہی مزار پر انوار بنا۔ روضہ کی تعمیر ملک رکن الدین عرف اختیار الدین والی سیوستان نے کرائی۔ پھر ۱۵۸۵ء میں ترخانی خاندانی کے آخری فرمانروا مرزا جانی بیگ نے توسیع و ترمیم کروائی۔ ۱۶۰۰ء میں مرزا غازی بیگ نے بھی اس کار خیر میں نمایاں حصہ لیا۔ بعدازاں اس خانقاہ کو نواب دیندار خان بخاری حاکم سیوستان نے شاہی اخراجات سے اس کی تزئین و آرائش کرائی اور خانقاہ کے باہر ایک مسجد بھی بنوائی۔ میر غلام شاہ کلہوڑہ والی سندھ اور میر کرم علی تالپور والی سندھ نے بھی پرانی عمارات کی مرمت کروائی۔

☆☆☆☆☆☆☆

سہروردی صوفیائے کرام

جو

لاہور تشریف لائے مگر یہاں دفن نہ ہو سکے

اور

اپنی عظمت و برکت یہاں چھوڑ گئے

حضرت سلطان سخی سرور سہروردی رحمۃ اللہ علیہ

آنجناب کا نام سید احمد اور لقب سلطان سخی سرور یا لکھ داتا ہے۔ ملتان کے ایک نواحی قصبہ کرسی کوٹ (موضع شاہ کوٹ ضلع ڈیرہ غازی خان) میں آپ کی ولادت ہوئی۔ والد بزرگوار کا اسم گرامی سید زین العابدین تھا۔ پہلے پہل آپ کے والد اس قصبہ میں آئے تھے تو یہاں کے لوگ مرید ہو گئے اور انہوں نے آپ کے والد کو ایک مسجد بنوا دی جہاں آپ تبلیغ کا کام کیا کرتے تھے۔ یہاں ان کی شادی قصبہ کے نمبردار پیر اراہان کی دختر کلاں مسمات عائشہ سے ہوئی جس سے دو سال بعد سلطان سخی سرور پیدا ہوئے۔ بارہ برس بعد ایک دوسرا بیٹا سید عبدالغنی پیدا ہوا۔ سید زین العابدین کی پہلی بیوی سے بھی تین صاحبزادے سید داؤد' سید محمود' اور سید سہرا تھے۔ سید زین العابدین رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے خاندان کی قبور قصبہ کرسی کوٹ میں اب تک مرجع خلائق ہیں۔ جب آپ ذرا بڑے ہوئے تو بغداد تشریف لے گئے اور وہاں حضرت غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت شیخ الشیوخ شیخ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ سے فیوضات باطنی حاصل کیئے اور کئی سال کے بعد واپس اپنے وطن تشریف لائے۔

لاہور میں آمد

جب آپ نے ذرا ہوش سنبھالا تو آپ لاہور تشریف لائے' یہاں آپ نے لاہور کے ایک ممتاز عالم دین مولانا محمد اسحاق لاہوری سے علوم ظاہری کی تکمیل کی اور کافی عرصہ یہاں اقامت گزین رہے۔ مفتی غلام سرور لکھتے ہیں کہ "نقلست کہ چوں آنحضرت از سیر بغداد وغیرہ مراجعت بایں صواب نمود در لاہور تشریف آوردو از مولوی محمد اسحاق لاہوری تحصیل علوم ظاہری نمود۔"

بیعت

تصوف میں آپ نے اپنے والد ماجد کے علاوہ حضرت غوث الثقلین سید عبدالقادر جیلانی رحمتہ اللہ علیہ اور شیخ الشیوخ شہاب الدین عمر سہروردی رحمۃ اللہ علیہ سے بھی فیوض و برکات حاصل کیے۔ " تحقیقات چشتی " میں لکھا ہے کہ آپ کو حضرت خواجہ مودود چشتی رحمۃ اللہ علیہ سے بھی ارادت تھی بلکہ ان کے مرید تھے۔ آپ کے تین نام بہت مشہور ہیں :

(۱) سخی سرور (۲) داتا (۳) کرانوالہ

چوکی سخی سرور لکھ داتا

شاہ عالمی اور لوہاری دروازہ لاہور کے باہر ایک غیر مسلم کے مکان میں برلب سڑک آپ کی ایک چوکی اب تک موجود ہے جس میں ہندو مالک ہر وقت دیا (چراغ) جلایا کرتے تھے۔ مولوی نور احمد چشتی نے لکھا ہے کہ سلطان سخی سرور رحمۃ اللہ علیہ نے اس جگہ عتکاف کیا مگر یہ جگہ آج تک آپ کے نام سے موسوم ہے۔ آپ مزید تحریر کرتے ہیں کہ اس جگہ پر میلہ سخی سرور رحمۃ اللہ علیہ کے قدموں کا ہر سال ماہ پھاگن کے ایام میں ہوتا ہے۔ لکھا ہے کہ زمانہ قدیم میں یہاں محلہ جوہریاں تھا۔

سوہدرہ میں اقامت گزین

بعدازاں آپ سوہدرہ میں جو وزیر آباد کے نزدیک ایک قصبہ ہے مقیم ہوئے اور ہر وقت یاد الٰہی میں مشغول رہتے تھے جب سے آپ کو بہت شہرت حاصل ہوئی۔ ہزارہا افراد آپ کی خدمت عالیہ میں حاضر ہونے لگے اور مرادیں حاصل کرنے لگے۔ بعدازاں آپ دھونکل میں اقامت گزین ہوئے اور کئی سال

یہاں خلقت خدا کو رشد و ہدایت سے نوازتے رہے۔ اس قصبہ میں آپ کی درگاہ اب تک موجود ہے۔

قافلہ کالی کملی

میں نے اپنے بچپن میں یعنی ۱۹۲۷ء کے لگ بھگ دیکھا ہے کہ دو آبہ سے کالی کملی کا ایک قافلہ روانہ ہوتا تھا جس میں ہزارہا افراد زن و مرد شرکت کرتے تھے۔ ان کے ساتھ بھرائی ہوتے تھے جو ڈھول بجاتے تھے اور گاؤں گاؤں اور قریہ قریہ پھر کر دھونکل پہنچتے تھے۔ اس قافلے کا قیام لاہور میں بھی ایک دن ہوا کرتا تھا۔

وطن واپسی

کافی عرصہ اپنے وطن سے غیر حاضر رہنے کے بعد جب آپ اپنے وطن شاہ کوٹ ضلع ڈیرہ غازی خان تشریف لے گئے تو وہاں آپ کی بے حد عزت و تکریم ہوئی۔ حاکم ملتان آپ کا بے حد معتقد ہوا اور اس نے اپنی دختر نیک اختر کا آپ سے نکاح کر دیا لیکن حاسدوں اور رشتہ کے بھائی بندوں نے آپ کو تنگ کرنا شروع کر دیا چنانچہ ان مفسدوں نے آپ کو بمعہ آپ کے برادر بیٹے اور اہلیہ محترمہ شہید کر دیا۔ یہ واقعہ ۵۷۷ھ مطابق ۱۱۸۱ء کا ہے۔ مزار اقدس قصبہ کوٹ شاہ میں ہی ہے۔ وفات شاہان غور کے آخری سالوں میں ہوئی جب کہ سلطنت غزنویہ کا آخری حکمران لاہور خسرو شاہ وفات پا چکا تھا۔

آپ بڑے صاحب کشف و کرامت بزرگ تھے سرزمین پنجاب میں آپ کے بے انتہا غیر مسلم معتقد تھے بلکہ یہ کہنا بے جا نہ ہوگا کہ اتنے غیر مسلم افراد کسی اور ولی اللہ کے نہیں تھے ان غیر مسلم مریدوں کو سلطانی کے نام سے پکارا جاتا

ہے۔ ضلع جالندھر (بھارت) میں تو ان سلطانی پیر بھائیوں کی بہت بڑی تعداد موجود تھی جو کہ پاکستان کے معرض وجود میں آنے سے کم ہو چکی ہے۔ چشتی صاحب لکھتے ہیں کہ یہ حضرت بڑے بزرگ سید کامل تھے آپ کا سلسلہ چشتیہ بھی تحریر ہے۔ مولوی نور احمد چشتی نے آپ کی تاریخ وفات اس طرح لکھی ہے۔

سید سرور سخی احمد
بود سلطان عالم و والی
جست چشتی چو سال ترحیلش
ہاتفش گفت سرور عالی

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

سلطان التارکین حمید الدین حاکم سہروردی رحمۃ اللہ علیہ

نام حمید الدین کنیت ابوحاکم اور لقب سلطان التارکین شجرہ نسب حضرت ابوسفیان بن حارث رضی اللہ عنہ سے ملتا ہے۔ آپ کے والد کا نام سلطان بہاء الدین تھا۔ آپ کا جد امجد سلطان قطب الدین خطہ کیچ مکران کا بادشاہ تھا۔ حضرت سید احمد توختہ ترمذی آپ کے نانا تھے۔ ولادت ۵۷۰ھ مطابق ۱۱۷۴ء میں ہوئی جس زمانہ میں لاہور پر ملک تاج الدولہ غزنوی حکومت کر رہا تھا۔ سید احمد توختہ نے ہندوستان آتے ہوئے راستہ میں کیچ مکران کے بادشاہ سلطان قطب الدین کے صاحبزادے سلطان بہاء الدین سے اپنی لڑکی بی بی ہاج کی شادی کر دی تھی۔ ابھی آپ تین سال کے تھے کہ آپ کے دادا وفات پا گئے' بارہ برس کی عمر میں آپ کے والد نے بادشاہی اپنے دوسرے بھائی سلطان شہاب الدین کو دے دی اور خود درویشی اختیار

کر لی۔ دو سال کے بعد ان کی بھی وفات ہو گئی چونکہ سلطان شہاب الدین کے لڑکے نابالغ تھے اس لیئے شیخ حمید الدین مسند آرائے حکومت ہوئے۔ تقریباً اکیس سال حکومت کرنے کے بعد آپ نے بھی سلطنت چھوڑ دی اور اپنے چچا زاد بھائی امیر ابوالبقا کو بادشاہ بنا دیا۔ حضرت شیخ بہاء الدین زکریا ملتانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی دختر بی بی فاطمہ کا نکاح بھی آپ کے ساتھ کر دیا تھا جس سے شیخ نورالدین پیدا ہوئے۔ جب چنگیزیوں نے اسلامی ممالک کو تاخت و تاراج کرنا شروع کر دیا تو امیر ابوالبقاء اور ملک سرور جو سلطان حاکم کے چچازاد بھائی تھے سلطان شمس الدین التمش کی خدمت میں ۱۲۲۶ء میں لاہور آئے اور یہاں انہوں نے اپنے مکانات بھی بنوالیئے۔

لاہور میں آمد

ترک سلطنت کے بعد آنجناب اپنے نانا حضرت سید احمد توختہ ترمذی کی خدمت اقدس میں لاہور تشریف لائے اور ان کے دست حق پرست پر بیعت کی اور ان سے فیوضات حاصل کیئے اور خرقہ خلافت اور سند پائی۔ حضرت سید صاحب کی وفات کے بعد اس وقت آپ لاہور میں تھے ان کو دفن کرنے کے بعد بغداد چلے گئے اور شیخ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں پہنچے انہوں نے فرمایا کہ ملتان جا کر شیخ رکن الدین ابوالفتح بن صدر الدین عارف بن حضرت بہاء الدین زکریا ملتانی رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت کرو چنانچہ آپ نے ملتان پہنچ کر شیخ رکن الدین سے سلسلہ سہروردیہ میں بیعت کی حالانکہ وہ حضرت حاکم سے سات سال عمر میں بڑے تھے۔

"خزینۃ الاصفیا" جلد دوم صفحہ ۵۲ پر لکھا ہے کہ "سلطان حمید الدین از وطن مالوفہ خویش معہ بی بی لطیفہ بانو حرم محترم خویش بپائے توکل و تجرید روانہ سمت لاہور شد و در لاہور آمدہ بخدمت سید احمد توختہ ترمذی جد مادری خود حاضر

شدہ مرید گروید کسب طریقت بہ کمال زہد نمودہ خرقہ خلافت طریقہ شطاریہ عالیہ پوشیدہ " آپ کی دوسری شادی فاطمہ بی بی بنت حضرت بہاء الدین زکریا ملتانی رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ ہوئی۔

آپ کی والدہ ماجدہ بی بی حاج خاتون کا مزار بھی لاہور میں ہے جس کو "مزارات بی بیاں پاک دامن" کہا جاتا ہے۔ مزید برآں آپ کی اہلیہ بی بی عائشہ دختر سلطان شمس الدین بھی لاہور میں آئی تھیں' جب وہ لاہور میں فوت ہوئیں تو ان کو بھی اپنی والدہ اور خالہ کے جوار میں دفن کیا۔ آپ شاعر بھی تھے حاکم تخلص کرتے تھے نمونہ کلام یہ ہے ۔

ضیائے دو جہاں لاالہ اللہ
بہائے ملک جنان لاالہ اللہ

برائے تزکیہ نفس و پاکی دل و جان
بگو ز جان و رواں لاالہ اللہ

برائے راندن ابلیس راندہ درگاہ
کیان تیغ و سنان لاالہ اللہ

بہ بخش "حاکے" را اے کریم تا گوید
بوقت دادن جان لاالہ اللہ

نعت

محمد مصطفیٰ آں نور کونین ربودہ زو ہمہ نور و ضیا را

شدہ صحبتش ابوبکر صدیق ربودہ از درش صدق و صفا را

عمر فاروق آں سلطان بازو گزید پیش او عدل و وفا را

امیرالمومنین عثمان عفان کہ اورا داد حق علم و حیا را

علی شیر خدا آں شاہ مرداں کہ داد او داد مروی و سخارا

حسن را دوست می داریم مانیز حسین آں شہید کربلا را

ہمہ اصحاب او ارباب نعمت ازیشاں رونق دین خدا را

بحق احمد و یار انش یا رب
بہ بخش از کرم "حاکم" بے نوا را

تذکرہ حمیدیہ

یہ ایک چھوٹی سی کتاب شیخ شہر اللہ بن رحمت اللہ بن غاجی بن کالو لانگاہ کی تالیف ہے جو اس نے حضرت شیخ حمیدالدین حاکم رحمۃ اللہ علیہ سے ارادت اور عقیدت کی بنا پر لکھی ہے اس میں صرف حضرت حاکم کے اذکار و احوال کا تذکرہ ہے۔ یہ کتاب اس لیئے بہت اہم ہے کہ کسی اور تاریخی کتاب میں ایسی معلومات نہیں ملتی جن سے آپ کی زندگی پر روشنی پڑتی ہو۔ "تذکرہ قطبیہ' اذکار ابرار " اور " انیس الواعظین " میں آپ کے مختصر حالات درج ہیں نیز دوسرے تذکرہ نگاروں نے آپ کے معاصرین مثلاً حضرت نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ ' فرید الدین گنج شکر

مسعود رحمۃ اللہ علیہ ' حضرت مخدوم جہانیاں جہاں گشت رحمۃ اللہ علیہ ' شیخ جلال الدین بخاری رحمۃ اللہ علیہ ' سید راجو قتال رحمۃ اللہ علیہ ' بہاء الدین زکریا ملتانی رحمۃ اللہ علیہ ' صدرالدین عارف رحمۃ اللہ علیہ ' رکن الدین رکن عالم رحمۃ اللہ علیہ کے حالات تو بڑی تفصیل کے ساتھ لکھے ہیں مگر آپ کے بارے میں کوتاہی کی گئی ہے۔

تصانیف

آپ کی ایک سو بیس کے لگ بھگ تصانیف بتائی جاتی ہیں جن میں معراج نامہ اور مولانامہ ہندی زبان میں ہیں۔ فقہ میں بخارا' صرف میں پنج گنج تفسیر میں قیام اور نظم میں گلزار آپ ہی کی یادگار ہیں۔

وفات

آپ کی وفات ۱۳۳۴ء بمطابق ۷۳۵ھ میں بعہد بادشاہ غیاث الدین تغلق ہوئی۔ پہلے آپ کو ملتان میں حضرت رکن عالم رحمۃ اللہ علیہ کے مقبرہ میں دفن کیا گیا پھر ایک سال بعد مئومبارک علاقہ بہاولپور میں منتقل کر دیئے گئے جہاں آپ کے آباؤاجداد کا آبائی قبرستان تھا۔ عمر ۱۴۳ سال کی پائی' سلسلہ سہروردیہ میں اتنی لمبی عمر کسی بزرگ نے نہیں پائی۔ مؤلف کتاب "پاکستان میں فارسی ادب" نے آپ کی عمر ۱۴۷ تحریر کی ہے۔ نیز سال وفات ۱۳۳۶ء ۷۳۷ھ تحریر کیا ہے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

سلطان بہاء الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ

سلطان بہاء الدین رحمۃ اللہ علیہ کے والد ماجد کا اسم گرامی سلطان قطب الدین والی کیچ مکران تھا۔ ان کے عہد میں سید احمد توختہ ترمذی رحمۃ اللہ علیہ اس علاقہ سے ہوتے ہوئے لاہور پہنچے تھے۔ جب سید صاحب کیچ مکران پہنچے تو آپ نے اپنی دختر نیک اختر بی بی حاج کی شادی شہزادہ بہاء الدین رحمۃ اللہ علیہ سے کر دی۔ ان کے بطن سے سلطان التارکین سلطان حمید الدین حاکم رحمۃ اللہ علیہ تولد ہوئے' ابھی آپ تین سال کے تھے کہ آپ کی والدہ ماجدہ کا انتقال ہو گیا۔

لاہور میں آمد

بی بی حاج کے انتقال کے بعد آپ مرشد کی تلاش میں لاہور پہنچے اور حضرت سید احمد توختہ ترمذی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر ان سے لاہور میں بیعت کی اور چند دن لاہور میں قیام کر کے واپس وطن چلے گئے۔ راستہ میں آپ نے قاضی رفیع الدین صوبہ دار بھکر کی صاحبزادی سے شادی کی۔ جب وطن واپس پہنچے تو آپ کے سر پر تاج شاہی رکھا گیا اور والی کیچ مکران مقرر ہوئے۔ آپ نے اپنی حکومت کے زمانہ میں رعایا کو خوش کرنے کی ہر ممکن کوشش کی اور عدل و انصاف کو قائم رکھا۔ چند عرصے بعد آپ نے تخت اپنے حقیقی بھائی سلطان شہاب الدین کے حق میں خالی کر دیا اور خود یاد الٰہی میں مشغول ہو گئے اور پھر زیارت حرمین الشریفین کو روانہ ہو گئے۔ اس سفر میں شہزادہ جمال الدین اور شہزادہ ضیاء الدین آپ کے ساتھ تھے ہر دو شہزادگان آپ کے فرزند تھے۔

اولاد

آپ کے دو صاحبزادے تھے۔ سلطان حمیدالدین حاکم جو سید احمد توختہ کی

دختر بی بی حاج کے بطن سے تھا اور دوسرا شہزادہ رکن الدین حاتم جو قاضی رفیع الدین عباسی کی دختر کے بطن سے تھا۔

وفات

آپ حج کے لیئے جا رہے تھے کہ راستے میں قلعہ میری واقع قلات میں آپ کی وفات ہو گئی اور وہیں مدفون ہوئے مگر ایک دوسری روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ حج بیت اللہ کے بعد آپ کی وفات ملک یمن میں ہو گئی اور وہیں دفن ہوئے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

شیخ علم الدین چونی وال سہروردی رحمۃ اللہ علیہ

آپ کو شیخ علم الدین گاذر بھی کہا جاتا ہے کیونکہ آپ ہمیشہ اپنے پیر و مرشد حضرت قطب عالم چوہڑ بندگی رحمۃ اللہ علیہ کے کپڑے دھوتے تھے اور اسی وجہ سے آپ کو نور معرفت حاصل ہوا تھا۔ آپ حضرت عبدالجلیل چوہڑ بندگی سہروردی رحمۃ اللہ علیہ کے خلفاء میں سے تھے۔ "مناقب موسوی" میں آپ کو حضرت موسیٰ آہنگر رحمۃ اللہ علیہ کا خلیفہ لکھا گیا ہے۔ دھوبی کا کام کرتے تھے، عشق و محبت اور ذوق و شوق میں یگانہ روزگار تھے۔

آپ کی دو بیویاں تھیں پہلی سے کوئی اولاد نہیں ہوئی اور دوسری سے تین لڑکے پہلے نورالدین دوسرے ظہورالدین اور تیسرے محمد حسین پیدا ہوئے۔ مخدوم صاحب نے اپنی زندگی میں ہی نورالدین کو سند خلافت بخشی دوسرے دونوں بھائی لاولد رہے۔ حضرت موسیٰ آہنگر رحمۃ اللہ علیہ لاہوری کی بیوی موضع "چوہنی" میں

آپ کے پاس گئیں تھیں کہ وہاں ہی انتقال فرمایا اور وہیں مدفون ہوئیں۔ آپ کے مریدوں میں شاہ نور قصوری' شیخ آقو باغبان جن کی اولاد فیض پورا افغانستان میں ہے بہت مشہور ہیں۔

وفات

آپ کی وفات ۱۵۱۲ء بمطابق ۹۱۸ھ میں ہوئی' موضع بمشیر متصل چونی وال چونیاں (ضلع لاہور) میں مدفون ہوئے۔ روضہ چونیاں سے ایک میل فاصلے پر ہے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

شیخ جمال الدین ابوبکر سہروردی رحمۃ اللہ علیہ

آپ حضرت عبدالجلیل چوہڑ بندگی رحمۃ اللہ علیہ کے حقیقی بھائی تھے۔ سلطان سکندر لودھی کے زمانہ میں حضرت قطب الدین آگرہ چلے گئے تھے۔ آپ لکھتے ہیں کہ حضرت قطب الدین عالم رحمۃ اللہ علیہ نے بڑے اصرار سے آپ کی شادی سلطان بابک کی صاحبزادی سے کر دی۔

بیعت

آپ نے حضرت چوہڑ بندگی رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت کی تھی اور انہیں سے خلافت حاصل کی۔ اس موقع پر شیخ جلال الدین گوجر' شیخ مولانا نجار اور شیخ لدھا کبوہ حاضر تھے۔ جب آپ نے خرقہ خلافت عطا فرمایا تو حصار فیروز شاہ کی جانب جانے کا ارشاد فرمایا "تذکرہ قطبیہ" سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ بابر کے عہد میں ۱۵۲۶ء سے ۱۵۳۰ء تک کسی وقت خانقاہ جلیلہ میں پھر واپس آکر ہدایت کی تلقین کرنے

لگے تھے۔ اس زمانہ میں سید علی بخاری نے آپ سے فیضان حاصل کیا تھا اور پھر آگرہ چلے گئے۔ "اذکار ابرار" تالیف ۱۴۰۵ء میں بھی آپ کا ذکر ہے۔

لاہور میں آمد

شیخ جمال الدین ؒ کے آباؤ اجداد مئو مبارک جو رحیم یار خان (ریاست بہاولپور) سے چھ میل کے فاصلے پر واقع ہے رہائش پذیر تھے وہاں سے آپ اپنے برادر معظم حضرت شیخ عبدالجلیل ؒ کی خدمت میں لاہور تشریف لائے اور ان سے علوم ظاہری و باطنی میں تکمیل کی اور یہیں ان سے بیعت کی۔ کچھ عرصہ کے بعد آپ لاہور سے باہر چلے گئے مگر پھر لاہور آگئے لیکن پھر آگرہ کی طرف چلے گئے۔

تذکرہ قطبیہ

آپ نے "تذکرہ قطبیہ" تصنیف کی ہے جس میں حضرت قطب العالم کی کرامات کا تذکرہ ہے۔ یہ کتاب شیر شاہ سوری کے عہد حکومت میں ۱۵۴۰ء سے ۱۵۴۵ء میں لکھی گئی۔ کتاب حضرت عبدالجلیل کی کرامات اور خوارق عادات پر مشتمل ہے۔ یہ کتاب اس لحاظ سے بہت اہم ہے کہ مصنف نے اس میں نویں صدی عیسوی کے اوائل میں لاہور کے حالات تحریر کیئے ہیں نیز لاہور کی عمارات' مزارات' مساجد' باغات اور تالابوں وغیرہ کا بھی ذکر ہے جس سے اس وقت کے لاہور کی شان کا پتہ چلتا ہے۔ اسلوب بیان رواں ہے اور زیادہ سادہ اور بے تکلف ہے۔

مزار اقدس محلہ جوگی پورہ آگرہ میں واقع ہے۔ آپ شیر شاہ سوری کے عہد حکومت میں فوت ہوئے شیر شاہ سوری کی حکومت ۱۵۴۵ء تک رہی۔

پیر کالیہ سہروردی رحمۃ اللہ علیہ

آپ کا خاندانی شجرہ نسب حضرت برہان الدین ولی آف لنگر مخدوم سے جا ملتا ہے۔ والد گرامی شیخ سعد اللہ سلسلہ سہروردیہ سے بیعت تھے۔ نام نامی محی الدین تھا' ولادت ۸۸۰ھ مطابق ۱۴۷۵ء بعہد سلطان بہلول لودھی ہوئی' خلافت اپنے والد سے پائی۔

لاہور آمد

آپ نے کثرت سے سیرو سیاحت کی اور بیس سال کی عمر میں سیاحت ہندوستان کے لیئے نکل کھڑے ہوئے اور لاہور تشریف لائے اور یہاں سے ہی آپ کو علاقہ ککی نو تحصیل شورکوٹ میں مقیم ہونے کی بشارت ملی' چنانچہ آپ وہاں چلے گئے اور باقی زندگی وہاں ہی مقیم رہے۔

وفات

۹۶۴ھ مطابق ۱۵۵۴ء میں بعہد ابراہیم سوری ککی میں ہوئی اور وہاں ہی اپنے والد شیخ سعد اللہ کے پہلو میں دفن ہوئے۔ مزار عالی پختہ ہے جو شور کوٹ سے ڈپ کلاں جانے والی سڑک پر قصبہ ککی کے سامنے موجود ہے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

شاہ جیونہ کروڑی بخاری نقوی سہروردی رحمۃ اللہ علیہ

آپ سادات بخاری سے تعلق رکھتے تھے۔ نام نامی سید محبوب عالم تھا' والد ماجد اور جدامجد کا اسم گرامی سید احمد کبیر ثانی اور مخدوم جہانیاں جہاں گشت سہروردی رحمۃ اللہ علیہ تھا۔ آپ اپنے والد کے تیسرے فرزند تھے' ولادت قنوج (بھارت) کے علاقہ میں ہوئی جہاں آپ کے والد اوچ سے اس شہر میں چلے گئے تھے۔ ولادت آپ کی ۸۹۵ھ مطابق ۱۴۸۹ء بعہد سلطان بہلول لودھی ہوئی۔ اکیس سال تک والدین کی سرپرستی میں رہے پھر دہلی تشریف لائے اور حضرت نصیرالدین چراغ دہلی چشتی رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر حاضری دی وہاں سے ہدایت پا کر پنجاب تشریف لائے۔

لاہور میں آمد

دہلی سے براستہ سامانہ اور پٹیالہ آپ لاہور تشریف لائے اور یہاں کئی سال قیام فرمایا قیام لاہور کے وقت آپ کو خواب میں حضرت جلال الدین شیر شاہ میر سرخ بخاری سہروردی اوچی نے فرمایا کہ جھنگ جاؤ چنانچہ آپ ۹۶۱ء مطابق ۱۵۵۳ء میں لاہور سے جھنگ چلے گئے آپ مادر زاد ولی اور عارف کامل تھے۔ عمر عزیز تبلیغ اسلام اور خدمت دین میں ہی بسر کی۔ آپ زبردست شخصیت کے مالک تھے۔

وفات

۷۲ برس کی عمر میں ۹۷۱ھ مطابق ۱۵۶۳ء بعہد جلال الدین اکبر قصبہ شاہ جیونہ تحصیل و ضلع جھنگ میں وصال فرمایا اور اسی حجرہ میں دفن کیئے گئے جہاں وفات ہوئی۔ میجر مبارک علی شاہ اور کرنل سید عابد حسین اور سیدہ عابدہ آپ کی ہی اولاد سے ہیں۔

شیخ بہاء الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ

آپ حضرت قطب عالم عبدالجلیل سہروردی رحمۃ اللہ علیہ کے فرزند تھے۔ آپ کی والدہ بجلی خان افغان کی دختر نیک اختر تھی۔ آپ کی اولاد تحصیل ننکانہ کے موضع بنی پور پیراں وغیرہ میں آباد ہے۔

پیر فرخ بخش رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ آپ نے اپنے والد گرامی سے سلسلہ سہروردیہ میں بیعت کی اور خلافت حاصل کی۔ آپ نے اس قدر عبادت کی تھی کہ آپ بہت سے دیگر خلفاء سے آگے نکل گئے۔ آپ کی شادی رائے بھویا بھٹی کی صاحبزادی سے ہوئی جس سے دو لڑکے پیدا ہوئے۔ رائے بھویا بھٹی کی قبر موضع ٹھٹھہ عیسیٰ کی حد بست میں تلونڈی کے ڈبہ پر واقع ہے۔ لڑکوں کے نام شیخ محمد اور شیخ محمود تھے۔

حضرت قطب عالم رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کو ننکانہ میں خلق خدا کو راہ ہدایت دکھانے کے لیئے مامور فرمایا چنانچہ آپ وہاں تشریف لے گئے اور وہاں ہی سلسلہ عالیہ سہروردیہ کی اشاعت میں مصروف رہے اور تمام عمر وہاں ہی گزار دی۔ آپ کا مزار اقدس ننکانہ ریلوے سٹیشن سے نظر آتا ہے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

شیخ فرید الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ

آپ حضرت قطب عالم کے چھوٹے بھائی تھے۔ شیخ جمال الدین ابو بکر لکھتے ہیں کہ میں ایک دن شیخ فرید کو سبق یاد نہ کرنے پر زجرد توبیخ کر رہا تھا کہ وہ رونے لگ گیا' اس کے رونے کی آواز سن کر حضرت قطب عالم حجرہ سے باہر تشریف لے آئے اور فرمایا ابوبکر اس فرید کو کیوں تکلیف پہنچا رہے ہو میں نے عرض کیا کہ یہ پڑھتا نہیں آپ نے فرمایا کہ اسے کچھ نہ کہو میں نے اللہ تعالیٰ بزرگ و برتر سے دعا کی ہے کہ برادرم فرید پر فیض کے دوراز ے کھل جائیں۔

آپ ہر جمعہ کی رات کو آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے نام کی نیاز پکا کر درویشوں کو کھلایا کرتے تھے۔ جب آپ نے حضرت قطب عالم رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں رہ کر فیوض و برکات حاصل کر لیئے تو آپ نے ان کو خلافت عطا کر کے قصبہ چوہنی کے اطراف میں بھیج دیا جس کی وراثت بادشاہ دہلی نے آپ کو تفویض کی تھی۔ آپ کی اولاد میں شیخ جلال کا ذکر ملتا ہے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

شیخ مولانا نجار سہروردی رحمۃ اللہ علیہ

آپ حضرت قطب عالم شیخ عبدالجلیل چوہڑ بندگی رحمۃ اللہ علیہ کے خلفاء میں سے تھے۔ آپ کے ساتھ لاہور سے باہر تبلیغ و تلقین کے لیئے مختلف مقامات پر جایا کرتے تھے۔ "تذکرہ قطبیہ" میں لکھا ہے کہ حضرت قطب عالم موضع تیڑہ میں آپ کے گھر شادی کی ایک تقریب میں تشریف لے گئے تھے جہاں حضرت قطب عالم رحمۃ اللہ علیہ کی وجہ سے رزق کی کشائش ہو گئی تھی "اذکار قلندری" میں پیر فرخ بخش فرحت لکھتے ہیں :

"مست شراب شوق حضرت ملا عرف نجار مردے صاحب دردے مدت ہا در خدمت پیر و مرشد خویش حضرت بندگی قدس سرہ قیام ور زیدہ و محنت ہا کشیدہ خرقہ فقر حاصل نمودہ مرقد آں در موضع تیڑہ بزرگ مشہور است ۔"

حضرت جمال الدین ابوبکر سہروردی رحمۃ اللہ علیہ "تذکرۂ قطبیہ" میں لکھتے ہیں "شیخ المشائخ مولانا نجار بخدمت آن یگانہ روزگار مرید گشت و در لیل و نہار بخدمت آں نیکوکار بسری برد آخر الامر بعد از چند مدت اورا بہ خرقہ خلافت سرفراز نمودہ جانب دیہہ بنام بزرگ تیرہ کہ در جوار شہر لہانور است وداع نمودند مزار اقدس موضع تیڑہ بزرگ تحصیل اجنالہ ضلع امرتسر میں واقع ہے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

شیخ میٹھ سیاہ پوش سہروردی رحمۃ اللہ علیہ

آپ حضرت عبدالجلیل چوہڑ بندگی رحمۃ اللہ علیہ کے خلفا میں سے تھے۔ "تذکرہ قطبیہ" میں لکھا ہے کہ جب آپ طواف کعبہ کے بعد بغداد تشریف لائے تو روضہ اقدس حضرت شیخ الشیوخ شہاب الدین سہروردی پر حاضر ہوئے' وہاں سے حکم ہوا کہ لاہور جائیں' لکھا ہے کہ "حضرت شیخ الشیوخ او را فرمودند در باطن کہ برد شہر لہانور راہی در پیش شیخ چوہڑ بقیہ نصیب خود بگیر۔" ...... پس شیخ میٹھ سیاہ پوش رحمۃ اللہ علیہ بہ جانب شہر لہانور راہی شدچوں بہ حضرت بندگی قطب عالم عظیم اللہ تعالیٰ رمید دست بیعت شد۔

پیر فرخ بخش فرحت اپنی تالیف "اذکار قلندری" میں تحریر کرتے ہیں کہ حضرت میٹھ سیاہ پوش رحمۃ اللہ علیہ مردے عزا بود عرصہ شریعت و طریقت را بقدم ہمت پیمودہ مدتے درجناب بندگی قطب عالم ماند سانگلہ پہاڑ پر ذکر الٰہی میں مشغول رہتے ان دنوں آنجناب بھی سانگلہ میں مقیم تھے آپ بھی ان کے ساتھ ارشاد و تلقین کے لیئے مضافات لاہور اور بیرون شہر جایا کرتے تھے۔ مزار اقدس موضع بلھڑواں تحصیل اجنالہ ضلع امرتسر (بھارت) میں ہے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

شیخ یونس سہروردی رحمۃ اللہ علیہ

آپ حضرت قطب عالم عبدالجلیل سہروردی رحمۃ اللہ علیہ کے مرید تھے۔ "تذکرہ قطبیہ" میں آپ کا ذکر جگہ جگہ ملتا ہے۔ حضرت قطب عالم رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ تبلیغ و ارشاد کے لیئے مختلف مقامات پر جاتے رہے اور سانگلہ میں آپ کے ساتھ مقیم رہے۔ پیر فرخ بخش " اذکار قلندری " میں لکھتے ہیں :

" شیخ المشائخ حضرت شیخ یونس عرف کیسرہ مدت بسیار لیل و نہار در خدمت قبلہ پیر و مرشد خویش ریاضت ہا کشیدہ و خرقہ فقر حاصل کردہ قبرش در موضع نج برکنار قدیم دریائے راوی مشہور و معروف و زیارت گاہ مردمان آں نواح است۔ "

" تذکرہ قطبیہ " میں حضرت جمال الدین ابوبکر رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں کہ شیخ المشائخ حضرت شیخ یونس کبیر نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے رجوع کیا کہ اس وقت کس سے بیعت کی جائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ کو خواب میں فرمایا کہ لاہور شہر میں شیخ عبدالجلیل سہروردی رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت کی جائے چنانچہ آپ خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور بیعت سے مشرف ہوئے۔ (تحصیل اجنالہ ضلع امرتسر بھارت میں واقع ہے۔)

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

ملک مردانہ کھوکھر سہروردی رحمۃ اللہ علیہ

کافی کوشش کے باوجود آپ کی ابتدائی زندگی کے حالات دستیاب نہیں ہو سکے اور نہ یہ معلوم ہو سکا کہ آپ کب لاہور تشریف لائے اور کب واپس چلے گئے نیز وفات کس سن میں واقع ہوئی لیکن آپ کا لاہور آکر حضرت قطب عالم رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر بیعت کرنا ثابت ہو چکا ہے۔

بیعت

غلام دستگیر نامی نے اپنے مضمون "لاہور کے ایک اولین سہروردی بزرگ" جو روزنامہ امروز چھ مئی ۱۹۵۶ء میں چھپا تھا لکھا ہے کہ آپ نے حضرت قطب عالم شیخ عبدالجلیل رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت کی تھی اور آپ کو خرقہ خلافت ملا تھا۔ جب آپ کے پیر و مرشد نے لاہور میں مسجد بنوانی شروع کی تو ملک مردانہ نے اس مسجد کی تعمیر میں ایک مزدور کی حیثیت سے مفت کام کیا تھا اور نہایت جانفشانی سے کام کرتے رہے یہاں تک کہ مسجد مکمل ہو گئی۔

حضرت قطب العالم رحمۃ اللہ علیہ کو جب معلوم ہوا کہ ایک آدمی تعمیر مسجد کا کام بہت محنت سے اور کاوش سے سرانجام دے رہا ہے لیکن اجرت نہیں لیتا اکثر روزہ سے رہتا ہے تو آپ نے اس کو بلایا اور پوچھا کہ تمہارا کیا نام ہے' اس نے عرض کی مردانہ' آنجناب نے فرمایا اللہ تعالیٰ تجھے دین دنیا میں مردانہ بنائے گا اور فلاں جگہ جا کر بلندی پر اپنے نام سے ایک گاؤں آباد کرو اور وہیں رہائش اختیار کرو تجھے لازوال نعمتیں میسر ہوں گی۔ ملک مردانہ رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کی بات کو دل میں جگہ دی اور وہاں پہنچ کر گاؤں آباد کر کے وہاں اقامت اختیار کی بعد وفات وہاں ہی پائی اور وہیں مزار بنا۔

آپ اپنے پیر و مرشد حضرت قطب عالم ؒ کے ساتھ تبلیغ اسلام کے لیئے مضافات لاہور اور باہر بھی جاتے رہے۔ پیر فرخ بخش فرحت المتوفی ۱۸۴۰ء اپنی کتاب "اذکار قلندری" میں تحریر فرماتے ہیں :

"ملک مردانہ کھوکھر در جناب پیر و مرشد خویش حضرت بندگی کثیرالاعتقاد بودہ اکثر در خدمت آنجناب حاضر سفرؔ سفر میمانہ فقرے بود کامل قریہ در موضع مردانہ کہ باسم آں بزرگوار است مشہور است۔"

جب حضرت قطب عالم ؒ سانگلہ کی طرف تبلیغ اسلام کے لیئے تشریف لے گئے تھے تو آپ بھی آنجناب کے ساتھ تھے۔ مزار موضع مردانہ میں واقع ہے' یہ گاؤں مہتہ سوجا سٹیشن جو بدو ملی سے لاہور کی جانب ہے کے نواح میں واقع ہے۔ آپ کا مزار ایک اونچی گھاٹی پر واقع ہے۔ آپ کے مزار کے پاس حضرت مراد شاہ سہروردی جو پنجاب میں اردو کے اولین شاعر تسلیم کیئے جاتے ہیں کا بھی مزار ہے نزدیک ہی ایک مسجد ہے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

شیخ فیض اللہ المشہور ہدی سہروردی رحمۃ اللہ علیہ

آپ حضرت قطب العالم ؒ کے بھائی تھے۔ آپ کو بھی انہوں نے خرقہ خلافت عطا کر کے قصبہ چوہنی میں اقامت اختیار کرنے کو فرمایا تھا چنانچہ آپ ان کے فرمان کے مطابق وہاں تشریف لے گئے اور ساری عمر رشد وہدایت کی تلقین میں مصروف رہے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

شیخ علی سہروردی رحمۃ اللہ علیہ

المعروف

پیر امام بری رحمۃ اللہ علیہ

آپ حضرت عبدالجلیل چوہڑ بندگی رحمۃ اللہ علیہ کے برادر زادہ تھے' جب سماع میں وجد طاری ہوتا تو اڑنے لگتے' ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ حضرت قطب العالم رحمۃ اللہ علیہ کے مقبرہ میں سماع کی مجلس منعقد ہوئی تھی اور درویش رقص کر رہے تھے' ایک ذاکر سے حاضرین نے کہا کہ تم بھی کچھ سناؤ اس نے کہا کہ جب تک شیخ بری خلف شیخ عبدالرحیم رحمۃ اللہ علیہ (حضرت چوہڑ بندگی رحمۃ اللہ علیہ کے بھائی) حضرت ابوالفتح موجود نہ ہوں میں کچھ سنانے کو تیار نہیں ہوں۔ درویش بولے کہ اگر تم کو ان سے اخلاص ہے تو سناؤ وہ خود یہاں تشریف لے آئیں گے۔ اس ذاکر نے سندھی دوہڑہ مقام حسین میں پڑھنا شروع کیا' اس وقت شیخ بری سہروردی رحمۃ اللہ علیہ نواب دولت خان لودھی کی باؤلی (یہ باؤلی روضہ حضرت قطب عالم رحمۃ اللہ علیہ سے نصف فرلانگ کے فاصلے تھی) پر خرقہ میں پیوند لگا رہے تھے آواز سن کر ان پر حالت وجد طاری ہو گئی اور اڑ کر مقام سماع (روضہ قطب عالم رحمۃ اللہ علیہ) پر پہنچ گئے۔ آپ کے والد شیخ عبدالرحیم بن حضرت ابوالفتح جو حضرت عبدالجلیل سہروردی رحمۃ اللہ علیہ کے بھائی تھے لاہور میں تشریف لائے' حضرت شیخ عبدالرحیم رحمۃ اللہ علیہ کا مقبرہ حصار فیروزپور (بھارت) میں واقع ہے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

شیخ برہان سہروردی رحمۃ اللہ علیہ

ابتدائی زندگی میں آپ ہندوؤں کے بہت بڑے گرو تھے۔ پیر فرح بخش نے آپ کا نام اچی پال لکھا ہے۔ اس جوگی کا کام پہاڑوں میں ریاضت کرنا تھا۔ سلطان بہلول لودھی نے جب اپنی فوج پہاڑی باغیوں کی سرکوبی کے لیئے بھیجی تو ہندو فوج نے محصور ہو کر اسلامی سپہ سالار کو پیغام بھیجا کہ اگر ہمارے گرو کا مقابلہ کوئی مسلمان ولی کرے اور جیت جائے تو نہ صرف ہم قلعہ کا قبضہ دے دیں گے بلکہ اسلام قبول کرلیں گے' سب نے شیخ کاکو چشتی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کا نام لیا مگر چونکہ آپ ضعیف العمر تھے اس لیئے آپ نے حضرت شاہ عبدالجلیل سہروردی رحمۃ اللہ علیہ کا نام تجویز کیا' اگلے دن لاہور میں بادشاہ نے مجلس آراستہ کی جس میں اس جوگی کو شکست فاش ہوئی اور اس نے اسلام قبول کرنے کا اعلان کر دیا۔

بیعت

آپ نے بیعت حضرت شیخ عبدالجلیل چوہڑ بندگی رحمۃ اللہ علیہ سے کی تھی جس کے بعد آپ کافی عرصہ لاہور میں اقامت گزیں رہے اور مجاہدات و ریاضات مذہب حقہ کے مطابق کرتے رہے۔ پھر ایک وقت آیا کہ مرشد نے آپ کو کاہندوان کی طرف تبلیغ اسلام کے لیئے متعین فرمایا اور آپ وہاں چلے گئے۔ جس راہب نے آپ کا مقابلہ کیا تھا اس کے متعلق شیخ ابوبکر جمال الدین "تذکرہ قطبیہ" میں لکھتے ہیں :

"نام آں راہب شیخ برہان نہادند و بہ شغل مشغول کردند و روضہ مقدس منورۂ او در قصبہ کانو واہن معروف است۔"

آپ کے مریدین میں نگینہ شاہ' حامد شاہ اور خاکی شاہ بہت مشہور ہیں

جنہوں نے سہروردی سلسلہ کا خوب پرچار کیا۔ آپ کا مدفن موضع کاہنوان ضلع گورداسپور (بھارت) میں ہے جو کہ گورداسپور سے بارہ میل مشرق کی طرف واقع ہے' اس قصبہ کے گرد و نواح میں ایک بہت بڑی جھیل بھی تھی جس کا رقبہ تقریباً ۹ میل بتایا جاتا ہے۔ مقبرہ کی تعمیر سے مغل طرز کا پتہ چلتا ہے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

شیخ الاولیاء اوہیہ چوہان سہروردی رحمۃ اللہ علیہ

مصنف "تذکرہ قطبیہ" رقمطراز ہے کہ حضرت شاہ عبدالجلیل سہروردی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ آپ کو مئو مبارک سے لاہور لائے تھے اور پھر خلافت سلسلہ عالیہ سہروردیہ میں عطا کر کے قصور میں بھیجا تھا۔ یہ واقعہ ۱۴۷۵ء کے لگ بھگ کا ہے۔ قصور میں آپ کی اولاد موجود ہے' آپ لاہور میں اپنے پیر و مرشد کی خدمت میں کافی عرصہ رہ کر قصور گئے تھے' آپ نہایت خدا رسیدہ اور بزرگ ہستی تھے۔

شیخ جمال الدین ابوبکر "تذکرہ قطبیہ" میں لکھتے ہیں "شیخ الاولیاء شیخ اوہیہ رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ روبہ ملک پنجاب نمود در شہر لہانور بخدمت شیخ عظمہ اللہ تعالیٰ مشرف گشتند۔ آخرالامر بندگی قطب العالم عظم اللہ تعالیٰ شیخ اوہیہ خلافت دادہ در قصبہ قصور کہ در جوار شہر لہانور است سکونت فرمودند و رخصت نمود ازانکہ قصبہ قصور از اولاد شیخ اوہیہ و اولاد شیخ بہاؤ باغبان مشہور است و مزار شیخ اوہیہ در قصبہ مذکور است"

مزار آپ کا قصور میں ہے جو کہ ایس ڈی او قصور کی کچہری کے قریب ایک باغیچہ میں چہار دیواری کے اندر درختوں کے جھنڈ تلے واقع ہے۔

شیخ نعمت اللہ الملقب حاجی دیوان سہروردی رحمۃ اللہ علیہ

مفتی غلام سرور لاہوری نے آپ کے متعلق بعنوان حضرت حاجی دیوان سہروردی اس طرح تحریر فرمایا ہے کہ آپ قوم ڈوگر سے تھے۔ نام اسمٰعیل المعروف شاہ نعمت اللہ الملقب بہ حاجی دیوان تھے۔ آپ مخدوم شیخ نوح سندھی ہالائی رحمۃ اللہ علیہ کے مرید تھے جو سلسلہ سہروردیہ کے اکابر مشائخ تھے۔

خانقاہ ڈوگراں

عرصہ تین سو سال گزرا ہے کہ حاجی دیوان صاحب ساکن موضع لاوٗ دانہ ضلع لاہور میں مقیم ہیں لہٰذا ثابت ہوا کہ حاجی دیوان صاحب لاہوری الاصل تھے بعد میں خانقاہ ڈوگراں میں آکر آباد ہوئے۔ فقیر خدا پرست اس جگہ پر بیٹھ کر خدا کی عبادت میں مشغول ہوئے' اس وقت مسمی مسور قوم ڈوگر اس مقام پر بطور خانہ بدوشوں کے رہتا تھا وہ حضرت کا مرید ہوا اور چاروں طرف سے لوگ ان کی کرامت کا شہرہ سن کر ان کے مرید ہونے لگے اور بڑا اجتماع مریدوں کا ان کی خدمت میں رہنے لگا' یہاں تک کہ صورت آبادی کی قائم ہو گئی اور بہت سے لوگوں کی تعداد حضرت کی پابند محبت ہو گئی کہ انہوں نے سکونت یہاں کی مقرر کر لی۔ ۱۱۰۱ء میں حضرت فوت ہو کر یہاں دفنائے گئے۔ کسی شاعر نے آپ کی تاریخ وفات اس طرح لکھی۔

ہر کہ خواہد مرد از دل و جاں
سید ہدیٰ شاہ نعمت اللہ واں

والی عہد خود' فصیح زباں
سال تاریخ او روضہ بخواں

اس روز سے نام اس کا خانقاہ ڈوگراں والا مشہور ہوا اور واضح رہے کہ نام حضرت کا شیخ اسمٰعیل اور بیعت حضرت کو سلسلہ سہروردیہ میں بخدمت نوح سندھی رحمۃ اللہ علیہ کے حاصل ہوئی اور ولایت و کرامت میں کمال پایا۔ پھر حضرت کی اولاد نے تمام ملکیت اس گاؤں کی مسی مولن شاہ کو جو چوتھی پشت سے حضرت کے مزار پر سجادہ نشین تھے ہبہ کر دی۔ شاہ زمان بادشاہ کی آمد و رفت کے وقت ایک مرتبہ یہ گاؤں لوٹا گیا اور تھوڑے عرصہ تک گاؤں ویران رہا پھر آباد ہو گیا۔ احاطہ مزار بارونق ہے' چار روضہ اس زمانہ میں چار روضہ تھے اب پانچ روضہ موجود ہیں۔ اولاد حاجی دیوان کے ہیں۔ مزار پختہ اور ایک مسجد عالیشان بنی ہوئی ہے اس خاندان کے اب بھی ہزاروں مرید ہیں اور تمام علاقہ اس خاندان کا بہ دل و جان ادب کرتا ہے اور ان کی اولاد کے واسطے ایک ہزار تیس روپیہ سالانہ جاگیر سرکار سے مقرر ہے۔ سرکاری تھانہ پولیس کا اس قصبہ میں مقرر ہے۔ قصبہ بارونق ہے' عمارت اس کی خام بہت ہے اور پختہ تھوڑی اور مالک زمینداران قوم ڈوگر ترانویں گھر اور دوکان میں ہیں اور چار سو گیارہ مردم شماری رہی ہے۔

حضرت حاجی دیوان رحمۃ اللہ علیہ کے دو خلفا کے نام یہ ہیں (۱) حضرت شاہ سردانی صاحب ان کا مقبرہ گنبد والا مقام پنڈوری کلماں ضلع گوجرانوالہ میں موجود ہے۔ (۲) حضرت شاہ لاغرستان رحمۃ اللہ علیہ صاحب یہ بھی اس پنڈوری کلاں میں مدفون ہیں' مزار پر گنبد وغیرہ نہیں۔

اس سلسلہ راقم حضرت شرافت صاحب نوشاہی کا بے حد مشکور ہے کہ آپ نے حضرت حاجی دیوان سہروردی رحمۃ اللہ علیہ کے حالات نوٹ کر کے بذریعہ خط حکیم محمد موسیٰ صاحب امرتسری کی معرفت بھجوائے۔

بیعت

آپ مخدوم نوح سہروردی بھکری رحمۃ اللہ علیہ کے ممتاز خلفا میں سے تھے جن کا شجرہ بیعت اس طرح ہے' شیخ نعمت اللہ سہروردی مرید حضرت شیخ نوح بھکری رحمۃ اللہ علیہ کے' وہ شیخ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ کے' وہ شیخ ضیاء الدین رحمۃ اللہ علیہ کے' وہ شیخ اسود احمد دنیوری رحمۃ اللہ علیہ کے وہ شیخ شمشاد علی دینوری رحمۃ اللہ علیہ کے وہ شیخ الشیوخ خواجہ جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کے' وہ خواجہ سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ کے' وہ خواجہ معروف کرخی رحمۃ اللہ علیہ کے' وہ خواجہ داؤد طائی رحمۃ اللہ علیہ کے' وہ خواجہ حبیب رحمۃ اللہ علیہ کے' وہ معرفت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے' وہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے وہ جناب رسول خدا حضرت محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

مخدوم نوح بھکری سہروردی رحمۃ اللہ علیہ

آپ پاکستان میں سلسلہ سہروردیہ کے سب سے پہلے بزرگ ہیں جو یہاں تشریف لائے اور بھکر میں مقیم ہوئے۔ "تحفۃ الکرام" میں لکھا ہے "شیخ نوح بھکری سہروردی رحمۃ اللہ علیہ از اجلہ اولیاء سندھ و اکمل مریدان شیخ شہاب الدین سہروردیہ ہست" جب شیخ الاسلام بہاء الدین زکریا رحمۃ اللہ علیہ ملتانی اپنے پیر و مرشد شیخ الشیوخ شہاب الدین ابوالفضل عمر سہروردی رحمۃ اللہ علیہ سے بغداد شریف سے رخصت ہونے لگے تو آپ کے پیر و مرشد نے فرمایا کہ "سندھ کے ایک شہر بھکر میں ہمارے ایک مرید شیخ نوح سہروردی رحمۃ اللہ علیہ ہیں ان سے جاتے ہی ملیں کیونکہ وہ چراغ بتی اور تیل لے کر آئے تھے اور انہیں صرف روشن کرنے کی ضرورت تھی" چنانچہ اس فرمان کی تعمیل میں حضرت زکریا ملتانی رحمۃ اللہ علیہ بھکر تشریف لائے تو شیخ موصوف کا انتقال ہو

چکا تھا مزار اقدس بھکر میں ہے آپ نے حضرت شیخ الاسلام زکریا ملتانی رحمۃ اللہ علیہ سے پہلے حضرت شیخ الشیوخ بغدادی رحمۃ اللہ علیہ سے خلافت حاصل کی تھی۔

لاہور میں آمد

لاہور میں حاجی دیوان سہروردی رحمۃ اللہ علیہ نے تعلیم و تربیت حاصل کرنے کے لیئے کافی عرصہ گزارا اور یہاں کی درگاہوں سے فیوض و برکات حاصل کیئے۔ آپ سلسلہ عالیہ سہروردیہ کے پاکستان میں قدیم ترین بزرگوں میں شامل ہوتے ہیں۔ جب آپ لاہور تشریف لائے تو کوچہ ڈوگراں میں واقع نیویں مسجد میں زیر تعلیم رہے۔ کوچہ ڈوگراں آپ ہی کے ورود مسعود کے موقع کی یادگار ہے یہ مسجد عہد لودھی سے قبل کی یادگار ہے اور لاہور کی قدیم ترین مساجد میں شمار ہوتی ہے۔ مولوی محرم علی چشتی لاہوری نے آپ کی تاریخ وفات اس طرح لکھی ہے۔

تاریخ وصال حضرت پیر نعمت اللہ ملقب بہ حاجی دیوان سہروردی رحمۃ اللہ علیہ

نعمت اللہ پیر قطب زمان — آفتاب حقیقت و عرفان

آنکہ بود است مقتدای جہان — از مریدان خاص حضرت نوح

شد ملقب بہ حاجی دیوان — از حضور جناب مرشد خود

خطہ ڈوگراں بدو نازان — نائب سہروردیان عظام

روضۃ من ریاض جنۃ دان — روضہ اش راکہ نور بطحا ہست

گر تو خواہی خبرز سال وصال

روضہ اش راہیں و روضہ بخوان

آپ کی تاریخ وفات ۱۰۱۱ھ بعہد جلال الدین اکبر بادشاہ ہے مزار عالی وقار خانقاہ ڈوگراں ضلع شیخوپورہ میں واقع ہے۔

شیخ عبدالرحیم سہروردی رحمۃ اللہ علیہ

ابتداء میں حضرت میاں میر قادری رحمۃ اللہ علیہ لاہوری کے مرید ہوئے پھر کشمیر چلے گئے اور وہاں حضرت بابا نصیب الدین سہروردی کشمیری رحمۃ اللہ علیہ سے سلسلہ عالیہ سروردیہ میں خرقہ خلافت پایا اور نو سال تک کشمیر رہے بالاخر آپ وہاں ہی فوت ہوئے۔

لاہور میں آمد

لاہور میں آکر آپ نے حضرت میاں میر قادری لاہوری رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت فرمائی اور پھر حضرت صاحب کے خلیفہ خاص حضرت ملاشاہ بدخشانی کے ساتھ دوبارہ کشمیر چلے گئے اور یہ لوگ ایک ۔نہایت خوش منظر مقام پر ڈیرہ جما کر بیٹھ گئے۔

اخلاق عالیہ

آپ بڑے عبادت گزار اور خدا ترس بزرگ تھے۔ ساری عمر ریاضت اور مجاہدہ میں گزاری' بیشمار لوگ آپ کے پاس اپنی اپنی حاجتیں لیکر آتے اور آپ سب کی بات سنتے۔ ان سے انتہائی ہمدردی فرماتے اور انہیں دین کی باتیں بتاتے بلکہ عام طور پر کہا جاتا ہے کہ جو بھی آپ کے دروازے پر حاضر ہوا دامن بھر کر گیا۔

وفات

آپ کی وفات صفر ۱۰۱۵ھ مطابق ۱۶۰۶ھ فالج کی بیماری سے ہوئی اور سرزمین کشمیر میں حضرت خواجہ صدرالدین معمار کے آستانہ میں دفن ہوئے۔

حاجی افغان سہروردی رحمۃ اللہ علیہ

بہت کوشش کے باوجود آپ کے ابتدائی حالات دستیاب نہیں ہو سکے۔

سیر و سیاحت

جب آپ نے اللہ تعالیٰ کی تلاش میں اپنے وطن کو خیرباد کہا تو دنیا کی سیر و سیاحت کے لیئے نکل گئے' بہت دنیا پھری اور مختلف علاقوں کی سیر کی مگر جیب میں سات دینار رکھے تھے کہ جو بھی مرد حق پرست ان کی نگاہ میں جچ گیا اس کی نذر کریں گے اس دوران پھرتے پھراتے مکہ مکرمہ پہنچ گئے' وہاں بذریعہ کشف معلوم ہوا کہ تمہارا نصیب لاہور میں ہے۔

لاہور میں آمد

حرمین الشریفین کے طواف کے بعد' آپ لاہور پہنچے اور یہاں اپنے مرشد کی تلاش میں کئی دن تک پھرتے رہے' بالآخر حضرت موسیٰ آہنگر سہروردی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے دیکھتے ہی ان کے گرویدہ ہو گئے اور نیاز و نذر پیش کر کے بیعت کر لی اور تھوڑے ہی عرصہ میں مرتبہ ولایت کو پہنچ گئے۔ رخصت کے وقت حضرت موسیٰ آہنگر رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کو اپنا جبہ اور ٹوپی عطا کی آپ کے چار صاحبزادے تھے۔ مزار اقدس آپ کا میانی عرف اسلام آباد پرگنہ جالندھر میں ہے جو کہ اب بھارت کا علاقہ ہے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

حاجی اسحاق سندھی سہروردی رحمۃ اللہ علیہ

حاجی اسحاق سندھ کے علاقہ میں رہائش رکھتے تھے' ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ ان کی ایک پھوپھی نے آپ کے قتل کا منصوبہ بنایا' معلوم ہونے پر آپ مشہد چلے گئے اور وہاں آپ نے حضرت امام علی رضا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے روضہ اقدس کی زیارت کی' پھر وہاں سے محبوب سبحانی قطب ربانی حضرت سید عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے روضہ اقدس کی زیارت کے لیئے بغداد تشریف لے گئے' وہاں سے عازم حجاز ہوئے اور مکہ مکرمہ پہنچ گئے اور حرمین الشریفین سے باریاب ہوئے' اس کے بعد آپ نے مدینہ منورہ میں روضہ اقدس رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم پر حاضری دی' وہاں سے آپ کو بذریعہ کشف لاہور آنے کا حکم ہوا' واپسی پر آپ تمام ممالک کی سیر کرتے عرب سے لاہور آئے۔

لاہور میں آمد

چونکہ مدینہ منورہ میں آپ کو کشف کے ذریعہ معلوم ہوا تھا کہ آپ لاہور جائیں چنانچہ آپ کشاں کشاں لاہور تشریف لائے اور حضرت موسیٰ آہنگر رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہو کر ان کی خدمت میں مشغول ہوئے اور فیض یاب ہوئے' یہی دن تھے جب حضرت موسیٰ آہنگر رحمۃ اللہ علیہ گجرات سے لاہور تشریف لائے تھے چنانچہ آپ نے ریاضات و مجاہدات کرنے شروع کیئے اور پھر عارف کامل بن گئے اور آپ کے خلیفہ اجل تسلیم کیئے جانے لگے۔

آپ کی ایک دختر کا نکاح حضرت موسیٰ آہنگر رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادے شیخ اسمٰعیل کے ساتھ ہوا تھا۔ اس صاحبزادی کا نام بی بی فاطمہ تھا جو بڑی نیک اور مستجاب الدعوات تھی۔

شاہ ارزانی سہروردی قادری رحمۃ اللہ علیہ

"تحقیقات چشتی" کے صفحہ ۵۶ پر تحریر ہے کہ آپ لاہور تشریف لائے تھے اور آپ کی اکثر ملاقات حضرت شاہ حسین قادری باغبان پوری سے رہا کرتی تھی۔ یہ دونوں حضرات پیر بھائی تھے' ان کے پیر و مرشد کا اسم گرامی حضرت بہلول قادری دریائی رحمۃ اللہ علیہ تھا۔ شیخ بہلول دریائی رحمۃ اللہ علیہ کی وفات کے بعد بقول مرزا احمد اختر دہلوی مصنف "تذکرہ اولیائے ہند و پاکستان" آپ نے خاندان عالیہ سہروردیہ سے فیوض و برکات حاصل کیئے۔

قیام لاہور میں حضرت لال حسین رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کو فرمایا تھا کہ تم پٹنہ (صوبہ بہار بھارت) چلے جاؤ اور خلق خدا کو راہ راست پر لانے کے لیئے کوشاں رہو چنانچہ آنجناب وہاں چلے گئے اور ساری عمر اس کام میں مشغول رہے۔ شاہجہان سے آپ کی اس کی شہزادگی کے ایام میں ملاقات تھی اور وہ آپ سے خاصا متاثر تھا اور آپ سے خالصتاً اعتقاد رکھتا تھا۔ پٹنہ کے قیام میں آپ دریا کے کنارے جنگل میں اکثر پھرا کرتے تھے اور یاد الہٰی میں مشغول رہتے تھے۔ رات کو شہر آتے تو مسجدوں میں وضو اور غسل کے لیئے پانی بھرا کرتے تھے۔

لاہور میں جن دنوں آپ اقامت گزین تھے تو اس وقت شاہ حسین لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کے بعد ان کے حکم سے یہاں چلہ کاٹ کر پٹنہ کی طرف روانہ ہوئے تھے چنانچہ آج تک مزار حضرت شاہ حسین رحمۃ اللہ علیہ کی چار دیواری میں آپ کا مکان چلہ موجود ہے۔

وفات

آپ کی وفات ۱۰۴۰ھ مطابق ۱۶۳۰ء بمقام شہر پٹنہ محلہ سلطان گنج بعہد

شہاب الدین شاہجہان ہوئی۔ بادشاہ نے اپنے ایام شاہی میں آپ کا مقبرہ بنوایا نیز ساتھ ہی خانقاہ بھی تعمیر کرائی اور معافی عطا فرمائی' آج تک یہ درگاہ مسافر نوازی اور فیض عام کے لیئے وقف ہے۔ "تحقیقات چشتی" میں آپ کا سال وصال ۱۰۱۵ھ مطابق ۱۶۰۶ء بعہد نورالدین جہانگیر درج ہے۔ آپ کا مقبرہ نہایت عظیم الشان بنا ہے جس پر کانشی اور چینی کا کام خوشنما اور دلکش ہوا ہے۔ نور احمد چشتی لکھتے ہیں کہ اب تک اس خانقاہ کی معافیات کا یہ حال ہے کہ محاصل سرکار دے کر پچاس ساٹھ ہزار روپیہ خدام کو ملتا ہے اور خانقاہ پر دو تین ہزار فقیر حاضر رہتے ہیں۔ سجادہ نشینان شاہانہ زندگی بسر کرتے ہیں۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

شاہ برہان بخاری سہروردی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ

آپ سادات بخاری سے تھے' والد ماجد کا اسم گرامی محب اللہ تھا جو سرزمین بہاولپور سے لاہور آئے تھے اور اس شہر میں شاہ برہان رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت ہوئی تھی۔ آپ کی ولادت ۹۸۱ھ بمطابق ۱۵۷۳ء بعہد جلال الدین اکبر لاہور ہوئی۔ بچپن اور جوانی لاہور میں ہی گزارے اور رہائش آپ کی بیرون دہلی دروازہ میں تھی جہاں موجودہ وقت میں آپ کا مزا ہے۔

آپ حضرت میاں میر قادری لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کے ہمعصر تھے اور ان کی مجالس میں شریک ہوا کرتے تھے۔ جب آپ ۲۵ سال کے ہوئے تو آپ حضرت ملا خواجہ بہاری قادری جن کا مزار حضرت میاں میر رحمۃ اللہ علیہ کے مزار کے بالمقابل ریلوے لائن کے پار قصبہ میاں میر کے باہر واقع ہے کہ ارشاد کے مطابق جھنگ چلے گئے

اور وہاں ہزارہا آدمیوں نے آپ سے راہ ہدایت پائی۔ پھر چنیوٹ چلے گئے' بتایا جاتا ہے کہ اس شہر میں بھی آپ کا مزار ہے جو کہ نواب سعد اللہ خان نے تعمیر کروایا تھا۔ ساتھ ہی شاہی مسجد ہے یہ دونوں بادشاہی خرچ پر بنے تھے۔ لکھا ہے کہ نواب سعد اللہ خان جو چنیوٹ کے ایک غریب گھرانے کا فرد تھا جب لاہور آیا تو آپ کی خدمت میں اقدس میں حاضر ہوا' ایک جگہ یہ بھی تحریر ہے کہ نواب صاحب ان ایام میں دہلی دروازہ کے اندر ایک مسجد میں قیام رکھتے تھے تو آپ کی صحبت میں رہنے لگے' آپ نے اس بچے کے بشرے سے قابلیت کے آثار دیکھ کر اس کو قادری سلسلہ کے مشہور رہنما حضرت ملا خواجہ بہاری قادری رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے کر دیا جنہوں نے قیام لاہور میں ان کی تعلیم کا انتظام کر دیا تھا۔

مزار اقدس پیر بہان سٹریٹ بیرون یکی دروازہ نزد کوٹھی میاں عبدالعزیز واقع ہے۔ وفات لاہور ہی میں ۱۰۶۱ھ مطابق ۱۶۵۰ء بعد شاہجہاں ہوئی ان دنوں آپ کے مزار کی نگہداشت امام بخش جراح کا خاندان کرتا ہے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

شیخ سلیمان بن اسرائیل سہروردی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ

علامہ سید عبدالحی حسن سابق ناظم ندوۃ العلماء لکھنؤ نے اپنی کتاب "نزھۃ الخواطر" کے حصہ چہارم میں "گلزار ابرار" کے حوالہ سے آپ کے حالات اس طرح قلمبند فرمائے ہیں۔

شیخ الفاضل سلیمان بن اسرائیل رحمۃ اللہ علیہ الحلی لاہوری یکے از علمائے کرام و صوفیائے عظام مولد و منشا لاہور است۔

شیخ عماد الدین بن اسماعیل رحمۃ اللہ علیہ (جن کی سند شیخ رکن الدین کلانوری از عم بزارگوارش الحاج صدرالدین از شیخ رکن الدین ابوالفتح فیض الدین محمد ملتانی تک ہے) آپ کے استاد تھے۔ آپ نے سات حج کیئے' پنجاب کے کھر' خاندان سے تعلق رکھتے تھے' آپ کی وفات کے بعد آپ کے صاحبزادہ عبدالشکور جانشین ہوئے بعدازں ان کے فرزند عبدالحمید اور پھر شیخ منور وغیرہ۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

شاہ دولہ دریائی سہروردی رحمۃ اللہ علیہ

چھوٹی عمر میں ہی آپ کے والدین انتقال کر گئے تو بعض بدمعاش لوگوں نے آپ کو ایک ہندو کے ہاتھ بیچ دیا جو آپ سے بہت کام لیتا تھا مگر بعدازاں آپ کی خدمت سے بہت متاثر ہوا اور آپ کو آزاد کر دیا سلسلہ نسب سلطان بہلول لودھی سے ملتا ہے۔

سلسلہ بیعت

حضرت شاہ دولہ دریائی رحمۃ اللہ علیہ مرید سید سرمست رحمۃ اللہ علیہ مرید شاہ مونگا رحمۃ اللہ علیہ مرید شاہ کبیر رحمۃ اللہ علیہ مرید شیخ شہر اللہ رحمۃ اللہ علیہ مرید شیخ یوسف رحمۃ اللہ علیہ مرید پیر برہان الدین رحمۃ اللہ علیہ مرید شیخ صدرالدین رحمۃ اللہ علیہ مرید شیخ بدرالدین رحمۃ اللہ علیہ مرید اسماعیل قریشی رحمۃ اللہ علیہ مرید شاہ صدرالدین رحمۃ اللہ علیہ مرید رامن قتال سہروردی رحمۃ اللہ علیہ مرید شیخ رکن الدین ابوالفتح ملتانی سہروردی رحمۃ اللہ علیہ مرید شیخ صدرالدین عارف سہروردی رحمۃ اللہ علیہ مرید شیخ بہاء الدین زکریا ملتانی سہروردی رحمۃ اللہ علیہ ۔ سلسلہ عالیہ سہروردیہ کے علاوہ مشائخ چشتیہ سے بھی فیوض و برکات حاصل کیں۔

سیالکوٹ میں آمد

جب آپ نے ذرا ہوش سنبھالا تو آپ مرشد کی تلاش میں نکل کھڑے ہوئے اور سیالکوٹ پہنچے' وہاں آپ سید شاہ سیداں سرمست سہروردی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور ان کے حلقہ ارادت میں داخل ہوئے' کافی عرصہ تک اپنے پیرو مرشد کی خدمت میں رہے جب ان کا وقت انتقال قریب آیا تو انہوں نے اپنے مرید کو بلایا اس کا نام بھی دولہ تھا چونکہ وہ موجود نہ تھا آپ فوراً حاضر خدمت ہوئے شیخ نے فرمایا کہ تیری ضرورت نہیں آپ واپس آگئے شیخ نے دو بار دولہ کو آواز دی چونکہ وہ اس وقت بھی موجود نہ تھا شیخ دولہ پھر حاضر ہو گئے شیخ نے دیکھ کر فرمایا "کہ ہرکرا مولا بدہد شاہ دولہ گردو" اور تمام فیوضات و برکات سے نواز دیا اور پھر انتقال کر گئے۔ اس کے بعد آپ پر جذب و سکر کی حالت ایک عرصہ تک طاری رہی اور بیابانوں اور جنگلوں میں پھرنے لگے۔ آپ کے مرشد شاہ سرمست کا مزار سیالکوٹ میں ہے' سید السادات خان حضرت شاہ دولہ شاہ کے پیر بھائی تھے جن سے ایک نیا سلسلہ طریقت سدو شاہی شروع ہوا۔

لاہور میں آمد

"کرامت نامہ شاہ دولہ" مصنفہ مشتاق رام گجراتی مطبوعہ ۱۱۳۲ھ مطابق ۱۷۱۹ء جس کا قلمی نسخہ سید شریف احمد شرافت نوشاہی بمقام ساہن پال ضلع گجرات کے پاس موجود ہے میں تحریر ہے کہ آپ لاہور تشریف لائے تھے اور قیام لاہور کے دوران اورنگ زیب عالمگیر سے ملاقات کی تھی۔

رفاہ عامہ کے کام

اللہ تعالیٰ اپنے کرم سے آپ کو ہر روز اپنے خزانہ غیب سے بہت کچھ

عنایت فرماتا کچھ حصہ آپ غربا اور مساکین میں تقسیم فرما دیتے اور کچھ سے آپ نے اکثر جگہ عمارات از قسم چاہ' باؤلی مسافرخانے' پل اور مساجد و سرائے تعمیر کروائیں جن سے خلقت خدا کو بہت فائدہ پہنچا۔ تمام عمر شادی نہیں کی' مجرد رہے' سماع بکثرت سنتے تھے اکثر وجد میں رہتے' بہت سے لوگ اولاد کے لیئے حاضر ہوتے تو آپ ان سے کہتے کہ پہلا لڑکا ہماری نظر کرنا ہو گا اس طرح بے شمار لوگوں کے اولاد ہوئی اور جو پہلے بچے ہوتے وہ آپ کے دربار عالی پر لائے جاتے وہ کوتاہ سر گنگ اور مسلوب الحواس ہوتے تھے۔ اس طرح سینکڑوں لڑکے جو " دولہ شاہی چوہے " کہلاتے ہیں آپ کی خانقاہ میں رہتے اور آپ ان کی خوراک وغیرہ کا اہتمام فرماتے۔ آپ مستجاب الدعوات بھی تھے جو زبان سے نکلتا پورا ہو جاتا۔

مصنف " معارج الولایت " حسن ابدال جاتے ہوئے گجرات میں آپ کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر فیوض و نوازشات سے سرفراز ہوئے تھے۔ اس وقت شاہ دولہ مراقبہ میں تھے اور قوال اولیائے چشت کی مدح میں گا رہے تھے۔

ایک دفعہ شاہجہان کے پاس لوگوں نے آپ کی شکایت کی اور آپ کی ایذارسانی کے درپے ہوئے مگر شاہجہاں حقیقت حال دیکھ کر آپ کا گرویدہ ہو گیا اور اس نے حاسدوں کے پیش کردہ محضر کی طرف کوئی توجہ نہ دی۔

وفات

آنجناب کی ۱۰۷۵ھ مطابق ۱۶۶۴ء بہ زمانہ محی الدین اورنگ زیب عالمگیر گجرات میں ہوئی اور وہیں مدفون ہوئے۔ تاریخ وصال اس طرح ہے "جنت۔ سید شہ دولہ " سن ۱۰۷۵ھ۔

شاہ دولہ رحمۃ اللہ علیہ کا لاہور میں پہلی مرتبہ ورود

حضرت شاہ دولہ رحمۃ اللہ علیہ کا جہانگیر بادشاہ کے پاس جانا

ایک مرتبہ جہانگیر بادشاہ نے سنا کہ سیالکوٹ میں ایک پیر شاہ دولہ نامی رہتے ہیں اور وہ کیمیا گیر ہیں یا ان کے پاس پارس ہے وہ عمارات عالی بنایا کرتا ہے' بادشاہ نے مغلان گرز بردار کو بھیجا کہ اس فقیر کو حاضر کریں چنانچہ آپ شاہی حکم کے مطابق چند خادموں کو ساتھ لے کر شاہدرہ پہنچے۔ " حضرت ہماں حکم پذیرفتہ با چندے از خاداں فردا نے آں روانہ شدند دور شاہدرہ رسیدند (کرامت نامہ صفحہ ۶۰)

دوسرے روز لاہور میں بادشاہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اس وقت بادشاہ تخت پر بیٹھا تھا اور ملکہ نورجہاں پردے میں تھی اس کو کہا دیکھو اس فقیر کے چہرہ سے نورانیت ظاہر ہے گویا عین صورت حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہے ملکہ نے کہا کہ واقعی فقیر کامل معلوم ہوتا ہے۔ (کرامت نامہ قلمی صفحہ ۶۰ میں ہے)

" بادشاہ بر تخت نشستہ دو پیالہ شراب نوشیدہ بود ۔ بمجرد حصول دیدار پرانوار بہ نورجہاں بیگم جانی کہ در پردہ چاک نزدیک نشستہ بود فرمود کہ ببین چہ قسم جہہ ایں فقیر پرنور و روشن بہ تجلی ظہور بابرکت ست گویا عین صورت علی ست بیگم عرض نمود کہ جہاں پناہ فقیر کامل بنظرے آید "

اقتباس

از کرامت نامہ شاہ دولہ مصنفہ مشتاق رام گجراتی مخطوطہ مکتوبہ قلم سید شرافت نوشاہی ساہن پالوی' موجودہ کتب خانہ سید شرافت نوشاہی بمقام ساہن پال شریف تحصیل پھالیہ ضلع گجرات

شاہ دولہ کا لاہور میں دوسری مرتبہ ورود

ایک مرتبہ شاہ اورنگزیب عالمگیر نے اکثر درویشان صاحب حال کو لاہور میں بلوایا چنانچہ ابراہیم خان کو حکم دیا کہ شاہ دولہ رحمۃ اللہ علیہ کو بھی حاضر کرو' نواب نے رائے بندرابن دھرمی کے نام حکم نامہ بھیجا' وہ آپ کے اخلاص مندوں سے تھا' جرات نہ کر سکا اس نے ہرکرن کوتوال اور جوگی باو فروش کو اس کام پر مامور کیا' جب وہ دونوں خدمت میں پہنچے تو اس وقت شاہ دولہ رحمۃ اللہ علیہ تالاب تعمیر کرا رہے تھے' انہوں نے ابھی کوئی بات نہ کہی تھی کہ آپ نے از راہ کشف آگاہ ہو کر فرمایا کہ آؤ اور بادشاہ کا جو حکم ہے بلاخوف مجھے پہنچاؤ چنانچہ انہوں نے حکم نامہ سامنے رکھ دیا۔ منشی گلو نے پڑھ کر سنایا تو آپ گجرات سے روانہ ہو کر رات کو دریائے چناب کے شمالی کنارہ پر موضع کلیاں میں رات رہے' دوسرے روز کشتی پر سے گذر کر منزل شاہدرہ پہنچے "بعدہ در شاہدرہ تشریف بردند۔" (کرامت نامہ صفحہ ۶۹)

وہاں زائرین کا ہجوم ہو گیا تو آپ نے باغ مقبرہ جہانگیر میں ڈیرہ ڈال دیا "در باغ مقبرہ جہانگیر بادشاہ داخل شدند (کرامت نامہ صفحہ ۷۰) دوسرے روز دریائے راوی سے کشتی پر سوار ہو کر لاہور آئے۔ "برزورق سوار شدہ دریا عبور فرمودند" (کرامت نامہ صفحہ ۷۰) لاہور پہنچ کر بادشاہ سے ملاقات کی اور کھانا ایک ساتھ مل کر کھایا اور اس کے حق میں دعائے خیر مانگ کر رخصت ہوئے۔

" حضرت دعائے دولت ابد منزلت کردہ برخاستند و صبح آں از لاہور شہر کوچ نمودہ بیک دو روز در شہر گنج رسیدہ بودند۔" (کرامت نامہ صفحہ ۷۳)

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

حضرت شاہ ابوالخیر نولکھ ہزاری سہروردی رحمۃ اللہ علیہ

محترم جناب سید شریف احمد شرافت قادری نوشاہی مصنف "شریف التواریخ" و دیگر کتب کثیرہ نے حضرت شاہ ابوالخیر نولکھ ہزاری سہروردی رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں راقم کو جو معلومات فراہم کی ہیں من وعن درج ذیل ہیں۔

"شاہ ابوالخیر رحمۃ اللہ علیہ کے والد کے نام سید عمر تھا۔ بخاری نسب کے سادات سے تھے۔ نو لکھ ہزاری کی وجہ تسمیہ یہ ہے "سننے میں آیا ہے کہ آپ نے اپنی عمر میں نو لاکھ اور ایک ہزار مرتبہ کلام اللہ شریف ختم کیا اسی لیئے آپ اس نام سے مشہور ہوئے۔"

بیعت طریقت

آپ کی بیعت حضرت شیخ عبدالجلیل چوہڑ بندگی سہروری لاہوری رحمۃ اللہ علیہ سے تھی۔ وہیں سے خلافت پائی' مجاوران شاہ ابوالخیر رحمۃ اللہ علیہ بتاتے ہیں کہ آپ کی ارادت سلسلہ مداریہ میں شاہ میٹھ گداری سے تھی ممکن ہے کہ آپ کو ان سے بھی فیض پہنچا ہو۔

سفر ساندل بار

منقول ہے کہ جب شاہ ابوالخیر رحمۃ اللہ علیہ کو اپنے مرشد صاحب کی طرف سے خلافت ملی اور آپ کو حکم ہوا کہ علاقہ ساندل بار میں جا کر لوگوں کو اپنے فیض سے بہرہ ور کرو تو لاہور سے رخصت ہو کر روانہ ہو گئے اور آپ نے ایک بزغالہ پالا ہوا تھا جہاں جاتے اس کو بھی اپنے ساتھ رکھتے۔ آپ صائم الدہر رہتے تھے۔ چلتے چلتے آپ تلونڈی میں پہنچے وہاں ایک بھٹی نے جو اس وقت علاقہ کا سردار تھا آپ

کا بزغالہ غصب کر کے ذبح کر کے کھا لیا آپ نے اس کے حق میں فرمایا کہ سرداری اس سے چھن جائے گی اور اس کی اولاد بالکل کم ہو گئی اور غیر مالک اور مفلس ہوں گے۔ جب آپ گاؤں سے باہر نکلے تو ایک لڑکا مویشی چرا رہا تھا اس کو پوچھا تیرا کیا نام ہے اور کون ہے؟ اس نے عرض کیا کہ میرا نام بلار ہے اور قوم بھٹی سے ہوں اور گاؤں کے سردار کے مویشی چرا کر روٹی کھاتا ہوں۔ شاہ صاحب نے فرمایا کہ میں نے بارہ سال کا روزہ رکھا ہوا تھا۔ آج اس کا یوم افطار ہے میرا روزہ تم افطار کراو اس نے بصد خوشی حکم قبول فرمایا اور گھر جا کر اپنی بوڑھی والدہ سے ماجرہ بیان کیا کہ ایک درویش مرد تشریف لائے ہیں ان کے لیئے کھانا تیار کرو' اس کے پاس صرف سوت کی ایک اٹی تھی وہ اس نے کالو کھتری کی دوکان پر جا کر فروخت کی اس کی قیمت سے روٹی کے لیئے آٹا گڑ وغیرہ خریدا اور روٹی پکائی' بلار نے وہ روٹی شاہ صاحب کے حضور میں جا کر پیش کی' آپ نے شام کے وقت اس سے روزہ افطار کیا اور اس کو دعا دی کہ اے بلار اس علاقہ کی سرداری ہم نے تم کو ولا دی ہے جس قدر اراضی کے گرد تم اپنا گھوڑا دوڑا لو وہ سب تم کو مل جائے گی چنانچہ اس نے بارہ کوس میں اپنا گھوڑا پھیرا تو وہ زمین اس کو مل گئی اور رائے بلار بھٹی اپنے علاقہ کا سردار ہو گیا اب تک ان تمام مواضعات کے بھٹی مثلاً کوٹ حسین ۔ بھٹہ' عیسیٰ خیرپور' خونی لکھی والا' میرپور وغیرہ سب اس کی اولاد سے مالک و سردار ہیں اور سالانہ شاہ ابوالخیر رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر شاہ کوٹ میں حاضری دیتے ہیں۔

گرو نانک کی ولادت

کالو کھتری ساکن تلونڈی جو قوم بھٹی کا دھڑ وائی تھا اس نے جب شاہ صاحب کی تشریف آوری اور رائے بلار کے حق میں دعا کرنا سنا تو وہ بھی حاضر خدمت ہوا اور عرض کی کہ شاہ صاحب میرے ہاں کوئی اولاد نہیں آپ میرے حق

میں دعا فرمائیں چنانچہ آپ نے اس کو بشارت دی کہ خدا تعالیٰ تمہارے ہاں لڑکا عطا کرے گا اس کا نام نانک رکھنا وہ درویش آدمی ہو گا اور اس کا نام زمانہ میں مشہور ہو گا چنانچہ اس کے بعد کالو کھتری کے ہاں نانک پیدا ہوئے۔ جو بعد میں بنام گورو نانک یا بابا نانک مشہور ہوئے اور شاہ ابوالخیر رحمۃ اللہ علیہ کی پیش گوئی حرف بہ حرف پوری ہوئی۔

رائے بلار بھٹی نے اپنی مملوکہ زمین سے اٹھارہ ہزار گھماؤں زمین بابا نانک کو دے دی اس غرض سے کہ یہ میرا پیر بھائی ہے اور ہم دونوں ایک ہی بزرگ یعنی شاہ ابوالخیر نو لکھ ہزاری رحمۃ اللہ علیہ کے مرید ہیں چنانچہ آج تک وہ زمین گوردوارہ ننکانہ صاحب کے نام متوارث چلی آتی ہے۔ رائے بلار بھٹی کا بیٹا رائے بھویہ بھٹی بھی اپنے باپ کی جانشینی میں علاقہ کا سردار گزرا ہے۔

نوٹ : یہ تمام واقعات بھٹیوں کے دیہات میں عام زبان زد ہیں اور متوترات سے ہیں اگرچہ کسی کتاب میں یہ واقعات نہیں دیکھے گئے مگر بحکم "ما" گھر والے کو اپنے گھر کے حالات کا سب سے زیادہ علم ہوتا ہے۔ رائے بلار بھٹی کی اولاد کے سینکڑوں افراد اپنے آباؤاجداد کی روایات سے یہ واقعات بیان کرتے ہیں۔ واللہ علم بالصواب (سید شریف احمد شرافت نوشاہی کان اللہ ۱۳ مئی ۱۹۶۹ء)

"تذکرہ قطبیہ" مصنفہ شیخ جمال الدین ابوبکر میں تحریر ہے کہ شاہ ابوالخیر بن سید عمر حسینی سلطان التارکین شیخ مدار کے مریدوں میں سے تھے۔ ان پر عالم بے خودی ہر وقت طاری رہا کرتی تھی۔ آپ کے پیر و مرشد نے فرمایا کہ ان کو حضرت شیخ عبدالجلیل چوہڑ بندگی سہروردی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں لے جاؤ چنانچہ آپ کو حضرت قطب عالم رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں لایا گیا تو جونہی آپ نے دست مبارک سے ان کا کان پکڑا آپ کے ہوش و حواس قائم ہو گئے۔ آپ مزید کہتے ہیں کہ

جب سلطان بہلول لودھی نے اپنی دختر نیک اختر حضرت قطب عالم رحمۃ اللہ علیہ کے نکاح میں دے دی تو اس کے جہیز میں بہت سے مواضعات دیئے گئے جن میں رسول کوٹ آپ نے قبول فرمایا بلکہ وہاں جاکر مقیم بھی ہو گئے مگر بعد میں آپ پھر لاہور میں تشریف لے آئے اور یہ علاقہ حضرت شاہ ابوالخیر سہروردی رحمۃ اللہ علیہ کے سپرد کر آئے۔ یہ قصبہ موجودہ سانگلہ ہل شہر سے بارہ میل کے فاصلہ پر ہے۔ مزید حالات کے لیئے تاریخ جلیلہ مؤلفہ غلام دستگیر نامی ملاحظہ فرمائیں۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

حضرت شاہ موسیٰ سہروردی رحمۃ اللہ علیہ

کتب تواریخ میں لکھا ہے کہ سید ابوالخیر نولکھ ہزاری سہروردی رحمۃ اللہ علیہ' شاہ حبیب موہل سہرودی رحمۃ اللہ علیہ' نصیرالدین بودلہ سہروردی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت شاہ موسیٰ سہروردی اپنے پیرو مرشد حضرت قطب العالم شیخ جلیل چوہڑ بندگی سہروردی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کے ہمراہ مدتوں تک سیرو تفریح میں اکٹھے رہے اس لیئے بقول سید شریف احمد شرافت قادری نوشاہی کہ کوئی مرید ایسا نہیں ہوتا جو ہر سال اپنے مرشد کے حضور میں حاضری دے' اس لیئے قیاس غالب ہے کہ آپ بھی دیگر اپنے پیر بھائیوں (شیخ یونس' شیخ جلال' شیخ موسیٰ آہنگر طاقرن' شیخ زین العابدین غازی' شیخ مولا نجار' شیخ میٹھ سیاہ پوش اور حضرت جمال الدین ابوبکر) کی طرح ضرور لاہور تشریف لائے ہوں گے کیونکہ آپ نے مدتوں اپنے مرشد اور پیر بھائیوں کے ہمراہ اکٹھے سیرو تفریح کی ہے اور براستہ لاہور تمام پنجاب کی سیر کی ہے۔ مزید براں یہ اصحاب سانگلہ اور اس کے گرد و نواح کے دیہات میں تبلیغ و ارشاد میں مصروف رہے۔

آپ سلطان حمید الدین حاکم سہروردی رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد میں سے تھے اور قطب عالم چوہڑ بندگی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کے ہمعصر تھے۔ شجرہ نسب اس طرح ہے۔ شیخ موسیٰ بن شیخ محمد شاہ' شیخ صدرالدین بن شیخ میراں بن شیخ تاج الدین بن سلطان حمید الدین حاکم سہروردی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہم

لکھا ہے کہ آپ کا ظہور نویں صدی ہجری میں ہوا' ولادت مئو مبارک ریاست بہاولپور میں ہوئی۔ دس سال کی عمر میں والدین کے سایہ سے محروم ہو گئے' تیس سال تمام پنجاب میں مختلف مقامات پر جنگلوں اور بیابانوں میں گزرے۔ مجاہدات اور ریاضات شاقہ سے تقویت روحانی حاصل کی۔ سیر و سیاحت کے دوران آپ بھنڈا حاجی رتن صاحب' دریا شاہ ہمدان واقع منگمری' ڈچکوٹ' موضع جہا تحصیل چونیاں ضلع لاہور گوہ وار مئو مبارک اور بھامرہ وغیرہ تشریف لے گئے اور ان مقامات پر آپ کے تکئے اب بھی پائے جاتے ہیں۔

بیعت

آپ نے پہلے سید بدیع الزمان قطب مدار لکھی پوری سے کی اور خرقہ خلافت پایا اور پھر حضرت شیخ عبدالجلیل چوہڑ بندگی سہروردی رحمۃ اللہ علیہ کے مرید ہو کر سلسلہ عالیہ سہروردیہ میں خلافت حاصل کی۔

اولاد

ملک خیر الدین کھچی کی دختر نیک اختر سے شادی کی جن کے بطن سے مخدوم بدرالدین بدر' مخدوم مئوالمعروف شیخ مونگر' مئولف کتاب مظاہر موسوی گم شدہ' مخدوم نظام الدین اور مخدوم عمادالدین حماد ثانی پیدا ہوئے تمام فرزندان اپنے وقت کے غوث تھے۔

مزار اقدس پنڈی موسیٰ ضلع فیصل آباد میں واقع ہے اور تاندلیانوالہ

ریلوے سٹیشن سے پانچ میل کے فاصلہ پر ہے۔ مزار کے ساتھ ہی آپ کے فرزندان اور زوجہ مائی فاطمہ دختر ملک خیرالدین کھچی کی قبور ہیں۔ (تفصیل کے لیئے کتاب "تاریخ جلیلہ" مؤلفہ پیر غلام دستگیر نامی ملاحظہ فرمائیں۔)

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

شیخ حبیب اللہ کافی سہروردی رحمۃ اللہ علیہ

شیخ صاحب موصوف کے حالات زندگی کافی تگ و دو اور تلاش و جستجو کے بعد بھی نہ مل سکے۔

لاہور میں آمد

"خزینۃ الاصفیاء" میں مفتی غلام سرور صاحب لکھتے ہیں "حقانی فیض کامل حاصل کردہ خرقہ خلافت یافت بعدازاں لاہور تشریف آوردہ خرقہ خلافت سلسلہ قادریہ عظیمہ از حضرت میاں میر رحمۃ اللہ علیہ بالا پیر لاہوری یافت"

آپ ساری عمر خلق خدا کی راہنمائی و ہدایت میں مصروف رہے اور استحکام و اتباع کے لیئے بہت کام کیا ایک دفعہ کشمیر بھی تشریف لے گئے۔

وفات

کشمیر میں محلہ قطب دین ۱۰۹۰ھ مطابق ۱۶۷۹ء بعہد محی الدین اورنگزیب عالمگیر ہوئی اور وہی دفن ہوئے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

شیخ محمد خلیل سہروردی رحمۃ اللہ علیہ

آپ حضرت میاں محمد اسماعیل المعروف میاں وڈا سہروردی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کے حقیقی بڑے بھائی تھے۔ والد بزرگوار فتح اللہ سہروردی رحمۃ اللہ علیہ مفسر قرآن' فقیہ اور نامور محدث تھے اور بیعت کی کڑی حضرت بہاء الحق زکریا ملتانی سہروردی رحمۃ اللہ علیہ سے جا ملتی تھی۔ آپ موضع بچہ علاقہ تھانہ بھوانہ تحصیل چنیوٹ میں ۱۰۰۰ھ بمطابق ۱۵۹۱ء شہنشاہ اکبر کے زمانہ میں پیدا ہوئے۔ آپ نہایت متوکل اور تارک الدنیا بزرگ تھے اور مادرزاد ولی تھے کثرت سے خوارق عادات اور کرامات ظہور میں آتی تھیں۔

لاہور میں آمد

آپ کو سیرو سیاحت کا بڑا شوق تھا اس لیئے بزرگان دین کے مزارات پر حاضری عموماً دیا کرتے تھے۔ اس شوق میں حج حرمین الشریفین کا ارادہ کیا اور ملتان تک چلے گئے وہاں ایک مسجد میں قیام پذیر تھے کہ بھائی حضرت میاں وڈا لاہور کو باطنی طور پر آپ کے ارادے کا علم ہوا' آپ نے بارگاہ ایزدی میں دعا فرمائی کہ میرے بھائی کو لاہور پہنچا دیا جائے۔ دوسری طرف آپ کے بھائی شیخ محمد خلیل بھی ملتان میں اندرون مسجد استغراق کی حالت میں تھے ان کو جب بھائی کی خواہش کا علم ہوا تو آپ نے مستی کے عالم میں مسجد کو لاہور پہنچنے کا حکم دیا چنانچہ مسجد فضا میں پرواز کرنے لگی اور لاہور پہنچ گئی' جب میاں وڈا کو معلوم ہوا تو انہوں نے مسجد کو واپس ملتان پہنچنے کا حکم دیا اس طرح آپ اپنے حقیقی بھائی کے پاس لاہور میں پہنچے۔

وفات

۱۰۹۸ھ بمطابق ۱۶۸۶ء بعہد اورنگزیب عالمگیر چھنی دا چک ضلع سیالکوٹ میں ہوئی جہاں آپ لاہور سے چلے گئے تھے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

حافظ محمود سہروردی رحمۃ اللہ علیہ

آپ حضرت میاں محمد فاضل رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ اور حضرت محمد صالح سہروردی کے بعد ورس میاں وڈا لاہور کے متولی اور سجادہ نشین مقرر ہوئے۔ آپ نہایت متوکل بزرگ تھے' آخری عمر میں لاہور سے اپنے آبائی علاقہ میں چلے گئے تھے۔

وفات

۱۱۱۸ھ بمطابق ۱۷۰۶ بعہد اورنگزیب عالمگیر ہوئی اور موضع لنگے علاقہ لالیاں میں مزار محمد فاضل سے ملحق احاطہ میں دفن ہوئے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

پیر کرم شاہ سہروردی رحمۃ اللہ علیہ

آپ کو عرف عام میں مستا شاہ بھی کہا جاتا ہے' قریشی حارثی ہنکاری تھے اور سہروردی سلسلہ عالیہ کے ایک نامور بزرگ تھے۔ خاندان سہروردیہ میں بیعت تھے مرشدی و نسبی سلسلہ حضرت عبدالجلیل چوہڑ بندگی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ سے ملتا ہے۔

شیخ کرم شاہ بن شیخ ابوالفتح بن شیخ ابوالحسین بن شیخ فخرالدین بن شیخ ابوالفتح بن شیخ برخوردار بن شیخ ابوالفتح بن شیخ عبدالجلیل چوہڑ بندگی۔

زہد و عبادت کے دلدادہ تھے اور بہت سا وقت یاد الٰہی میں گزارتے تھے۔ بیعت آپ نے اپنے والد شیخ ابوالفتح رحمۃ اللہ علیہ سے کی تھی۔ آپ لاہور میں رہائش پذیر تھے کہ سکھوں کی غارت گری سے تنگ آکر لکھنؤ چلے گئے اور کئی سال اپنے نانا شیخ نورالحسن قریشی کے پاس مقیم رہے۔ واپسی کے وقت راستے میں راہزنوں کے ہاتھوں شاہجہان پور کے نزدیک شہید ہوئے۔ سکھوں نے اس زمانہ میں لاہور میں غارتگری میں وہ ادھم مچائی تھی کہ الامان والحفیظ اوراس وجہ سے آپ نے ہجرت فرمائی تھی۔

لاہور کی حالت زار

آپ کے وقت لاہور کی حالت سکھوں کی غارت گری کی وجہ سے نہایت ابتر تھی' اس سنگدل اور ظالم قوم نے اہل اسلام کے اکابر کے مزارات تک کو نیست و نابود کرنے میں کوئی کسر باقی نہ اٹھا رکھی تھی۔ شہنشاہ جہانگیر' نواب آصف خان' نواب میاں خان' نواب علی مردان خان اور ملکہ نور جہاں کے مقابر کے سنگ مرمراور سنگ موسیٰ اتار کر ننگا کر دیا ملکہ نورجہاں اور نواب معین الملک کے تابوت ہی نکال لیئے گئے اور لاشیں گڑھوں میں پھینک دی گئیں۔ مساجد اور مقابر میں بارود بھر دیا گیا اور کچھ کو اصطبل بنا لیا گیا۔ انارکلی' مقبرہ جہانگیر کو جنرل ونٹورہ فرانسیسی جرنیل کی رہائش گاہ میں تبدیل کر دیا گیا۔ مقبرہ صالح محمد کنبوہ ایک پادری کے حوالے کر دیا گیا جہاں آج عیسائیوں کا سکول ہے۔ بادشاہی مسجد کو اصطبل بنا دیا گیا' تمام مساجد میں آذان کی ممانعت تھی۔

اولاد

پیر سکندر شاہ ۔ پیر مراد شاہ ۔ پیر قلندر شاہ ۔ پیر فرح بخش فرحت۔

وفات

آپ ۱۲۰۱ھ مطابق ۱۷۸۶ء میں شاہجہان پور کے نزدیک قزاقوں کے ہاتھوں شہید ہوئے اور وہیں دفن ہوئے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

شاہ مراد قریشی سہروردی رحمۃ اللہ علیہ

آپ کے والد گرامی کا اسم مبارک شیخ کرم شاہ تھا جن کو عرف عام میں میستا بھی کہا جاتا تھا۔ لاہور میں ہی آپ کی ولادت ہوئی' آپ کی پیدائش ۱۷۷۰ء بمطابق ۱۱۹۴ھ سکھوں کی افراتفری کے زمانہ میں ہوئی۔ آپ کے والد شیخ ابوالفتح المعرف بہ حضرت شاہ جی کا مزار درگاہ قطب العالم میکلوڈ روڈ لاہور میں ہے۔ وفات ان کی ۱۷۷۹ء میں لاہور میں ہوئی۔

سلسلہ سہروردیہ میں اپنے والد گرامی سے خرقہ خلافت حاصل کیا۔ پیر مراد شاہ کے علاوہ ان کے دیگر بھائی پیر قلندر شاہ' پیر فرح بخش فرحت اور پیر سکندر شاہ لاہور ہی میں پیدا ہوئے۔ ۱۷۸۱ء میں آپ اپنے والد کے ساتھ لکھنؤ ہجرت کر کے گئے تھے جہاں آپ تقریباً سات سال تک رہے تھے اور پھر واپس آئے جہاں آپ کے والد بزرگوار کے خسر شیخ نورالحسن قریشی رہائش پذیر تھے۔ اس عرصہ میں آپ نے بریلی لکھنؤ اور شاہجہان پور وغیرہ مقامات کی سیر و سیاحت کی۔ آپ کو نواب

آصف الدولہ کی سرکار میں نوکری بھی مل گئی تھی۔

لاہور میں قحط

اس زمانہ میں لاہور میں ڈھائی سیرا قحط پڑا جس کی مثال ملنی مشکل ہے۔ اس وقت لاہور میں سہ حاکمان لاہور (گوجر سنگھ' لہنا سنگھ' سوبا سنگھ) کی حکومت تھی جن کی وحشت اور درندگی سے سارا لاہور سخت پریشان تھا۔ ۱۷۹۷ء میں زمان شاہ تیمور شاہ بن احمد شاہ ابدالی نے لاہور پر حملہ کیا تو آپ لاہور میں قیام فرماتے' آپ نے اس حملے کا حال فارسی میں نظم کیا ہے۔ ۱۷۸۸ء میں جب کہ آپ کی عمر ۱۸ برس کی تھی لکھنؤ سے ایک منظوم خط اپنے لاہوری بھائیوں کے لیئے لکھا۔

تصانیف

آپ کی فارسی تصانیف میں مراۃ العاشقین' دیوان مراد' ترجیع بند مامرداں بروزن مامقیماں فارسی دیوان اور اردو دیوان " مراد المحبین مشہور و معروف ہیں۔ آپ نے کئی چھوٹی چھوٹی مثنویاں بھی لکھیں ہیں۔ ۱۷۱۸ء میں آپ نے اپنے ایک شاگرد حکیم علیم اللہ کی فرمائش پر قصہ چار درویش کو نظم کرنا شروع کیا تھا جو ہنوز مکمل نہ ہونے پایا تھا کہ آپ کی وفات ہو گئی۔ آپ کا رجحان مثنوی کی طرف زیادہ تھا۔ لکھنؤ میں قیام کی وجہ سے آپ کی زبان میں سلاست اور روانی پیدا ہو گئی تھی۔ کلام میں پختگی ہے ان کی اردو میں ایک نظم " مگس نامہ " بھی ہے۔ خان محمود خان شیرانی پروفیسر اورینٹل کالج لاہور نے اپنی کتاب " پنجاب میں اردو " میں ان کے حالات دیئے ہیں۔ فارسی مثنوی " مراۃ العاشقین " آپ نے ۱۷۹۰ء میں لاہور میں تصنیف کی اور ترجیع بند ۱۷۹۷ء میں مکمل کیا۔ " نامہ مراد " میں ایک جگہ لکھتے ہیں ۔

وہی لاہور ہے شہر لہانور
جو دارالسلطنت سے ہے وہ مشہور

یہ رونق حق نے دی ہے اس مکاں پر
کہ رکھتا ہے شرف سارے جہاں پر

قریب اس شہر کے جائیو ادب سے
ادب لازم ہے دل کا اس سبب سے

کہ قطعہ جنت آسا اک وہاں ہے
جہاں مدفون وہ قطب زماں ہے

ایک دوسری جگہ لکھتے ہیں

پھر آئیو شہر کے اندر شتابی
جہاں قطب زماں کی ہے حویلی

وہاں مشہور ہے ایک چاہ کھاری
لقب اس کا رہا ہے آہ کھاری

نگس نامہ میں لکھتے ہیں

شہر لاہور قبہ اسلام
روشن آفاق میں ہے جس کا نام

خوبی اس کی تھی شہر آفاق
حسن کا اس کے تھا جہاں مشتاق

اصفہاں ہے جو ایک نصف جہاں
خوبیوں میں نہ تھا کچھ اس سے کلاں

دور و نزدیک تھا یہی مشہور
اپنے نزدیک تھا بہت سا دور

تھا بہشت بریں بروئے زمین
عجب انسان تھے اس مکاں کے مکیں

ایک سے ایک تھے دو صد چنداں
سب ملائک صفت وے انسان

اولیا و مشائخ و سادات
علماء اک سے اک ستودہ صفات

شہر تھا یہ کہ کان علم و ادب
کان کیا بلکہ جان علم و ادب

وفات

۱۸۰۲ء مطابق ۱۲۱۵ھ میں آپ نے مردانہ تحصیل شاہدرہ میں بہ عمر تیس برس وفات پائی' وہیں مدفون ہوئے' یہ قصبہ لاہور سے نارووال جاتے ہوئے مہتہ سوجا ریلوے سٹیشن سے تقریباً ایک میل پر واقع ہے۔ آپ نے عین جوانی کے عالم میں بہ عمر تیس سال وفات پائی۔ آپ کے مزار کے ساتھ ہی ملک مردانہ کھوکھر کا مزار بھی اس قصبہ میں ہے جو حضرت چوہڑ بندگی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے مرید تھے۔

حاشیہ : قصبہ مردانہ تحصیل فیروز والا ضلع شیخوپورہ میں کھوکھر راجپوتوں کی پانچ بستیوں میں ایک بستی ہے اس جگہ سلسلہ عالیہ قادریہ نوشاہیہ کے باوقار عالم

حضرت قبلہ مولانا مولوی محمد اعظم صاحب نوشاہی میرو والی کے ایک مقتدر خلیفہ بابو محمد یوسف نوشاہی کی آرام گاہ ہے۔ کھوکھر راجپوتاں کے پانچویں گاؤں میں اکثریت بابو صاحب کے معتقدین کی ہے۔ موضع مردانہ سے صرف تین میل بجانب جنوب حضرت مولانا محمد اعظم کے ایک اور مقتدر خلیفہ حضرت قبلہ حاجی مولانا مولوی حسین بخش صاحب مدظلہ العالی موضع بریار نو میں قادری نوشاہی سلسلہ کی نورانیت سے علاقہ کو انوار و تجلیات کا گہوارہ بنائے ہوئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی عمر اور صحت میں برکت عطا فرمائے (آمین)۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

پیر قلندر شاہ قریشی سہروردی رحمۃ اللہ علیہ

آپ کے والد گرامی کا نام شیخ کرم شاہ قریشی تھا' لاہور میں پیدا ہوئے' سال ولادت ۱۷۷۱ء بمطابق ۱۱۸۵ھ ہے۔ یہ زمانہ انتہائی طوائف الملوکی کا تھا۔ ابتدائی تعلیم اپنے والد کے چچا پیر خدا بخش سے حاصل کی۔ ۱۷۸۲ء میں آپ اپنے والد کے ساتھ لکھنؤ چلے گئے تھے۔ بریلی میں آپ نے اپنے بردار بزرگ پیر مردا شاہ کے ساتھ حضرت بدرالدین رہتکی سے بیعت کی اور خرقہ خلافت حاصل کیا۔ ۱۷۸۶ء میں مرشد کی وفات کے بعد ایک سال تک اس مزار پر جاروب کشی کرتے رہے پھر رودلی چلے گئے جہاں شیخ احمد عبدالحق کا مزار ہے وہاں سے الہ آباد پھر بنارس سے ۱۷۹۵ء میں لکھنؤ پہنچ گئے۔

۱۷۹۵ء میں آپ لکھنؤ سے لاہور واپس آئے اور اپنی والدہ اور اخ مکرم پیر مراد شاہ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں پہنچے جو پانچ برس اپنے آبائی مکان محلہ کھاری کھوئی

گذر چوک مانک بازار سمیاں ٹکسالی دروازہ لاہور میں آ گئے تھے' اس زمانہ میں لاہور پر بھنگی سرداروں کی حکومت تھی۔

آپ کی رہائش لاہور میں تھی' پیری مریدی کا سلسلہ تھا' ایک دفعہ سانڈہ میں اپنے ایک مرید فضل شاہ کے گھر گئے جنہوں نے آپ کی دعوت کی تھی مگر اس دعوت میں کثرت سے آدمی آ گئے اور اہل خانہ پریشان ہو گئے مگر آپ کی توجہ اور نظر سے دعوت میں کھانے وغیرہ کی کمی نہ ہوئی۔ سید فضل شاہ کے بھائی سید کرم شاہ سہروردی ؒ بھی آپ سے بیعت تھے۔

تصانیف

(۱) دیوان قلندر شاہ (۲) حلیہ شریف اردو (۳) معراج المقبول فارسی (۴) بیان عقائد منظومہ فارسی (۵) حلیہ شریف فارسی (۶) طور تلاوت قرآن شریف (۷) ترکیب تلاوت کلام اللہ بہ زبان فارسی (۸) آداب خلوت (۹) تعدلو اربعین (۱۰) شرط اربعین مکتوبات وغیرہ وغیرہ شاعر بھی تھے۔ نعت اس طرح لکھی ہے

شد برق دلم عشق مہ روئے محمد
جان است فدا روز و شبم روئے محمد

بر من دل خستہ زلستان مدینہ
اے باد صبا از گل بوئے محمد

از ہند قلندر چورسم آہ بہ طیبہ
مائیم و گدائی ست دراں کوئے محمد

السلام اے صاحب عزو وقار　　مثل موسیٰ بر ورت صد چوبدار

السلام اے صد چو عیسیٰ چاکرت　　مثل دریائے نشتہ بردرت

السلام اے جز تو کس حامی ما　　لیس فی الدارین جز خیرالوری

آہ در ہجر تو مضطر گشتہ ام　　دل زکف دادہ قلندر گشتہ ام

بہراہل بیت واصحاب کرام
حاجت مارا روا کن والسلام

خلفا

آپ کے سلسلہ سہروردیہ میں بے شمار خلفا تھے۔ آپ کی بزرگی کی وجہ سے لاہور میں بے شمار صاحبان علم و عمل اکٹھے ہو گئے تھے۔ نامور خلفاء درج ذیل ہیں پیر فرح بخش فرحت سہروردی' شیخ امام بخش ناسخ لکھنوی' پیر غلام محی الدین ' سید فضل شاہ سہروردی ' سید کرم شاہ سہروردی ' سید رحیم شاہ سہروردی وغیرہ وغیرہ۔

شیخ امام بخش ناسخ لکھنوی اپنے پیرو مرشد شیخ قلندر شاہ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں ۱۸۲۴ء مطابق ۱۲۴۰ھ میں لاہور حاضر ہوئے تھے۔ آپ کے فرزندوں میں شیخ غلام محی الدین قریشی نہایت مروت اور خلق والا شخص تھا۔ وفات شیخ غلام محی الدین کی ۱۸۶۲ء بمطابق ۱۲۷۹ھ میں ہوئی۔ ۱۸۲۰ء میں آپ نے اپنے چھوٹے بھائی پیر فرخ بخش کے ساتھ مل کر موضع رتہ خرید لیا اور وہاں مقیم ہو گئے یہ گاؤں تحصیل شاہدرہ میں واقع ہے۔ آپ نے ۱۷ فروری ۱۸۳۳ء ۱۲۴۸ھ میں رتہ پیروں میں انتقال فرمایا اور اس کے باغ واقع سمت مغرب میں مدفون ہوئے۔ اس زمانے میں لاہور کا حاکم مہاراجہ رنجیت سنگھ تھا۔

پیر فرح بخش فرحت سہروردی رحمۃ اللہ علیہ

آپ پیر کرم شاہ المشہور مستانہ شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے فرزند ارجمند تھے۔ آپ کے تین دوسرے بھائیوں کے نام پیر مراد شاہ' پیر قلندر شاہ اور پیر سکندر شاہ ہیں۔ سال ولادت ۲۶ دسمبر ۱۷۷۷ء تھا۔ آپ علم و فضل میں ایک منفرد مقام رکھتے تھے۔

۱۷۸۲ء میں جب کہ آپ صرف پانچ برس کے تھے سکھوں کے ظلم و ستم کے باعث اپنے والد کے ہمراہ لکھنؤ تشریف لے گئے۔ واپسی پر آپ کے والد کی شہادت واقع ہوئی اور آپ واپس لاہور آگئے اس وقت آپ کی عمر ۱۴ سال کی تھی۔ آپ نے دو شادیاں کیں' پہلی بیوی سے ایک لڑکا پیر حیدر شاہ اور لڑکی نور سلطان پیدا ہوئی اور دوسری بیوی سے دو لڑکیاں تولد ہوئیں۔

تصنیفات

آپ نے اذکار قلندری تصنیف کی ہے جو کہ ایک معرکۃ الآرا کارنامہ ہے۔ آپ بڑے عالم فاضل اور قابل انسان تھے' آپ کے سب بھائیوں نے فارسی کے علاوہ اردو میں بھی لکھا ہے مگر آپ نے صرف فارسی ہی میں تصنیف و تالیف کا کام کیا ہے۔

" اذکار قلندری " میں آپ نے حضرت پیر قلندر شاہ قادری چشتی نقشبندی سہروردی رحمۃ اللہ علیہ کے حالات خاص طور پر تحریر فرمائے ہیں۔ اس کے علاوہ حضرت چوہڑ شاہ بندگی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کے آباؤ اجداد اور اولاد و مریدان خاندان جلیلہ کے بھی حالات لکھے گئے ہیں۔ اس کے علاوہ آپ نے قصہ سسی پنوں جنگ و جدل سیالکوٹ (مابین راجہ سالباہن و بکرماجیت) اور عبداللہ اور رادھا کے عشق کا مشہور

قصہ تحریر فرمایا ہے۔

وفات

آپ کی وفات ۱۲۵۶ھ بمطابق ۱۸۴۰ء میں سکھوں کے عہد حکومت میں ہوئی۔ مزار رتہ پیراں میں ہے' عمر مبارک ۶۵ برس ہوئی۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

سید حمزہ شاہ گیلانی سہروردی رحمۃ اللہ علیہ

آپ بخارا کے رہنے والے تھے اور گیلانی سادات میں سے تھے۔ زمان شاہ والئی کابل نے جب پنجاب پر پہلی دفعہ فوج کشی کی تو آپ بھی لاہور آئے تھے' ان دنوں لاہور میں پیر مراد شاہ اور پیر قلندر شاہ کی ولایت کا چرچا تھا اسی لیئے آپ ان کے نہایت گرویدہ ہوئے اور ان بزرگوں کی ملاقات کے لیئے ان کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے۔ پہلے آپ پیر مراد شاہ رحمۃ اللہ علیہ سے فیوض و برکات حاصل کرتے رہے بعدازاں ان کے انتقال کے بعد پیر قلندر شاہ رحمۃ اللہ علیہ سے استفادہ فرمایا۔ آپ بڑے رقیق القلب تھے' خوف خدا سے آپ کی چیخیں نکل جایا کرتی تھیں۔ ریاضت میں بڑا نام پیدا کیا اور حضرت پیر قلندر شاہ رحمۃ اللہ علیہ سے خرقہ خلافت اور کلاہ حاصل کیا۔

پیر فرح بخش فرحت کے زمانہ تک زندہ تھے جو اپنی کتاب میں لکھتے ہیں کہ (آں مرد میدان تجرید تا بہذالیوم در محبت خدا و یار مولا شاہ و از اہل دنیا و مانیا آزاد۔) آپ کی تاریخ وفات اور مزار کا علم نہیں ہو سکا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

میاں غلام محمد سہروردی رحمۃ اللہ علیہ

آپ نے علوم ظاہری کی تکمیل کے بعد ہی میدان تصوف میں قدم رکھا تھا جس کے لیئے آپ نے مختلف مقامات پھرے۔ آپ نے سید ظہور الحسن بٹالوی رحمۃ اللہ علیہ سے جو سلسلہ عالیہ قادریہ سے منسلک تھے بھی فیض حاصل کیا۔ مزید براں فتح پور کے ایک بزرگ میاں قطب الدین وڑائچ رحمۃ اللہ علیہ سے بھی آپ کو برکات حاصل ہوئیں۔ آپ رسول پور ضلع گجرات کے رہنے والے تھے۔ تاریخی نام " غلام صدیق " تھا والد کا نام میاں محمد علی تھا' سات سال کی عمر میں دینی علوم حاصل کرنے کے لیئے مدرسے چلے گئے اور درسی کتب سے استفادہ کیا۔ چھبیس سال تک یہی سلسلہ جاری رہا پھر باطنی تعلیم حاصل کرنے کا شوق پیدا ہوا۔

بیعت

آپ نے سلسلہ عالیہ سہروردیہ میں حضرت شرف الدین عرف بابا جنگو شاہ قلندر رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت کی جن کا مزار موضع لھو کھوکھر گجرات میں واقع ہے جو اپنے عہد کے قطب ولایت تھے۔ آپ نے مجاہدہ اور چلہ کشی میں نام پیدا کیا تھا۔ دریائے چناب کے کنارے آپ کی چلہ گاہ بہت مشہور ہے جو دریا کے اندر تک چلی گئی تھی۔ صاحب " تذکرہ غوثیہ " نے بابا جنگو شاہ قلندر رحمۃ اللہ علیہ کی بزرگی کی بہت تعریف کی اور انہی قلندر بزرگ سے میاں غلام محمد سہروردی رحمۃ اللہ علیہ نے فیوض و برکات حاصل کیئے اور دنیا میں نیک نام پیدا کیا۔

لاہور میں آمد

آپ تقریباً سال میں ایک دو دفعہ ضرور لاہور تشریف لایا کرتے تھے کیونکہ

یہاں محلہ آبادیاں قلعہ گوجر سنگھ میں آپ کے نامور مرید صوفی قلندر علی سہروردی رہائش پذیر تھے اکثر آپ اپنے ایک مرید ہدایت بیگ (قلعہ گوجر سنگھ) کے مکان پر ' چوہدری محمد یوسف سہروردی بی اے گڑھی شاہو اور مصطفیٰ آباد (دھرم پورہ) کے مکان پر رونق افروز ہوا کرتے تھے۔ مزنگ میں بھی آپ کے مریدوں کے پاس آجایا کرتے تھے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

بابا جنگو شاہ سہروردی رحمۃ اللہ علیہ

مولوی محمد صالح کنجاہی اپنی تصنیف " سلسلہ اولیاء " قلمی میں بابا جنگوشاہ رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق لکھتے ہیں۔ " حالش عجیب حالے است کہ پروائے کسے ندارد و در زمستان تابستان بیرون ماندنہ از سردی خطرے نہ از گرمی اثرے نہ بانعم الغنے و نہ از گدا نفرتے و نہ باکس انسے درواز ے ہمیشہ باحق در سوگدازے۔

بر تحت نشستہ شاہے	از ترک بتارکش کلاہے
از ہر دو جہاں در خبرے	و از گرمی و سردیش ضررے
از جام و صبوحے مخودی مست	از بود نبود کون و ارست

بابا جنگو شاہ کی وفات ۱۲۸۱ھ بمطابق ۱۸۶۴ء میں ہوئی۔ آپ کے متعلق دیوان شیخ عبداللہ میں لکھا ہے۔

جناب شاہ جنگو تودہ خاکسر عششش
چو لو مجذوب ذات کبریا کمتر شود پیدا

بجائے شیخ تاریخش ز خاکستر علی گوید
زر گم گشتہ و آرائش خاکستر شود پیدا

وفات حسرت آیات

زندگی کے آخری ایام میں آپ اپنے پیرو مرشد بابا محمد رمضان سہروردی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس حیات گڑھ آگئے تھے اور وہاں ہی آپ کی وفات اپنے مرید صوفی قلندر علی سہروردی لاہوری المتوفی ۱۹۵۸ء سے تقریباً سات سال قبل ۱۹۵۱ء میں بمقام حیات گڑھ ہوئی جو کہ جلالپور جٹاں گجرات سے تقریباً ایک میل کے فاصلے پر برلب سڑک واقع ہے۔ نماز جنازہ آپ کی حضرت صوفی قلندر علی رحمۃ اللہ علیہ نے پڑھائی جس میں سینکڑوں افراد نے شرکت کی۔ عمر مبارک تقریباً ایک سو سال سے زائد تھی۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

سہروردی سلسلہ کے اولیاء

جو

مدینۃ الاولیاء لاہور کے ہی ہو رہے

اور

یہاں کی خاک پاک میں آسودہ ہیں

سید صوف سہروردی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ

رسالہ " تحفۃ الواصلین " میں لکھا ہے کہ آپ حضرت سید گازرونی رحمۃ اللہ علیہ جن کا مزار مسجد وزیر خاں کے صحن میں واقع ہے، کے ہم عہد و ہم مجلس تھے۔ کئی لوگ آپ کو حضرت گازرونی رحمۃ اللہ علیہ کا بھائی بتاتے ہیں مگر اس کی تصدیق نہیں ہو سکی۔

آپ نہایت خدا رسیدہ بزرگ تھے۔ فیروز شاہ تغلق کے زمانہ میں لاہور تشریف لائے اور اسی بادشاہ کے عہد میں وفات پائی۔ واقعہ کچھ اس طرح ہے کہ سلطان فیروز شاہ تغلق کے زمانہ میں جب دشمن نے لاہور پر حملہ کیا تو آپ بھی مردانہ وار دشمن کے مقابلہ پر ڈٹ گئے اور جام شہادت نوش فرمایا۔

آپ کی وفات حسرت آیات ۱۳۸۴ء بمطابق ۷۸۶ھ بعہد سلطان فیروز شاہ تغلق ہوئی۔ اس زمانہ میں اس مقام کو محلہ رڑہ کہا جاتا تھا اور یہاں نادر خاں لودھی امیرالامراء کی حویلی تھی جو اس کے وارثین کے پاس عہد شاہجہانی تک رہی۔ اس کے بعد نواب وزیر خاں نے مسجد تعمیر کرنے کے لیئے یہ حویلی خرید کرلی تھی۔

آپ کا مقبرہ مسجد وزیر خان کے دروازے کے باہر چوک میں واقع ہے۔ انگریزوں کے عہد حکومت یعنی ۱۸۵۰ء میں جب چوک کے اندرونی مکانات گرائے گئے اور چوک بنایا گیا تو اس خالی مزار پر میاں محمد سلطان ٹھیکدار نے روضہ بنوا دیا۔ مسجد وزیر خاں کی تعمیر سے پہلے ہی یہ مزار اس جگہ پر موجود تھا۔ سکھوں کے عہد میں بھی اس مزرا پر بڑی رونق رہتی تھی۔ بیان کیا جاتا ہے کہ لاہور کا انگیریز ڈپٹی کمشنر میجر میکریگر اس مزار کو منہدم کرانا چاہتا تھا مگر اس کی کوئی پیش نہیں چلی

چنانچہ جب روضہ بنوایا گیا تو اس کی شمالی دیوار پر سنگ مرمر کی تختی پر یہ عبارت لکھوائی گئی، مقبرہ ہشت پہلو ہے۔

" بصوابدید صاحب عالی مناقب میجر جارج میکریگر صاحب بہادر ڈپٹی کمشنر ضلع لاہور مقبرہ متبرکہ حضرت سید صوف قدس سرہ تعمیر کردہ شیخ سلطان ٹھیکیدار سرکار فیض آثار کمپنی انگریز بہادر دام اقبالہ "۔ ۱۸۵۲ء ' ۱۲۶۸ھ بہ اہتمام رسید۔"

ان دنوں آپ کے مزار پر جو سنگ مرمر کی تختی لگی ہے اس پر تحریر ہے
" شیخ المشائخ حضرت پیر سخی سید صوف فیض بخش رحمتہ اللہ علیہ الحسنی سہروردی سن وصال ۷۸۶ھ "تعویذ قبر نہایت خوبصورت اور فن تعمیر کی اعلیٰ ترین مثال ہے۔
مزار اقدس پر یہ عبارت بھی تحریر ہے۔

" روضہ اقدس سلطان العارفین زبدۃ الکاملین منظور بارگاہ ایزد حضرت سید صوف فیض بخش عظیم نور اللہ مرقدہ در عہد بادشاہ ابوالمظفر فیروز شاہ تغلق " اس کے علاوہ اور اشعار بھی لکھے گئے ہیں۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

سید اسحاق گازرونی سہروردی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ

سلسلہ نسب چند واسطوں سے حضرت امام حسین علیہ السلام سے جا ملتا ہے۔ گازرون میں رہائش پذیر تھے' بیشمار اولیائے کبار سے فیوض و برکات حاصل کیئے اور جب علوم ظاہری و باطنی میں تکمیل ہو گئی تو دنیا کی سیر و سیاحت کے لیئے چل پڑے۔

بیعت

آپ نے شیخ اوحدالدین اصفہانی کے دست حق پرست پر بیعت کی اور خرقہ خلافت پایا۔ شیخ مذکور کا مرشدی سلسلہ اس طرح ہے' شیخ رکن الدین مرید شیخ قطب الدین سہروردی' شیخ ضیاء الدین ابوالنجیب سہروردی رحمتہ اللہ علیہم' مولوی نور احمد چشتی لکھتے ہیں کہ آپ عبدالمغیث گازرونی جنیدی رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت تھے اور انہیں کے حکم سے آپ لاہور تشریف لائے تھے۔

لاہور میں آمد

مفتی غلام سرور لاہوری لکھتے ہیں کہ " اول در شہر گازرون اقامت داشت بعدازاں باشارت غیبی در شہر لاہور آمدند۔" طویل مدت تک رشد و ہدایت میں مشغول رہے اور اس شہر میں آپ کو اس قدر مقبولیت ہوئی کہ جلیل القدر اور متبحر عالم آپ کی خدمت اقدس میں حاضری دینے کو فخر خیال کرتے تھے۔ جب لاہور تشریف لائے تو لاہور کے محلہ رڑہ میں مقیم ہوئے۔

نہایت عظیم المرتبت بزرگ تھے۔ آپ کے ہزاروں مرید تھے۔ آنجناب غیر معمولی حلم و حیا کے مالک تھے' تحمل اور بردباری میں باکمال تھے' جو شخص بھی آپ کی خدمت میں حاضر ہوتا ہدایت سے سرفراز ہو کر جاتا' آپ اپنے زمانہ کے

قطب الاقطاب اور شیخ الشیوخ تسلیم کیے جاتے تھے۔

وفات

۷۸۶ھ بمطابق ۱۳۸۴ء بعہد فیروز شاہ تغلق لاہور میں ہوئی۔ تاریخ وفات بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ہے اور اندرون دہلی دروازہ دفن ہوئے۔ آپ کا مزار موجودہ مسجد وزیر خان کے صحن میں ایک تہہ خانہ میں واقع ہے۔ نواب وزیر خان گورنر لاہور نے جب مسجد وزیر خان بنوائی تو اس قدیم مزار کو قائم رکھا گیا۔ سکھوں کے عہد میں ہر جمعرات کو یہاں میلہ لگتا تھا۔ مرزا لعل بیگ مصنف "ثمرات القدس" نے لکھا ہے کہ جب پہلے پہل آپ کی وفات کے بعد قبر خام بنی تو ایک نہایت سرسبز و شاداب بیل اگ آئی جس نے قبر کو ڈھانپ لیا۔ اس پر لوگ اس مزار کو پیر سبز کا مزار کہنے لگے' کہتے ہیں کہ دو سو سال تک یہ بیل سرسبز رہی اور بیمار لوگ آکر اس کے پتے لے جاتے اور ان کو کھا کر صحت یاب ہوتے' مسجد کی تعمیر کے موقع پر یہ بیل کاٹ دی گئی' "تحقیقات چشتی" میں لکھا ہے کہ شروع میں امیرالامراء نادر خان نے اپنی حویلی مزار کے قریب ہی بنالی اور یہ مزار حویلی مذکورہ کے اندر آگیا مگر اس کے گرد ایک خشتی حجرہ بنوا دیا' بعدازاں عہد شاہجہاں میں نواب وزیر خان نے یہ حویلی خرید کر مسجد میں شامل کر دی تھی۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

مفتی شیخ محمد قریشی سہروردی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ

آپ کے آباؤاجداد ملتان میں رہتے تھے اور آپ کی پیدائش بھی وہاں ہی ہوئی۔ شجرہ نسب اس طرح ہے مخدوم شیخ محمد بن مخدوم شیخ صالح بن مخدوم شیخ ہدایت اللہ بن مخدوم شیخ فیض اللہ بن مخدوم جمعون بن مخدوم شیخ قطب الدین بن مخدوم شیخ شہاب الدین محمد نور بن حضرت شیخ الاسلام مخدوم غوث محمد بہاء الدین زکریا ملتانی سہروردی رحمۃ اللہ علیہ۔

لاہور میں آمد

آپ اپنے عہد کے بڑے نامی گرامی عالم و فاضل تھے۔ سلطان بہلول لودھی نے آپ کو ملتان سے قاضی لاہور بنا کر بھیجا تھا اور گزر اوقات کے لیے علاقہ پٹی میں موضع ہیبت پورہ جاگیر میں دیا۔ لاہور میں آپ محلہ علاول خان لوہانی اندرون موچی دروازہ نزد حویلی نواب میاں خان میں مقیم ہوئے اور ایک حویلی تعمیر کرائی جو محلہ کوٹلی مفتیاں میں واقع تھی یہاں آپ نے ایک مدرسہ بھی قائم کیا تھا۔

قاضی اور مفتی ہونے کی حیثیت سے آپ فتویٰ بھی صادر فرمایا کرتے تھے نیز درس و تدریس کے علاوہ سلسلہ عالیہ سہروردیہ میں رشد و ہدایت کی تلقین بھی فرمایا کرتے تھے۔

وفات

مخدوم صاحب کی وفات ۸۹۱ھ بمطابق ۱۴۸۶ء بعہد بہلول لودھی لاہور میں واقع ہوئی اور یہیں مدفون ہوئے مزار کا پتہ نہیں چل سکا۔

شیخ بہاء الدین سہروردی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ

آپ حضرت حاجی جمال کمبوہ سہروردی رحمۃ اللہ علیہ کے فرزند ارجمند تھے جو حضرت بہاء الدین زکریا ملتانی رحمۃ اللہ علیہ کے مرید تھے۔ آپ کا پرلطف واقعہ بیان کیا جاتا ہے واقعہ کچھ اس طرح ہے کہ ایک دفعہ حضرت شیخ الاسلام ملتانی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں ایک سوالی حاضر ہوا اور عرض کی کہ جتنے انبیاء کرام اس دنیا میں مبعوث ہوئے ہیں مجھے اتنی ہی اشرفیاں عنایت فرمائی جائیں یعنی ایک لاکھ چوبیس ہزار جتنی کہ انبیاء کی تعدلو ہے۔ آپ سوچ میں پڑ گئے' اس وقت مجلس میں سے حاجی کمبوہ رحمۃ اللہ علیہ کھڑے ہوئے اور عرض کی کہ سائل کو میرے ساتھ گھر بھیج دیں میں اس کو راضی کر لوں گا۔ چنانچہ آپ سائل کو ساتھ لیکر گھر تشریف لائے اور اس سے کہا کہ ایک ایک نبی کا نام لیتے جاؤ اور اشرفیاں لیتے جاؤ' وہ تذبذب میں پڑ گیا اور آخرکار جتنے انبیاء کے نام اس نے لیئے اتنی ہی اشرفیاں حاجی صاحب نے اس کو دے دیں۔ حضرت شیخ الاسلام ملتانی رحمۃ اللہ علیہ کو جب اس واقعہ کا علم ہوا تو آپ بہت محظوظ ہوئے اور اس کے خاندان کے لیئے اچھے دل و دماغ کی دعا فرمائی۔ حضرت شیخ بہاء الدین رحمۃ اللہ علیہ انہی حاجی جمال کمبوہ رحمۃ اللہ علیہ کے فرزند تھے۔

حاجی جمال نے تقریباً ایک سو تیرہ سال کی عمر میں وفات پائی۔ آخری عمر میں حضرت شاہ رکن عالم ملتانی سہروردی رحمۃ اللہ علیہ کے ارشاد کے مطابق دہلی کے اطراف میں چلے گئے تاکہ اپنی قوم کے غیر مسلم افراد میں تبلیغ کے فرائض سرانجام دیں۔

لاہور میں آمد

آپ اپنے والد مکرم کی وفات کے بعد ملتان سے لاہور تشریف لے آئے

اور مستقل طور پر یہاں ہی آباد ہو گئے۔ شہنشاہ اکبر کے زمانہ کے مشہور معروف شہباز خان انہی شیخ بہاء الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد سے تھے اور قطب المشائخ سماء الحق والدین سہروردی ان کے حقیقی بھائی شیخ فخرالدین عرف شیخ احمد ملتانی کے فرزند ارجمند اور آپ کے بھتیجے تھے انہی شیخ سماء الحق کا سلطان بہلول لودھی بہت معتقد تھا۔ مولانا جمالی مصنف "سیر العارفین" انہی شیخ سماء الحق کی اولاد میں سے تھے۔ شیخ سماء الدین کے والد حضرت سید صدرالدین محمد المعروف سید راجو قتال رحمۃ اللہ علیہ کے مرید تھے مگر خرقہ خلافت حضرت شیخ الاسلام اسماعیل رحمۃ اللہ علیہ سے حاصل کیا تھا۔

شہنشاہ اکبر کے عہد کے نامور امیر عمدۃ الملک شہر اللہ نواب نظام الدین شہباز خان آپ کی ہی اولاد سے تھے۔ وہ لاہوری کمبوؤں میں ایک ممتاز شخصیت کے مالک تھے۔ نواب شاہنواز خان اورنگ آبادی مصنف "مآثرالامرا" لکھتے ہیں کہ آپ کا سلسلہ نسب چھ پشتوں کے بعد حاجی جمال رحمۃ اللہ علیہ تک پہنچتا ہے جو حضرت بہاء الدین زکریا ملتانی رحمۃ اللہ علیہ کے مرید تھے۔ "منتخب التواریخ" میں لکھا ہے کہ شہر اللہ کمبوہ لاہوری کو اکبر نے شہباز خان کا خطاب عطا کر کے میر بخشی مقرر کیا تھا" "طبقات اکبری" کا مصنف آپ کو اکابر امراء میں شمار کرتا ہے۔ حنفی مسلک کے بزرگ تھے' اکبر بادشاہ جس نے دین الٰہی جاری کر کے لامذہبیت اختیار کر لی تھی انہیں نواب شہباز خان نے اکثر اوقات بادشاہ کو بر سر دربار ٹوکا تھا۔ آپ نہایت صاف گو انسان تھے' ستر برس کی عمر میں وفات پائی تو حضرت معین الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ کے جوار میں جگہ پائی۔

انہی کے متعلق ایک اور واقعہ بیان کیا گیا ہے کہ ایک دفعہ اکبر بادشاہ اور نواب صاحب باغ میں ٹہل رہے تھے کہ عصر کا وقت ہو گیا چونکہ اکبر نے ان کا ہاتھ مضبوطی سے تھام رکھا تھا اس لیئے نماز ادا کرنے کے لیئے وہ اپنے ہاتھ کو آسانی سے چھڑا بھی نہ سکتے تھے کہ کہیں شہنشاہ ناراض نہ ہو جائے' جونہی آپ نے دیکھا

کہ نماز کا وقت ختم ہو رہا ہے آپ نے جھٹکا دے کر اپنا ہاتھ چھڑا لیا اور وہیں نماز شروع کر دی۔ علامہ ابوالفضل لکھتے ہیں کہ شہنشاہ اکبر بیگمات اور شہزادگان کے علاوہ جن امرائے کبار سے عام طور پر ہم نشین ہوتے تھے ان میں شہباز خاں کمبوہ کے علاوہ شیخ عبدالنبی صدر الصدور، حکیم عین الملک، راجہ ٹوڈر مل اور راجہ مان سنگھ شامل ہیں۔

لاہوری کمبوؤں میں شیخ عنایت اللہ کمبوہ اور ملا محمد صالح کمبوہ کے نام اکثر آتے ہیں جن کا اجمالاً" تذکرہ اس جگہ نامناسب نہیں ہوگا۔

شیخ عنایت اللہ کمبوہ لاہور المتوفی ۱۶۴۳ء شیخ صاحب موصوف شاہجہان اور اورنگزیب عالمگیر کے عہد میں میر منشی کے عہدہ پر فائز تھے، اپنی ذاتی قابلیت سے سلطنت مغلیہ کے اعلیٰ عہدیدار بنے، بطور منشی گیری دربار کی بہترین خدمات انجام دیں، نہایت فصیح اور شستہ فارسی لکھتے تھے۔ آپ نے شاہجہانی عہد کی تاریخ "تاریخ دلکشا" کے نام سے لکھی نیز "بہار دانش" بھی لکھی جس میں تریا چرتر یعنی عورتوں کے مکر و فریب کی داستانیں رقم ہیں۔ یہ کتب فصاحت و بلاغت میں نہایت اہم ہے۔ اس کے علاوہ آپ نے ایک اور کتاب "انشائے اشرف الصحائف" بھی تحریر کی جس میں دو رقعہ جات ایسے ہیں جن میں کوئی حرف نقطے والا استعمال نہیں کیا گیا۔ پہلے رقعہ میں ایک لاہوری عالم کے لیئے صدر الصدور سے عطائے وظیفہ و جاگیر کی سفارش کی گئی تھی اور دوسرے رقعہ میں بادشاہ کی فتوحات کا تذکرہ ہے جس میں شہنشاہ کی تعریف بھی کی گئی ہے۔

وفات

شیخ صاحب کی وفات ۱۶۶۳ء میں ہوئی اور لاہور میں دفن ہوئے۔ آپ کی قبر پر ملا محمد صالح کمبوہ نے جو آپ کے بھانجے اور داماد بھی تھے ہزار روپیہ خرچ کر

کے مقبرہ بنوایا جو کہ آج تک موجود ہے۔ یہ مقبرہ ایمپرس روڈ لاہور پر میتھوڈسٹ چرچ اور ریلوے ہیڈکوارٹرز آفس کے درمیان واقع ہے۔ انگریزوں کے عہد میں آپ کی قبر کو مٹا دیا گیا اور گنبد کی عمارت پر عیسائیوں نے قبضہ کر لیا اور یہ مزار آج تک چرچ کے قبضہ میں ہے۔

آخری عمر میں آپ نے شاہی ملازمت چھوڑ کر دنیا سے کنارہ کشی اختیار کر لی تھی اور یاد الٰہی میں مصروف رہنے لگے تھے اس میں زمانہ میں آپ نے مذہب کا مطالعہ کثرت سے کیا یہاں تک کہ آپ کی وفات ہو گئی۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

ملا محمد صالح کمبوہ لاہوری رحمۃ اللہ علیہ

ملا صاحب موصوف بھی لاہوری کمبوؤں کے ایک ممتاز فرد اور شیخ عنایت اللہ کے بھانجے اور داماد تھے۔ مغلیہ عہد میں صوبہ لاہور کے دیوان تھے' آپ کی یادگاریں درج ذیل مشہور ہیں جو رہتی دنیا تک قائم و دائم رہیں گی اور ان سے آپ کا نام روشن ہے۔ آپ شہنشاہ عالمگیر کے استاد بھی تھے۔ آپ کی ولادت لاہور ہی کی ہے۔ شیخ عنایت اللہ سے زانوئے تلمذ طے کیا تھا۔ رائے بہادر کنہیا لال لکھتے ہیں کہ اس خاندان کی عزت شاہی دربار میں بہت تھی۔ وفات آپ کی ۱۶۶۹ء میں ہوئی۔

مسجد محمد صالح کمبوہ لاہوری رحمۃ اللہ علیہ

یہ مسجد محمد صالح نے ۱۶۵۹ء ۱۰۷۰ھ میں اندرون موچی دروازہ بنوائی تھی' جب ہم موچی دروازہ کے اندر داخل ہوتے ہیں تو سامنے سب سے پہلے اس مسجد

کا دروازہ نظر آتا ہے۔ تین گنبد مدور شکل کے ہیں' مسجد مذکور کے تینوں گوشوں اور محرابوں کی دیواروں پر رنگین کاشی کاری کا کام زرد اور لاجوردی رنگوں میں کیا گیا ہے۔ آیات قرآنی اور احادیث فارسی نسخ اور نستعلیق خط میں لکھی گئی ہیں۔ اس مسجد کے دروازے پر کانسی کار تین طاقچے بنے ہوئے ہیں جن پر یہ شعر لکھا ہے۔

بانئے این مسجد زیب نگار
بندہ آل محمد صالح است

مسجد کی کرسی کافی اونچی ہے نیچے دکانیں بھی بنی ہوئی ہیں۔

حویلی محمد صالح کمبوہ رحمۃ اللہ علیہ

ملا صاحب نے مسجد بنوانے کے بعد مسجد کے پاس ہی اپنی رہائش کے لیئے ایک عظیم الشان حویلی بھی بنوائی جو کہ مسجد کے مشرق میں واقع تھی اور اب اس کا نام و نشان باقی نہیں۔

مقبرہ شیخ عنایت اللہ و محمد صالح کمبوہ رحمۃ اللہ علیہ (لاہور)

شیخ محمد صالح رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے استاد کی وفات پر صرف کثیر سے مذکورہ مقبرہ بنوایا تھا اور جب آپ نے وفات پائی تو خود بھی اپنے استاد کے پہلو میں اسی گنبد میں دفن ہوئے۔ کسی زمانہ میں اس کو گنبد کمبوہاں بھی کہا جاتا تھا۔ عمارت سنگ سرخ سے بنائی گئی تھی اور شکل ہشت پہلو ہے۔ سکھوں کے عہد میں اس کو بارود خانہ میں تبدیل کر دیا گیا تھا مگر انگریزی عہد میں اس کو ایک انگریز کے قبضہ میں دے دیا گیا اور کچھ عرصہ یہ گنبد سیمور صاحب کی کوٹھی کہلاتا رہا جس میں بگھی خانہ اور باورچی خانہ بنا دیا گیا۔ بعد ازاں اس کے ساتھ دو اور کمرے بنا کر اس کو

گرجے کی شکل دے دی گئی اور اب اسی کو "سینٹ اینڈریوز چرچ" کہتے ہیں۔

رائے بہادر کنہیا لال لکھتے ہیں کہ "سکھوں کے وقت دونوں سنگین قبریں جو سنگ سرخ کی تھیں گرا دی گئیں نیز اس گنبد کے چار پہلوؤں میں چار محرابیں کلاں باہر کی سمت ہیں' جنوب کی طرف اوپر جانے کا زینہ بنا ہے اس گنبد کے قریب ایک اور گنبد طولانی وضع کا بنا ہے جس میں ان دونوں کی اولاد کی قبریں تھیں جس کو بعدازاں باورچی خانہ میں تبدیل کر لیا گیا۔ فاعبترو یا اولوالابصار

○

"عمل صالح" المشہور بادشاہ نامہ

آپ نے عہد عالمگیری کی تاریخ "عمل صالح" کے نام سے تدوین کی تھی' اس میں شاہجہان کی ولادت سے وفات تک حالات مندرج ہیں جو تاریخ عہد شاہجہانی کا مستند اور بہترین ماخذ ہے کیونکہ مصنف نے تمام واقعات کا ذاتی طور پر مشاہدہ کیا تھا۔ فارسی نثر میں بھی اس کتاب کا نہایت اونچا مقام ہے۔ جگہ جگہ فارسی زبان کو مسجع عبارت سے تحریر کیا گیا ہے۔

بہار سخن

یہ بھی ملا صاحب کی نادر و نایاب تصنیف ہے۔ اس کتاب کے چار حصے ہیں' پہلے حصہ میں بادشاہوں اور امرا کے مکاتیب ہیں' دوسرے حصہ کتاب میں مصنف کے ذاتی خطوط ہیں' تیسرے حصہ میں جو کہ نہایت اہم حصہ ہے لاہور' دہلی اور آگرہ کی عمارات کا تذکرہ ہے' چوتھے اور آخری حصہ میں عہد شاہجہان و عالمگیری کی تصانیف پر تقاریظ لکھی گئی ہیں' یہ حصہ بھی خاصہ اہم ہے' کاشی کاری کے اس دور میں جو عمارات ملا صاحب نے اور دوسرے امرائے کبار نے لاہور کو

عروس البلاد بنانے کے لیئے تیار کیں ان کی تفصیل اس کتاب میں ملتی ہے۔ اس عہد کے دوسرے مصنف چندر بھان برہمن نے بھی اپنی کتاب "چہار چمن" میں لاہور کے باغات اور عمارات کا خصوصاً تذکرہ کیا ہے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

شیخ عبدالجلیل چوہڑ بندگی سہروردی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت چوہڑ شاہ بندگی کا نام نامی شیخ عبدالجلیل رحمۃ اللہ علیہ تھا جو چار واسطوں سے سلطان التارکین حمید الدین ابوالحاکم بادشاہ کیچ مکران سے نسبتی طور پر ملتا ہے۔ یعنی شیخ عبدالجلیل بن شیخ ابوالفتح بن شیخ عبدالعزیز بن شیخ عبدالجلیل بن شیخ شہاب الدین بن شیخ نورالدین بن سلطان التارکین علیہ الرحمتہ۔

آپ کے چار بھائی تھے (۱) شیخ فرید الدین' (۲) شیخ عبدالرحیم' (۳) شیخ فیض اللہ المشہور شیخ فدا۔ آپ نے دنیا بھر کی سیر و سیاحت کے بعد مئو مبارک ریاست بہاولپور میں اقامت اختیار کی جو شیخ ابوالحاکم کا مسکن تھا۔ جب آپ نے لاہور آنے کا ارادہ کیا تو پہلے پاک پتن میں حضرت فرید الدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پرانوار پر حاضری دی چنانچہ آپ چالیس روز تک مزار اقدس پر معتکف رہے اور چشتیہ فیوض بھی حاصل کیئے۔ قیام مکہ مکرمہ میں ہزارہا اشخاص آپ کے فیضان سے مستفید ہوئے۔

لاہور میں آمد

آپ ۱۴۷۵ء میں مئو مبارک سے اللہ تعالٰی کے حکم سے لاہور تشریف لائے اور یہاں سہروردیہ سلسلہ میں بیعت لینی شروع کی۔ رشد و ہدایت اور تلقین و

ارشاد میں نمایاں کردار ادا کیا۔ لاہور تشریف لا کر آپ نے بیرون شہر محلہ کوٹ کروڑ درمیان ریلوے سٹیشن اور گوالمنڈی میکلوڈ روڈ پر قیام فرمایا۔ لودھیوں کے عہد میں اس علاقہ کا نام کوٹ کروڑ تھا۔ عہد مغلیہ میں اس علاقہ کو محلہ حاجی سرائے کے نام سے یاد کیا جاتا تھا۔ جس وقت آپ لاہور تشریف لائے تو اس وقت حضرت شیخ کاکو چشتی رحمۃ اللہ علیہ حیات تھے جن کا وصال ۱۴۷۵ء میں ہوا۔ آنجناب بی بی حاج (موجوہ بی بی پاک دامناں) کے مزار پر حاضر ہو کر بھی عبادت کیا کرتے تھے۔ لودھیوں کے عہد میں لاہور میں افغان امراء کی عمارتیں آپ کے احاطہ مزار کے گرد و نواح میں کافی تھیں۔ غازی خاں لودھی کا تالاب بھی اس کے پاس تھا۔ مزیدبراں دولت خاں لودھی کی حویلی بھی یہاں سے قریب ہی تھی۔ ایک پرانی عیدگاہ جو لودھیوں کے عہد میں زیر استعمال تھی' بھی یہاں موجود تھی۔ گویا آپ کے مزار اقدس کے اردگرد امراء اور وزراء کی حویلیاں اور مکانات بہت تھے۔ " تذکرہ قطبیہ " کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کے مزار کے ایک طرف دریائے راوی کی قدیم گزرگاہ تھی۔

آپ کے لاہور تشریف لانے کے متعلق حضرت جمال الدین ابوبکر "تذکرہ قطبیہ "میں لکھتے ہیں۔ " آخر الامر برخصت آں قطب العالم بہ شہرلہانور کہ خطہ دلپذیر است رسید نزد بہ کوٹ کروڑ نقل منزل گذیدند " تذکرہ قطبیہ کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ شیر شاہ سوری آپ کے مزار اقدس پر حاضر ہوا کرتا تھا۔

اس دور میں خانقاہ جلیلہ کے علاوہ خانقاہ حضرت شیخ کاکو چشتی رحمۃ اللہ علیہ اور خانقاہ سید فیروز گیلانی قادری رحمۃ اللہ علیہ بہت معروف تھیں جن میں روحانی اور علمی تعلیم و تدریس کا سلسلہ جاری تھا۔ بے شمار طلباء تزکیہ نفس کے لیئے یہاں آتے تھے اور ولی بزرگان دین سے فیوض و برکات بھی حاصل کرتے تھے۔ حضرت سید فیروز گیلانی

رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق مفتی غلام سرور لاہوری لکھتے ہیں کہ آپ ایک قادر الکلام خطیب تھے جن کا وعظ سننے کے لیئے شائقین دور دراز سے آیا کرتے تھے۔

مسجد و عمارات مزار اقدس

موجودہ مسجد آپ نے ہی بنوائی تھی۔ تہہ خانہ کی ڈیوڑھی سردار کھڑسنگھ سندھانوالیہ نے باہتمام غلام محی الدین رحمۃ اللہ علیہ شاہ قریشی بنوائی تھی۔ چاہ خانقاہ کے پاس جو حجرہ ہے وہ سید حامد شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے بنوایا۔

خوارق و کرامات

آپ مشائخ سہروردیہ میں بہت بلند مقام رکھتے ہیں۔ اپنے وقت کے قطب تھے بلکہ لاہور کے قدیم ترین سہروردی اولیائے اللہ میں شامل ہوتے ہیں۔ " دلائل الخیرات " مؤلفہ ابوعبداللہ سلیمان جزدلی رحمۃ اللہ علیہ کا کثرت سے ورد فرماتے تھے۔ مصنف " تذکرہ قطبیہ "لکھتے ہیں کہ آپ قوت لایموت خود کما کر کھاتے تھے اور بہت کم کسی کے گھر کا کھانا تناول فرمایا کرتے تھے۔ غلہ خود پیس لیتے اور دوسروں سے مشقت نہ کرواتے۔

اولاد

آپ کی پہلی شادی سلطان سکندر لودھی کی دختر سے ہوئی تھی جس سے ایک صاحبزادہ ابوالفتح رحمۃ اللہ علیہ پیدا ہوا۔ اس کی وفات کے بعد آپ نے بجلی خاں افغان کی دختر سے شادی کی جس سے بھی حضرت کی اولاد ہوئی۔

خلفاء

شیخ جمال الدین رحمۃ اللہ علیہ ابوبکر (برادر) مصنف "تذکرہ قطبیہ" بذکر شیخ عبدالجلیل رحمۃ اللہ علیہ ' حضرت موسیٰ آہنگر سہروردی رحمۃ اللہ علیہ ' شیخ جلال رحمۃ اللہ علیہ پسر ہانڈو گوجر '

شیخ برہان کاہنوواں رحمۃ اللہ علیہ ضلع گورداسپور۔

مزار اقدس

"تذکرہ قطبیہ" میں لکھا ہے کہ ۸ دسمبر ۱۵۰۴ء کو آپ کی مجلس میں شیخ میٹھ رحمۃ اللہ علیہ سیاہ پوش، شیخ موسیٰ آہنگر رحمۃ اللہ علیہ، شیخ مولا نجار رحمۃ اللہ علیہ، شیخ جلال رحمۃ اللہ علیہ، ملا قرن رحمۃ اللہ علیہ، شیخ یونس رحمۃ اللہ علیہ، شیخ زین العابدین رحمۃ اللہ علیہ اور دیگر نامور خلفاء ارادت مند حاضر تھے کہ آپ نے اپنا سر سجدہ میں رکھ دیا اور اس حالت میں وصال فرمایا۔ سلطان سکندر لودھی جو ان دنوں لاہور میں تھا نے غسل دلایا اور نماز جنازہ میں شرکت کی اور آپ کی خانقاہ عالیہ میں دفن کر دیا۔ مزار کا احاطہ ساڑھے چار کنال میں ہے جو کہ میکلوڈ روڈ پر حضرت موسیٰ آہنگر رحمۃ اللہ علیہ کے مزار سے ریلوے سٹیشن کو جاتے ہوئے آتا ہے۔ اس کے ایک طرف ریلوے پولیس لائنز ہے۔ چھوٹے چھوٹے کچے مکانات گرد و نواح میں بنے ہوئے ہیں۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

شیخ سادھا رحمۃ اللہ علیہ (المعروف شادھو ولی) سہروردی رحمۃ اللہ علیہ

نام شیخ سادھا عرف عام میں ․ بعلیم کہلاتے تھے۔ حضرت شیخ عبدالجلیل چوہڑ بندگی رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت ہوئے اور ان کی قربت میں فیوض و برکات حاصل کیے۔ پیر فرح بخش رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

"شیخ المشائخ شیخ سعد عرف ․بعلم از خلفائے ارشد آنجناب است مزارش در محلہ کھاری کھوئی واقع گذر تلواڑہ کہ از عہد سلطان بہلول لودھی در ورثہ ایں خاندان شدہ آمد و عمارت اقامت حضرت بندگی و سجادہ نشینان آنحضرت اندرون

محلہ ہستد و ستون چوبی کہ زیارت گاہ مردمان جوار است۔"

حضرت عبدالجلیل چوہڑ بندگی رحمۃ اللہ علیہ کے مرید اور خلیفہ تھے۔ "تذکرہ قطبیہ" میں لکھا ہے کہ ایک دفعہ جب حضرت چوہڑ بندگی رحمۃ اللہ علیہ کھاری کھوئی واقع بازار سمیاں لاہور تشریف لے گئے تو آپ کی دعا برکت سے کھاری کھوئی کا پانی میٹھا ہو گیا۔ پیر مراد شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے "مراد المحسنین" میں چاہ کھاری کے متعلق لکھا ہے ۔

محلہ جو آباؤ اجداد کا ہے
وراثت میں اپنے استاد کا ہے

گذر چوک مانک سند میں ہے نام
ولے چاہ کھاری ہے مشہور عام

رہا ہے فقط کھاری اس کا لقب
ولے پانی شیریں ہے ایسا کہ اب

نہیں شہر بھر میں جو پانی ہے وہ
مگر آب زمزم کا ثانی ہے وہ

اسے قطب عالم رحمۃ اللہ علیہ نے جب سے پیا
خدا نے اسے کھاری سے میٹھا کیا

مزار اقدس بازار حکیماں لاہور میں ایک چار دیواری میں برلب سڑک واقع ہے۔ اس جگہ کو محلہ کھاری کھوئی بھی کہا جاتا ہے اور اندرون بھاٹی دروازہ اونچی مسجد اور مدرسہ انجمن نعمانیہ کے درمیان واقع ہے۔

سید بایزید ہاشمی سہروردی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ

آپ کے والد مکرم کا اسم گرامی قاضی رفیع الدین تھا جن کی رہائش ماتھلہ میں تھی۔ آپ حضرت عبدالجلیل چوہڑ بندگی رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ تھے اور طریقہ سہروردیہ میں آپ سے بیعت تھے۔ اور کافی عرصہ تک آپ کی خدمت میں حاضری دے کر فیوض و برکات حاصل کیے۔

"تذکرہ قطبیہ" کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کے پیر و مرشد نے جس طرح حضرت موسیٰ آہنگر رحمۃ اللہ علیہ کو دو بیگھہ زمین عطا کی تھی اسی طرح آپ کو بھی ایک بیگھہ زمین عطا فرمائی۔ یہ وہی جگہ ہے جہاں آپ کا مزار بنا۔ نیز حضرت قطب عالم رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کو شیخ محمود مدنی رحمۃ اللہ علیہ کی خانقاہ متصل رسول کوٹ پر چلہ کشی کا حکم صادر فرمایا تھا۔

مخدوم غلام دستگیر نامی اپنے مضمون "لاہور کے سہروردی مشائخ" ماہ اکتوبر ۱۹۵۸ء میں تحریر فرماتے ہیں کہ حضرت عبدالجلیل قطب عالم رحمۃ اللہ علیہ کے دوسرے خلیفہ شیخ بایزید رحمتہ اللہ علیہ تھے۔ ان کو بھی آپ نے ایک بیگھہ زمین عطا کی تھی اور اس میں ان کا قبہ دار مزار تھا جو مسلمانوں کی غفلت کی وجہ سے میکلوڈ روڈ ہی پر ریلوے پولیس کے دفتر کے پیچھے مشن احاطہ میں ملبہ کے نیچے دبا ہوا ہے اور محکمہ آثار قدیمہ کی توجہ کا مستحق ہے۔

"تذکرہ قطبیہ" مصنف حضرت جمال الدین ابوبکر رحمۃ اللہ علیہ برادر حضرت عبدالجلیل سہروردی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کی وفات کے بعد آپ کا مزار دریائے راوی کے کنارے بنا جو ان ایام میں ریلوے پولیس لائنز کے نشیب میں واقع تھا اور اس کی گزرگاہ تھی۔ یعنی حضرت عبدالجلیل رحمۃ اللہ علیہ کی درگاہ

کے شمالاً جنوباً واقع تھی۔ روزنامہ امروز مورخہ ٦٧ / ٧ / ١٨ کی اشاعت میں غلام دستگیر نامی نے " آثار قدیمہ کی نگہداشت " کے زیر عنوان اس گرے ہوئے مقبرہ کی مرمت پر حکومت سے استدعا کی تھی جو آج تک قبولیت کا درجہ نہیں پا سکی اور شاید نہ پا سکے قبل ازیں ہفت روزہ " لیل و نہار " لاہور کی اشاعت مورخہ ١١ / ٩ / ٧١ میں بھی یہی درخواست کی گئی تھی۔

مزار اقدس نولکھا چرچ ایمپرس روڈ میں واقع ہے جو کہ نہایت خستہ حالت میں ہے۔ گنبد گرا ہوا ہے۔ مگر حکومت پاکستان محکمہ آثار قدیمہ یا محکمہ اوقاف اس کی طرف قطعاً توجہ نہیں فرماتے۔ قدیم ایام میں آپ کا مزار کوٹ کروڑ اور مزار شیخ کاکو چشتی رحمۃ اللہ علیہ ریلوے پولیس لائنز میکلوڈ روڈ اور لنڈا بازار کے درمیان تھے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

شیخ جلال گوجر سہروردی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ

شیخ جلال رحمۃ اللہ علیہ پسر ہانڈو گوجر حضرت شیخ عبدالجلیل چوہڑ بندگی رحمۃ اللہ علیہ کے خلفاء میں سے تھے اور لاہور اور بیرون لاہور تبلیغ اسلام کے لیئے آپ کے ساتھ جایا کرتے تھے۔ ایک دفعہ جب آپ کے پیرو مرشد سانگلہ گئے تو آپ بھی ان کے ساتھ تھے' اس سفر میں شیخ موسیٰ آہنگر' شیخ مٹھ سیاہ پوش' شیخ یونس ملک مردانہ رحمۃ اللہ علیہ کھوکھر اور شیخ مولا نجار بھی شریک تھے۔ مزید برآں آپ رسول کوٹ اور شاہ کوٹ بھی تشریف لے گئے تھے۔

مصنف " اذکار قلندری " لکھتا ہے " شیخ جلال عرف گجر از ارادت مندان خاص الخاص آں حضرت است ۔" " تذکرہ قطبیہ " کے صفحہ ٨ پر بھی آپ کا

ذکر ملتا ہے۔

" تذکرہ اولیائے ہند " میں لکھا ہے کہ ایک روز حضرت شیخ عبدالجلیل رحمۃ اللہ علیہ چوہڑ بندگی رحمۃ اللہ علیہ دریائے راوی کے کنارے سیر کر رہے تھے' دیکھا کہ ایک عورت دہی کا مٹکا سر پر رکھے لاہور شہر میں بیچنے کے لیئے آ رہی ہے' آپ نے دہی کا مٹکا اس سے قیمت دے کر خرید لیا اور فرمایا کہ اس برتن کو توڑ دو' جب اس عورت نے برتن توڑا تو اس دہی کے مٹکے سے مرا ہوا سانپ نکلا۔ عورت حیرانگی اور پریشانی کے عالم میں گھر گئی اور خاوند اور بیٹے سے اس کا ذکر کیا' اگلے دن علی الصبح دونوں باپ اور بیٹا جو گاؤں کا نمبردار بھی تھا۔ خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور اسلام قبول کر لیا۔ اس عورت کے خاوند کا نام راموں تھا جس کو آنجناب نے اسلام قبول کرنے کے بعد " جلال " نام رکھا اور یہی جلال گوجر کے نام سے موسوم ہو کر آنجناب کا مرید اور خلیفہ بنا۔ " ہانڈو گوجر " ایک گاؤں کا نام ہے جو مضافات لاہور میں واقع ہے اور گوجروں کی بستی ہے۔ شالامار باغ سے آگے پانچ میل دور گرینڈ ٹرنک روڈ جو امرتسر کو جاتی ہے پر واقع ہے۔ اس گاؤں کے مالک شیخ جلال کی اولاد سے ہیں۔ ہانڈو گوجر غیر مسلم تھا لیکن اس کے فرزند ارجمند نے حضرت قطب عالم رحمۃ اللہ علیہ کے اثر سے اسلام قبول کیا اور پھر اس کی وجہ سے اس بستی کی گوجر برادری بھی حلقہ اسلام میں داخل ہوئی۔

آپ کا مزار " ہانڈو گوجر " میں واقع ہے یعنی اس قبرستان میں جو موضع ہانڈو گوجر اور تیج گڑھ و (ضلع لاہور) کے درمیان ہے۔ قصبہ چھبیل ساتھ ہی واقع ہے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

ملا قرن سہروردی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ

آپ حضرت قطب عالم چوہڑ بندگی رحمۃ اللہ علیہ کے مریدان باصفا میں سے تھے اور آپ کے ساتھ تبلیغ و ارشاد کے لیئے مضافات لاہور اور باہر دور دراز مقامات تک جایا کرتے تھے۔ اپنے پیرو مرشد کی وفات پر آپ لاہور میں تھے۔ شیخ جمال الدین ابوبکر رحمۃ اللہ علیہ مصنف "تذکرہ قطبیہ" لکھتے ہیں :

" وقتیے در خدمت بندگی قطب العالم عظم اللہ تعالیٰ شیخ یونس رحمۃ اللہ علیہ و شیخ جلال رحمۃ اللہ علیہ و شیخ نجار و شیخ مٹھ سیاہ پوش و شیخ موسیٰ آہنگر و ملا قرن و شیخ زین الدین غازی حاضر بودند کہ ایشاں جان بحق تسلیم کردند چوں وقت غسل دادن رسید سلطان السلاطین سلطان سکندر انار اللہ برہانہ نیز حاضر شد۔"

حضرت جمال الدین ابوبکر رحمۃ اللہ علیہ "تذکرہ قطبیہ" میں لکھتے ہیں کہ شہنشاہ ظہیرالدین محمد بابر کا تعمیر کردہ محل آنجناب کے ارشاد کے تحت گر پڑا تھا' یہ ارشاد حضرت چوہڑ بندگی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی وفات کے بعد ملا قرن رحمۃ اللہ علیہ نجار کو دیا تھا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

شیخ المشائخ شیخ اتی راؤ سہروردی لاہوی رحمۃ اللہ علیہ

آپ حضرت عبدالجلیل قطب عالم رحمۃ اللہ علیہ کے خلفا میں سے تھے اور کافی عرصہ آپ کی خدمت اقدس میں رہے اور فیوض و برکات حاصل کرتے رہے۔ مختلف کتب تواریخ کی کافی چھان بین کی گئی مگر آپ کے حالات معلوم نہ ہو سکے۔

مزار مبارک

شیخ جمال الدین ابوبکر رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ " مزار شیخ اتی راؤ برکنارۂ دریا ویاہ کہ در جوار شہر لہانور است بسیار مشہور است ۔" کافی تلاش کے باوجود آپ کے مزار کا نشان نہیں مل سکا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

شیخ الاولیاء چوہار رحمۃ اللہ علیہ جھپٹ سہروردی رحمۃ اللہ علیہ

پیر فرح بخش فرحت اپنی تصنیف " اذکار قلندری " میں فصل ہفتم در ذکر احوال بعضے خلفائے حضرت بندگی قطب عالم شیخ چوہڑ قدس اللہ سرہ العزیز کہ بہ تبرک فرقہ خضر از جناب شہسوار میدان ہدایت و ارشاد یافتہ اند اسامی ہریک ازاں باسمت تحریر چنیں مے باید ۔"

تحریر فرماتے ہیں " عاشق سرمست و مست مئے الست حضرت شیخ چوہا عرف جھپٹ یکے از واصلان حق بود بہ خرقہ فقر از حضرت بندگی قطب عالم رحمۃ اللہ علیہ اختصاص یافتہ در جوار لاہور برلب دریا راوی آسودہ است ۔"

مصنف " تذکرہ قطبیہ " کہتے ہیں " شیخ چھوہا جھپٹ بخدمت حضرت بندگی قطب العالم سیدند۔"

مزار

شیخ جمال الدین ابوبکر لکھتے ہیں کہ آپ کا مزار لاہور کے نزدیک واقع ہے یعنی " شیخ چھوہا متصل لہانور آسودہ " کافی تحقیق کے باوجود آپ کے مزار کا نشان نہیں مل سکا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

پیر ڈھل سہروردی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ

آپ کا اسم گرامی سید عبدالحکیم بخاری بتایا جاتا ہے۔ آپ حضرت قطب عالم عبدالجلیل چوہڑ بندگی رحمۃ اللہ علیہ کے مرید تھے۔ آپ خاندان لودھی کے عہد میں لاہور میں ایک مجذوب گزرے ہیں جو جذب و سکر کی حالت میں رہتے تھے۔ مجذوبوں کی طرح بازاروں اور گلیوں میں گشت لگایا کرتے تھے۔ اکثر نشست آپ کی اس مقام پر تھی جس جگہ آج آپ کا مزار عالی ہے۔ آپ صاحب کشف و کرامت تھے۔

" تحقیقات چشتی " اور " ہسٹری آف لاہور " مصنفہ جج سید محمد لطیف میں ان کا حال درج ہے۔ " حدیقۃ الاولیاء " میں انہیں اکبری عہد کا صاحب کشف و کرامت بزرگ تحریر کیا گیا ہے۔ آپ کا مزار اندرون شہر شاہ عالمی اور موچی دروازہ کے درمیان واقع ہے اس محلہ کو ڈھل محلہ بھی کہتے ہیں۔ مزار مسجد بکن خان کے غربی کوچہ نیویں گلی سے مغرب کی سمت واقع ہے۔ مزار زمانہ قدیم کا بنا

ہوا ہے۔ فدا حسین فدا ایڈیٹر رسالہ "مہرو ماہ" نے ایک مضمون آپ کے متعلق لکھا تھا مگر تلاش بسیار کے باوجود نہ مل سکا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

شیخ علی غازی سہروردی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ

آپ حضرت قطب عالم چوہڑ بندگی رحمۃ اللہ علیہ کے مرید خاص تھے اور ان سے ہی بیعت کی تھی۔ آپ کے برادر شیخ عین الدین غازی اور شیخ زین العابدین غازی تھے۔ مصنف "اذکار قلندری" تحریر کرتے ہیں :

"سید السادات سید علی غازی و سید عین الدین غازی از اکابران ولایت اند صاحب حال کامل الطریقت بود خرقہ فقر حضرت بندگی یافتہ مزارش نیز متصل میاں پنج ڈھیرا است۔"

آپ نے حضرت جمال الدین ابوبکر برادر حضرت عبدالجلیل چوہڑ بندگی رحمۃ اللہ علیہ سے بھی فیض حاصل کیا تھا۔ مزار اقدس بھائی پنج ڈھیرہ میں ہے جو کہ باوجود تلاش بسیار کے نہ مل سکا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

شیخ عین الدین غازی سہروردی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ

لاہور کے ایک نہایت بزرگ خاندان سے تعلق رکھتے تھے اور حضرت قطب عالم عبدالجلیل سہروردی رحمۃ اللہ علیہ کے حلقہ مریدین میں سے تھے۔ اکثر و بیشتر اپنے پیرو مرشد کے ساتھ ہی رہا کرتے تھے۔ مصنف "تذکرہ قطبیہ" لکھتا ہے :

"در خدمت حضرت بندگی قطب العالم عظم اللہ تعالیٰ شیخ عین الدین غازی برادر شیخ زین العابدین غازی، شیخ علی غازی لیل و نہار بسری بردو بسیار خوش الحان بود۔"

آپ نے حضرت قطب العالم رحمۃ اللہ علیہ کی توجہ ایک نظر سے قرآن مجید حفظ کیا تھا۔ حضرت قطب عالم رحمۃ اللہ علیہ کی وفات کے موقع پر لاہور میں آپ کے پاس موجود تھے۔ مزار اقدس اور تاریخ وفات کا پتہ نہیں چل سکا، شاید قبرستان میانی صاحب (مزنگ) میں ہو۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

شیخ شہاب الدین منج سہروردی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ

آپ کے ابتدائی حالات حاصل کرنے کی ہر ممکن کوشش کی مگر قدیم کتب تاریخ اور دوسرے ذرائع اس امر کے حاصل کرنے میں مانع ہے۔

بیعت

آپ حضرت شیخ عبدالجلیل چوہڑ بندگی رحمۃ اللہ علیہ کے خلفاء میں شامل ہیں۔

حضرت شیخ جمال الدین ابوبکر اپنی تالیف " تذکرہ قطبیہ "میں رقمطراز ہیں کہ ایک دفعہ آپ قطب عالم سے قول و قرار کے بعد منحرف ہو گئے تھے جس کی وجہ سے آپ کی اراضی جو زیر کاشت تھی بنجر ہو گئی تھی۔

مصنف " اذکار قلندری " لکھتا ہے " شیخ شہاب الدین عرف مسنج پروردۂ نظر آنجناب و بہ خرقہ خلافت ممتاز مزارش پائیں روضہ حضرت بندگی است۔" مزار حضرت چوہڑ بندگی رحمۃ اللہ علیہ کے پائں میں میکلوڈ روڈ لاہور پر واقع ہے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

شیخ ابوالفتح ثانی رحمۃ اللہ علیہ

فرزند

حضرت چوہڑ بندگی سہروردی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ

آپ سلطان سکندر لودھی کی دختر کے بطن سے پیدا ہوئے۔ آپ کی اولاد کی سکونت دو پشت تک لاہور میں رہی' پھران کے پوتے برخوردار عبدالجلیل ثانی کوٹلی پیراں چلے گئے' یہ گاؤں انہوں نے خود بسایا تھا اور لاہور سے شمال مشرق کی طرف واقع ہے۔ اس گاؤں میں سہروردی سلسلہ کے رہنماؤں میں سب سے پہلی قبر جو بنی وہ شیخ غلام علی بن شیخ فخر اللہ بن شیخ ابوالفتح ثالث رحمۃ اللہ علیہ کی تھی۔ آپ کی اولاد لاہور اور شاہدرہ کی تحصیلوں میں آباد ہے۔

بیعت

آپ نے اپنے والد گرامی حضرت چوہڑ بندگی رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت کی تھی اور

خرقہ خلافت انہی سے حاصل کیا۔ اپنے والد کی وفات پر لاہور میں مسند نشین ہوئے اور لوگوں کو آپ سے فیضان جاری رہا۔ پیر فرح بخش "اذکار قلندری" میں لکھتے ہیں :

"سبحان اللہ شخصی کہ در عہد شباب و عالم صاحبزادگی کہ نواسہ بادشاہ وقت بود ایں قدر مجاہد بود علو مرتبہ اش را تا کجا تواں نوشت مرید پدر خویش حضرت بندگی العالم شیخ چوہڑ قدس سرہ است تعظیم طریق طریقت و علم معرفت از جناب حاصل نمود بہ خرقہ فقر و خلافت ظاہری و باطنی مشرف گشتہ۔"

اولاد

حضرت شیخ عبدالجلیل ثانی رحمۃ اللہ علیہ آپ کے فرزند تھے' انہوں نے بھی آپ سے ہی فیض حاصل فرمایا اور خلق خدا کو لاہور میں فیض و برکت سے نوازتے رہے۔ حضرت ثانی صاحب چالیس سال تک مسند نشین رہے۔ حضرت شیخ برخوردار شیخ عبدالجلیل ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے بیٹے اور سجادہ نشین تھے۔

لاہور سے سولہ کوس شمال مشرق کی جانب قصبہ کوٹلی پیراں شیخ برخوردار نے ہی بسایا تھا ان کے فرزند شیخ ابوالفتح ثالث رحمۃ اللہ علیہ تھے اور ان کے فرزند شیخ فخراللہ "تاریخ جلیلہ" کے صفحہ ۲۲۳ کے مطابق یہ تمام حضرات درگاہ قطب العالم رحمۃ اللہ علیہ واقعہ لاہور میں مدفون ہوتے رہے۔ شیخ فخراللہ نے ۱۶۹۳ء میں وفات پائی۔

آپ کا مزار اقدس حضرت چوہڑ بندگی قطب العالم سہروردی رحمۃ اللہ علیہ کے دائیں طرف واقع ہے "اذکار قلندری" میں لکھا ہے "مزار حضرت شیخ المشائخ حضرت شیخ ابوالفتح علیہ الرحمتہ پہلوئے راست حضرت بندگی قطب العالم است۔"

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

سید عثمان سہروردی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ

المعروف

شاہ جھولا رحمۃ اللہ علیہ

آپ کے والد کا اسم گرامی سید محمود بخاری رحمۃ اللہ علیہ تھا' اوچ سے لاہور تشریف لائے تھے' سلسلہ سہروردیہ میں اپنے والد گرامی سے خرقہ خلافت حاصل کیا۔ شہنشاہ دہلی کی طرف سے آپ کو پٹیالہ کا علاقہ جاگیر میں ملا تھا۔

شجرہ نسب آنجناب کا حضرت مخدوم جہانیاں جہاں گشت رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ ملتا ہے۔ سید عثمان بن سید محمود اوچی بن سید بہاء الدین بن سید حامد بخاری بن سید محمد شاہ بن سید رکن الدین المخاطب بہ ابوالفتح بخاری اوچی بن سید حامد الملقب نوبہار بن سیدنا ناصرالدین بن سید جلال الدین مخدوم جہانیاں جہاں گشت رحمۃ اللہ علیہ۔

مفتی غلام سرور لاہور لکھتے ہیں : "سید عثمان المشہور شاہ جھولا بخاری لاہوری علیہ الرحمت اللہ الباری پیرے روشن ضمیر صاحب و شوق و ذوق و جذب و استغراق بود و از مقام اوچ مقدس در لاہور تشریف آوردہ مقام فرمود و خلقے کثیر بارادت خود سرفراز ساخت و قبوے عظیم یافت۔"

آپ صاحب کشف و کرامت بزرگ تھے۔ لاہور میں آنے پر بے شمار لوگ آپ کے مرید بنے' عوام و خواص آپ کی بے پناہ عزت کرتے تھے' روشن ضمیر مرشد تھے اس لیئے لوگ جوق در جوق آپ کی خدمت عالیہ میں حاضر ہوا کرتے تھے اور فیوض و برکات سے اپنا دامن بھرتے تھے۔ چونکہ آپ کو رعشہ کی بیماری تھی اور جھولا پنجابی میں ہلنے یا رعشہ کو کہتے ہیں اس واسطے آپ کو شاہ جھولا

کے خطاب سے پکارا گیا۔ مفتی غلام سرور لاہوری لکھتے ہیں :

"کہ چوں آنجناب بہ سواری شتر از اوچ رائے لاہور شد شتر را تیزی راند و بازوی مبارک حرکت می کرد و در آں حال بہ بازوئے خود مخاطب شد و فرمود کہ ایں چنیں حرکت چہ است شاید کہ تیرا جھولا یعنی رعشہ شدہ است پس ازاں روز بربازوی وے رعشہ پیدا شد کہ تادم آخیر باقی بود۔"

اولاد

آپ کے صاحبزادے کا نام سید شاہ محمد رحمۃ اللہ علیہ تھا جو بہت بڑے ولی اللہ گزارے ہیں۔

وفات

۱۵۰۶ء بمطابق ۹۱۲ھ میں بمقام لاہور بعہد سکندر لودھی ہوئی اور مزار شاہی قلعہ لاہور اندرون تہہ خانہ بنا۔ آپ حضرت عبدالجلیل چوہڑ بندگی سہروردی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ سے دو سال بعد فوت ہوئے جس سے صاف ظاہر ہے کہ آنجناب حضرت چوہڑ بندگی رحمۃ اللہ علیہ کے ہمعصر تھے۔ اس جگہ کو "پنج پیر" بھی کہتے ہیں۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

شیخ موسیٰ آہنگر سہروردی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ

آپ کی ولادت ۱۴۳۷ء بمطابق ۸۴۱ھ میں ہوئی' والد کا اسم گرامی سلطان عرب تھا اور والدہ کا بی بی عائشہ تھا۔ آپ کا شجرہ نسب حضرت امام محمد تقی اور پھر حضرت علی کرم اللہ وجہہ پر ختم ہوتا ہے۔ آپ کی بیوی کا نام بی بی ملکی تھا جو شیخ زکریا رحمۃ اللہ علیہ کی دختر نیک اختر تھی۔

خلافت

حضرت شاہ عبدالجلیل چوہڑ بندگی رحمۃ اللہ علیہ سے خلافت پائی تو مرشد نے اپنے پاس ہی دو بیگھہ زمین دے دی۔ پہلے شیخ شہراللہ بن یوسف سجادہ نشین روضہ انور حضرت بہاء الدین زکریا ملتانی رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت تھے ان کی وفات کے بعد لاہور آئے اور پیر و مرشد کی خدمت میں رہنے لگے اور بالآخر یہاں کے ہی ہو رہے۔ لاہور آنے سے قبل آپ تقریباً دس برس تک حرمین الشریفین میں مقیم رہے اس عرصہ میں آپ نے وہاں تفسیر و حدیث کا بھی درس دیا اور اسلام کی تبلیغ و اشاعت کے لیئے ہندوستان کا رخ کیا۔ ٹھٹھہ، ملتان، گجرات (کاٹھیاواڑ) وغیرہ ہوتے ہوئے لاہور پہنچے۔

لاہور میں آمد

جب آپ لاہور میں تشریف لائے تو شہر کے مرد اور عورتیں جوق در جوق آپ کی خدمت میں حاضر ہونے لگے اور آپ ہر ایک کی حاجت روائی کرنے لگے۔ پھر علماء اور فضلا بھی حاضر خدمت ہوئے، آپ سے سوالات کیئے جن کے جوابات آپ نے قرآن و حدیث کی روشنی میں دیئے جس کا آپ کی شہرت میں نمایاں اثر پڑا۔ لاہور اور مضافات لاہور سے لوگ حاضر خدمت ہو کر ارادت مندی اور عقیدت مندی کا اظہار کرنے لگے۔

"مناقب موسوی" میں لاہور سے متعلقہ آپ کی بیشمار کرامات تحریر ہیں۔ مشہور روایت ہے کہ انگریزوں کے عہد میں جب میکلوڈ روڈ بنی شروع ہوئی تو ریلوے اسٹیشن تک سیدھا راستہ نکالنے کے لیئے یہ مقبرہ بھی منہدم ہونے والی عمارات میں شامل تھا مگر بعد میں ان حکام کی تعمیل نہ ہو سکی بلکہ غربی دیوار جو گرائی گئی تھی از سرنو تعمیر کرا دی گئی۔

خلفاء

میر ہاشم بخاری رحمۃ اللہ علیہ حاجی شیخ رحمۃ اللہ علیہ ' مخدوم علم الدین رحمۃ اللہ علیہ ' شیخ موہری رحمۃ اللہ علیہ ' حاجی اسحاق سندھی اور حافظ رزق اللہ بنیانی وغیرہ۔

اولاد

آپ کے چار فرزند تھے (۱) شیخ یعقوب رحمۃ اللہ علیہ (۲) شیخ اسحاق رحمۃ اللہ علیہ (۳) شیخ اسماعیل رحمۃ اللہ علیہ (۴) شیخ احمد رحمۃ اللہ علیہ ۔

۱۔ شیخ یعقوب رحمۃ اللہ علیہ = کابل میں تھے کہ وہاں انتقال کر گئے اور ایک گاؤں " دیہہ یعقوب " میں دفن کیا گیا۔

۲۔ شیخ اسحاق رحمۃ اللہ علیہ = والد بزگوار سے جبہ و پیرہن اور سند خلافت حاصل کی۔

۳۔ شیخ اسماعیل رحمۃ اللہ علیہ = نہایت نامور بزرگ ہوئے ہیں۔

۴۔ شیخ احمد رحمۃ اللہ علیہ کو آپ کے والد نے خادم علم الدین کھوکھر کے ساتھ کابل روانہ کیا کہ وہاں جا کر میر ہاشم کی وساطت سے بادشاہ سے ملیں اور ان کو ہندوستان کی بادشاہت کی خوشخبری دیں چنانچہ یہ کابل پہنچے اور ہمایوں کو ساتھ لے کر واپس لاہور آئے۔

بیشمار کرامات آپ کی بیان کی جاتی ہیں۔ " تذکرہ قطبیہ " میں لکھا ہے کہ جب آپ ملتان سے لاہور تشریف لائے اور یہاں آہنگری کا کام شروع کیا تو ایک ہندو عورت تکلا درست کرانے آئی آپ اس کی طرف گھور گھور کر دیکھنے لگے جس سے وہ عورت محجوب ہوئی اور کہنے لگی کہ یا حضرت میری طرف کیوں آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر تک رہے ہو' شیخ صاحب نے وہ تکلا جو آگ سے سرخ ہوا تھا بھٹی سے نکال کر اپنی دونوں آنکھوں میں پھیر لیا اور کہا کہ اگر میں نے بدنیتی سے دیکھا

ہے تو میری آنکھیں جل جائیں مگر ایسا کرنے پر بھی آنکھیں بالکل درست رہیں جو کہ آپ کی نیک نیتی پر دلالت تھی چنانچہ وہ ہندو عورت آپ کے قدموں پر گری اور مسلمان ہوئی اور جب مری تو یہاں ہی مدفون ہوئی۔ اس کی قبر بھی اب اسی احاطہ کی شمالی دیوار کے پاس ہے۔

تعمیر روضہ

آپ کا روضہ لاہور کی قدیم اور اعلیٰ ترین عمارات میں شامل ہوتا ہے۔ سبز رنگ ہے' اندرونی دیواروں پر قرآنی آیات ابھرے حروف میں موجود ہیں' کہا جاتا ہے کہ آنجناب کا روضہ میر ہاشم نے بنوایا تھا جو ہمایوں بادشاہ اور اکبر بادشاہ کا وزیر تھا اور اسے حضرت موسیٰ آہنگر سے عقیدت تھی۔ گنبد پر کانسی کا کام سبز رنگ میں کیا ہوا ہے' اردگرد چار دیواری ہے گنبد بہترین ساخت کا بنا ہے اور زمانہ قدیم کی کاریگری کا نمونہ پیش کرتا ہے۔

وفات

مصنف خزینۃ الاصفیا نے آپ کی وفات ۱۵۱۹ء ۹۲۵ھ بعہد ابراہیم لودھی تحریر کی ہے اور یہاں ہی ایک عالیشان مقبرہ تعمیر ہوا یہ مقبرہ میکلوڈ روڈ پر قلعہ گوجر سنگھ کی آبادی کے بالمقابل بطرف گوالمنڈی میں ہے جہاں آپ کا مزار ہے وہاں ہی کسی زمانہ میں آپ کی آہنگری کی دکان تھی۔ آج کل یہ مقبرہ مسجد کے ساتھ چراغ سٹریٹ میں واقع ہے۔ مفتی صاحب نے تاریخ وفات لکھی ہے ۔

چو نور طور عرفان شیخ موسیٰ
شد از دنیا بہ خلد جاودانی

بہ سرور شد عیاں تاریخ سالش

بہ سرور شد عیاں تاریخ سالش
زسلطان زمن موسیٰ ثانی

سن وفات کے متعلق مختلف روایات ہیں' مصنف "مناقب موسوی" کا کہنا ہے کہ یہ مقبرہ آپ کی حیات میں ہی تعمیر ہوا تھا۔ ہمایوں بادشاہ کے ایک وزیر محمد ہاشم بخاری نے ۱۵۵۴ء بمطابق ۸۴۳ھ میں تحریر کی ہے ۱۹۴۹ء میں حکومت نے مقبرہ کو قومی یادگار قرار دیا ہے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

شیخ اسحاق سہروردی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ

آپ شیخ المشائخ حضرت موسیٰ آہن گر رحمۃ اللہ علیہ کے فرزند ارجمند تھے اور بیعت بھی آپ سے ہی فرمائی تھی۔ شیخ سے آپ کو جبہ اور پیراہن مسند خلافت کے ساتھ عطا ہوا تھا۔ مجاہدات اور ریاضات آپ نے بہت کیئے رشد و ہدایت اور تلقین و اوراد کے ذریعے آپ نے خلق کی بہت خدمت کی۔

وفات

آپ کی وفات پر خلافت شیخ عبدالعلی کو' پھر شاہ جمال کو' پھر شاہ جیون کو' پھر شاہ جمال اللہ مولف کتاب "مناقب موسوی" کو ملی تھی۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

شیخ میر ہاشم سہروردی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ

آپ ہمایوں بادشاہ کے وزیر تھے اور آپ کو حضرت موسیٰ آہنگر رحمۃ اللہ علیہ سے بے پناہ عقیدت تھی۔ شیخ موصوف کی خدمت میں اکثر و بیشتر حاضر ہوا کرتے تھے۔ ابتداء میں آپ گھوڑوں کی تجارت کرتے تھے' جب ہمایوں ایران سے کابل پہنچا تو میر ہاشم بادشاہ کی خدمت میں حاضر ہوئے بادشاہ نے اس کو کتاب خانہ کی خدمت سپرد کر دی جس سے وہ ترقی کر کے اس کے وزیر بن گئے۔ ہمایوں کی وفات کے بعد اس کے بیٹے جلال الدین اکبر نے بھی آپ کو وزارت کے عہدے پر بحال رکھا۔

حضرت موسیٰ آہنگر رحمۃ اللہ علیہ کا آپ نے ہی روضہ تعمیر کروایا تھا۔ آپ ہمایوں اور اکبر کے عہد میں درباری اور منصب دار تھے۔ آپ کو آنجناب سے بے پناہ عقیدت تھی۔ جب بادشاہ اکبر نے اس ارادہ کا اظہار کیا کہ آپ کا مقبرہ شاہی خرچ سے تعمیر ہو تو سید ہاشم نے یہ خدمت اپنے ذمہ لے لی اور تین سال کے عرصہ میں روضہ اقدس کی تکمیل کرا لی۔ مزار اقدس اندرون چار دیواری روضہ اقدس شیخ موسیٰ آہنگر رحمۃ اللہ علیہ موجود ہے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

مفتی شیخ کمال الدین سہروردی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ

آپ کے والد ماجد کا اسم گرامی مفتی شیخ محمد المعروف میاں وڈا تھا' ان کی وفات کے بعد آپ عہدہ افتا پر متمکن ہوئے۔ شیخ مرحوم کی نگرانی میں آپ نے اپنی تعلیم مکمل کی تھی اور انہیں سے سلسلہ سہروردیہ میں خلافت حاصل کی تھی۔

لاہور کے ممتاز علما میں شامل ہوئے تھے' سلطان سکندر لودھی آپ کی بے حد عزت کرتا تھا۔ حضرت شیخ عبدالجلیل چوہڑ بندگی رحمۃ اللہ علیہ حضرت شیخ کاکو چشتی رحمۃ اللہ علیہ حضرت موسیٰ آہن گر رحمۃ اللہ علیہ آپ کے معاصر اولیاء اللہ لاہور میں سے تھے۔

مسجد مفتیاں

لاہور میں آپ نے ایک عظیم الشان مسجد بنام "مسجد مفتیاں" تعمیر کرائی جو آج تک موجود ہے اور لاہور کی قدیم ترین مساجد میں شمار ہوتی ہے' نیز مسجد کے ساتھ لائبریری اور مدرسہ بھی قائم کیا۔ مزید بر آں طلباء کی اقامت کے لیئے بہت سے حجرے تعمیر کروائے' چھ پشتوں تک مفتی کمال الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد نے اس مدرسہ میں دینی علوم کی شمع جلائے رکھی۔ سکھوں کے زمانہ میں اس مدرسہ کی حالت نہایت ابتر ہو گئی' محلہ اجاڑ دیا گیا' حجرے مسمار کر دیئے گئے' لوگ شہتیر اور لکڑیاں وغیرہ اٹھا کر لے گئے' ستم یہ ہوا کہ کنور نونہال سنگھ کے داروغہ اصطبل دلاور خان رامپوری نے مسجد کے صحن کی زمین پر زبردستی قبضہ کر کے اپنی حویلی تعمیر کرالی' وارثان مسجد مفتی غلام رسول اور مفتی غلام محمد نے مہاراجہ کھڑک سنگھ سے اپیل کی جس نے ان کو کرایہ نامہ زمین کا بنام امام مسجد لکھوا دیا جس سے مسجد چھوٹی ہو گئی۔ ایک دفعہ یہ مسجد پھر گر گئی تو نواب عبدالمجید خان رئیس اعظم و آنریری مجسٹریٹ لاہور نے اس کی مرمت کروا دی تھی۔ مورخ لاہور حضرت

مولانا مفتی غلام سرور لاہوری اس مسجد کے قریب رہائش رکھتے تھے اور ان کا پرانا مکان اب تک موجود ہے۔

وفات

آپ نے ۱۵۲۱ء بمطابق ۹۲۸ھ بعہد سلطان ابراہیم لودھی لاہور میں وفات پائی اور یہیں مدفون ہوئے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

میاں فرید سہروردی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ

آپ حضرت میراں محمد شاہ بخاری کے مرید تھے۔ ایک دفعہ اکبر بادشاہ جب شاہی قلعہ لاہور میں قیام پذیر تھا تو وہاں کچھ امرا نے بادشاہ سے شکایت کی کہ آپ نے حضرت میراں محمد شاہ کو بہت زیادہ جاگیر دے دی ہے' بادشاہ نے کہا کہ وہ بہت خدا رسید بزرگ ہیں تو اس پر امراء نے عرض کی کہ اگر یہ حسبا نسبا سید ہوں گے تو آگ ان پر اثر نہ کرے گی چنانچہ تنور گرم کیا گیا جس وقت آپ کے فرزند حضرت سید شہاب الدین نے سنا تو فوراً قلعہ پہنچے اس وقت دروازے سے قلعہ کے سپاہیوں نے آپ کو گزرنے نہ دیا' اس پر آپ نے شیر کی شکل اختیار کر لی تو محافظ سپاہی وغیرہ بھاگ کھڑے ہوئے اور یہ اندرون قلعہ شاہی اپنے والد بزرگوار کے پاس پہنچ گئے اور چاہا کہ اکبر کو ایک طمانچہ رسید کریں یہ سن کر آپ اصلی شکل پر آئے اور حضرت نے اپنے مرید میاں فرید سے کہا کہ تم تنور آہنی گرم میں جا کر مشغول ذکر الٰہی ہو چنانچہ میاں فرید آگ میں کود پڑے تو ان کا بال بیکا نہ ہوا اس وقت آپ نے فرمایا کہ جب ایک سید کے غلام پر آگ اثر نہیں

کرتی تو اس کو کیونکر جلا سکتی ہے۔ اس واقعہ سے بادشاہ ' امراء اور وزرا پر بہت اثر پڑا اور وہ تائب ہو گئے۔

وفات

آپ کی وفات ۱۵۹۱ء میں ہوئی اور اپنے پیر و مرشد کے مقبرہ کے باہر مدفون ہوئے جو کہ ایڈورڈ روڈ پر واقع ہے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

سید جھولن شاہ سہروردی لاہوری بخاری رحمۃ اللہ علیہ

المعروف

گھوڑے شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ

آپ کا اسم گرامی محمد حفیظ بتایا جاتا ہے اور جھولن شاہ کے نام سے موسوم تھے۔ آپ کے والد گرامی کا نام سید شاہ محمد سید عثمان جھولہ بخاری (جن کا مزار شاہی قلعہ کے اندر ہے) تھے۔ اصل نام سید بہاء الدین رحمۃ اللہ علیہ تھا۔ پانچ برس کی عمر میں ہی آپ کو گھوڑے کی سواری کا بہت شوق تھا اور یہ شوق عشق کی صورت اختیار کر گیا تو جو کوئی بھی آپ کے پاس مٹی کا بنا ہوا گھوڑ لے کر آتا تو اس کے حق میں دعا کرتے جو مقبول ہوتی اس سے آپ کے مستجاب الدعوات ہونے کی شہرت ہو گئی اور خلقت خدا کا ہجوم ہونے لگا' جب سید شاہ محمد رحمۃ اللہ علیہ آپ کے والد کو پتہ چلا تو بہت خفا ہوئے اور فرمایا کہ یہ لڑکا اسرار الٰہی کو راز میں نہیں رکھ سکتا اور نہ ہی اس قابل ہے۔ آپ نے یہ کلمات فرمائے ہی تھے کہ آپ کا وصال ہو

گیا۔ لکھا ہے کہ اس وقت آپ کی عمر مبارک پانچ سال کی تھی۔

سید عماد الملک آپ کے بھائی تھے۔ بقول مصنف "تاریخ لاہور" مادر زاد ولی بھی تھے۔ آپ کے مزار کے پاس ہی آپ کے مرشد حضرت جان محمد صاحب لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کی بھی قبر موجود ہے۔

مسجد گھوڑے شاہ

مسجد مذکور آپ کے مزار کے بالکل سامنے برلب سڑک گھوڑے شاہ روڈ پر واقع ہے۔ مسجد قدیم اور وسیع و عریض ہے۔ اس کے تین گنبد ہیں' ساتھ ہی کمرہ جات بھی ہیں' مسجد کے ساتھ ہی چاہ میراں کی جانب مقبرہ محمود شاہ نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ بھی واقع ہے۔

وفات اور ملحقہ قبرستان

آپ کا مزار ایک اونچے چبوترے پر واقع ہے' یہ چبوترہ گھوڑے شاہ روڈ پر جو ریلوے سٹیشن لاہور سے نکل کر سیدھی بھوگیوال پہنچتی ہے باغ راجہ دینا ناتھ سے اس طرف اس سڑک کے مقام اتصال پر واقع ہے جو گھوڑے شاہ روڈ سے چاہ میراں کی طرف نکلتی ہے۔ مزار اقدس برلب سڑک واقع ہے' ساتھ ہی ایک کمرہ ہے' اس چبوترہ پر تین قبور ہیں جن میں سے ایک آپ کی اور دوسری دو آپ کے اقربا کی ہیں۔ مزار کے اوپر ایک قدیم پیپل کا درخت موجود ہے۔ نیچے ایک دوسرے احاطہ میں بھی آپ کے اہل خاندان کی قبور ہیں۔

وفات

آپ کی وفات ۱۵۹۴ء میں بعہد جلال الدین اکبر بادشاہ لاہور میں ہوئی اور علاقہ تیزاب احاطہ میں مدفون ہوئے جہاں آپ کے مزار کے ساتھ ایک وسیع

قبرستان بھی ہے۔ آپ کے مزار کے پاس حاجت مند لوگوں نے ہزار گھوڑے مٹی کے جمع کر رکھے ہیں جو کہ چڑھاوے کے طور پر وہاں نذر کیئے گئے تھے' یہ جو کہا جاتا ہے کہ آپ کو مزار لاہور کی ایک طوائف سودان نے عقیدت کے پیش نظر بنوایا تھا نیز مسجد بنوائی تھی یہ غلط ہے۔ ہاں اس علاقہ کو کبھی چوہٹہ سودان کہا جاتا تھا۔

آپ کے مزار اقدس کے پاس ایک بہت بڑا قبرستان ہے جس کو "قبرستان گھوڑے شاہ" کہا جاتا ہے۔ اس قبرستان میں حضرت مولانا مطیع الحق پیامی نقشبندی کی بھی قبر ہے نیز سید شہباز بن عبدالملک المتوفی ۱۰۴۱ھ بمطابق ۱۶۳۱ء اور گوہر شاہ بن عارف رحمتہ اللہ علیہ شاہ بن عماد الملک المتوفی ۱۰۵۰ھ بمطابق ۱۶۴۰ء کی بھی قبور ہیں۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

سید شاہ محمد سہروردی لاہوری رحمتہ اللہ علیہ

آپ کے والد حضرت عثمان رحمتہ اللہ علیہ کا مقبرہ تہہ خانہ شاہی قلعہ لاہور میں ہے اور فرزند حضرت گھوڑے شاہ سہروردی رحمتہ اللہ علیہ کا علاقہ تیزاب احاطہ میں واقع ہے۔ آپ اپنے والد بزرگوار کی وفات کے بعد لاہور تشریف لائے تھے۔ سلسلہ نسب مخدوم جہانیاں جہاں گشت رحمتہ اللہ علیہ حضرت سید جلال الدین بخاری رحمتہ اللہ علیہ تک جاتا ہے۔ آپ بہ اجتماع کثیر چک سروا علاقہ کلانور میں آئے اور وہاں آپ نے بہت سے لوگ مسلمان کیئے۔ والد ماجد کی لاہور میں وفات پر آپ نے ان کی مسند رشد و ہدایت کو زینت بخشی اور لاہور کے اردگرد کے تمام دیہات اور دور دراز کے

مقامات پر بھی وعظ و ارشاد کی غرض سے جایا کرتے تھے۔ ہزارہا لوگ آپ کے وعظ و نصیحت سے راہ حق پر آئے۔

آپ کی زندگی بڑے جذب و سکر کی تھی اور اکثر عبادت و ریاضت میں معروف رہتے' سیر و سیاحت کافی کی اور تبلیغ اسلام کے لیئے لاہور اور مضافات لاہور تشریف لے جایا کرتے تھے۔ علاقہ کلانور (بھارت ضلع گورداسپور) بھی اسی مقصد کے لیئے گئے تھے۔ جب سردار دیمہ نے آپ کی کرامات دیکھیں تو وہ معہ اپنے اہل و عیال و قوم کے مسلمان ہو گیا۔

اولاد آپ کے پانچ صاحبزادے تھے (۱) سید عمادی الملک (۲) سید بہاء الدین جھولن شاہ الملقب گھوڑے شاہ (۳) شاہ عالم (۴) بہاون شاہ (۵) شاہ نورنگ

وفات

آپ کی وفات ۱۶۰۲ء بمطابق ۱۰۱۱ھ میں بعہد شہنشاہ جلال الدین اکبر ہوئی۔ مزار پرانوار موضع ہلکہ ضلع لاہور میں واقع ہے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

سید میراں محمد شاہ رحمۃ اللہ علیہ

المعروف

موج دریا بخاری سہروردی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ

آپ کا اصل نام میراں محمد شاہ تھا' عرف عام میں حضرت موج دریا بخاری رحمۃ اللہ علیہ کہا جاتا ہے۔ بخاری سادات میں سے تھے۔ ۹۴۰ھ بمطابق ۱۵۳۳ء میں اوچ شریف میں پیدا ہوئے۔

نام ونسب

میراں محمد شاہ بن سید صفی الدین بن سید نظام الدین بن سید علم الدین ثانی بن سید جلال الدین بن سید علم الدین اول سید ناصر الدین بن سید جلال الدین مخدوم جہانیاں جہاں گشت بن سید احمد کبیر بن سید شیر شاہ جلال الدین الاعظم امیر سرخ بخاری رحمتہ اللہ علیہم۔

لاہور میں آمد

"تذکرۃ الاولیاء" کرام میں لکھا ہے کہ جب شہنشاہ اکبر سے قلعہ چتوڑ فتح نہ ہو سکا تو اس نے درباریوں کے کہنے پر آپ سے دعا کے لیئے استدعا کی' چنانچہ آپ کی دعا سے قلعہ فتح ہو گیا تو بادشاہ نے آپ سے لاہور میں اقامت گزین ہونے کی درخواست کی جو آپ نے منظور فرمائی اور یہاں چلے آئے۔ بقول مصنف "تحقیقات چشتی" بادشاہ نے آپ کے نام نو لاکھ روپیہ کی جاگیر علاقہ بٹالہ میں وقف کر دی۔ رائے بہادر کنہیالال مصنف "تاریخ لاہور" نے لکھا ہے کہ بادشاہ

نے بہ کمال ارادت دو لاکھ روپے کی جاگیر درویشان خانقاہ کے خرچ کے لیئے دی تھی۔ سید محمد لطیف نے لکھا ہے جائیداد ایک لاکھ روپے کی ہے' کہا جاتا ہے کہ وہ فرمان جس کی رو سے یہ جاگیر حضرت سید میراں محمد شاہ رحمۃ اللہ علیہ کی نذر ہوئی تھی ابھی تک اس خاندان کے پاس محفوظ ہے۔ اس پر شہنشاہ اکبر کی مہر اور اس کے دستخط موجود ہیں۔

جب آپ لاہور تشریف لائے تو آپ نے علوم ظاہری و باطنی کی ترویج کے لیئے ہر ممکن کوشش کی۔ فیضان حق کو حاصل کرنے کے لیئے دور دراز سے لوگ لاہور میں آپ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوتے تو اپنے دامن کو ان نعمتوں سے مالامال کرتے۔ آپ نے یہاں درس و تدریس کا خاص انتظام فرمایا' فقرا اور خادماؤں کے لیئے مکانات بنوائے' لنگر خانہ قائم کیا' لاہور کے لنگرخانہ کے علاوہ آنجناب نے دو اور لنگرخانے بٹالہ اور خان فتا میں قائم کیئے۔

سکھی عہد

مہاراجہ رنجیت سنگھ کے عہد میں اس خانقاہ کے لیئے چالیس روپے ماہانہ برائے اخراجات منظور تھا۔

اولاد : (۱) سید صفی الدین (۲) سید شہاب الدین (۳) سید بہار الدین۔

خلفاء : سید عبدالرزاق مکی (نیلا گنبد)

وفات

مزار اقدس ایڈورڈ روڈ پر ایک بہت بڑے گنبد میں کسٹم ہاؤس کے پاس ہی واقع ہے جو شہنشاہ اکبر نے آپ کی وفات سے قبل ہی تعمیر کروایا دیا تھا۔ قبہ میں گیارہ قبریں ہیں' نزدیک ایک مسجد بھی ہے۔۔ وفات ۱۰۱۳ھ بمطابق ۱۶۰۴ء میں

بمقام خان فتا بعد شہنشاہ اکبر ہوئی اور لاش لاہور لا کر دفن کی گئی۔ اس وقت آپ کی عمر ۱۰۲ سال کی تھی۔ خان فتا میں جہاں آپ نے وفات پائی تھی وہاں بھی آپ کی ایک قبر بنائی گئی ہے۔ سید صفی الدین اور سید بہارالدین فرزندان کی قبریں بھی یہاں ہی ہیں۔

محکمہ اوقاف

محکمہ اوقاف نے اس روضہ کے موجودہ سجادہ نشین کو برطرف کر کے اس خانقاہ کو اپنی تحویل میں لے لیا ہے۔ ان کا اندازہ ہے کہ یہ جائیداد سوا لاکھ روپے کی ہے۔ محکمہ اوقاف اس روضہ کی عظمت اور شوکت کو قائم رکھنے کی ہر ممکن کوشش کر رہا ہے۔ مقبرہ کی دیواریں جو کپور تھلہ ہاؤس کی جانب تھیں سابقہ متولیاں کے عہد سے گر چکی تھیں محکمہ اوقاف نے ان کو بھی دوبارہ تعمیر کروایا ہے بلکہ ایک مجلس امور مذہبیہ بھی قائم کر دی ہے جو مینجر وقف املاک لاہور کی ہر معاملہ میں معاونت کرتی ہے۔

مقبرہ کے باہر کے دروازہ پر تحریر ہے "روضہ مقدسہ زبدۃ الواصلین، قدوۃ العارفین مقبول بارگاہ ایزدی میراں سید محمد شاہ موج دریا بخاری نوراللہ مرقدہ در عہد اکبر شاہ تعمیر یافت۔" شہنشاہ اکبر نے یہ مقبرہ ۱۵۹۱ء مطابق ۱۰۰۰ھ میں تعمیر کروایا تھا۔

سید رحمت شاہ بخاری نے ۱۸۳۷ء بمطابق ۱۲۵۳ھ میں اس کی از سر نو مرمت کروائی تھی موجودہ مقبرہ کے باہر تھانہ نئی انارکلی تک سو سال قبل قبرستان سادات گیلانی تھا اگر محکمہ اوقاف کوشش کرے تو ان املاک سے پانچ ہزار روپیہ ماہوار تک کرایہ وصول ہو سکتا ہے۔ ۱۹۱۲ء میں اس روضہ کے گنبد میں جو بڑی تاریخی اہمیت کا حامل ہے دراڑیں پڑ گئی تھیں اور گنبد پھٹ گیا تھا جس کی مرمت

کروا دی گئی نیز روضہ اقدس پر لوہے کا دروازہ لگا دیا گیا ہے۔ مسجد روضہ میں توسیع کر دی گئی ہے محکمہ آثار قدیمہ کا فرض ہے کہ اس قدیم تاریخی روضہ کی نگہداشت کا انتظام اپنے ہاتھ میں لے تاکہ اکبری عہد کے یہ یادگار ہمیشہ کے لیئے محفوظ ہو جائے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

سید سلطان جلال الدین حیدر سہروردی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ

آپ حضرت میراں محمد شاہ المشہور سید موج دریا بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے حقیقی بھائی تھے' والد ماجد کا نام سید صفی الدین بخاری رحمۃ اللہ علیہ تھا۔ علوم ظاہری و باطنی میں یدطولیٰ رکھتے تھے۔ جب حضرت میراں محمد شاہ بخاری شہنشاہ اکبر کے حکم سے لاہور تشریف لائے تھے اور ان کو جاگیر عطا ہوئی تو اس کے بعد آپ بھی لاہور تشریف لائے' آپ نے کوئی شاہی جاگیر قبول نہیں کی' آپ کے والد گرامی سید صفی الدین بخاری رحمۃ اللہ علیہ اوچ شریف کے سجادہ نشین تھے۔

عشق و محبت اور ترک و تجرید میں لاثانی تھے۔ آپ کو دولت دنیا سے قطعی نفرت تھی۔ اگرچہ آپ کے بھائی کو شہنشاہ وقت نے کافی جاگیر دے رکھی تھی مگر آپ دنیاوی آسائش سے قطعی طور پر متنفر تھے۔ تمام عمر عبادت الٰہی میں گزاری' زہد و اطاعت کی وجہ سے معروف تھے تارک الدنیا تھے اور اہل دنیا سے کسی قسم کا سروکار نہیں رکھتے تھے۔

آپ کے متعلق لکھا ہے "سید سلطان جلال الدین حیدر رحمۃ اللہ علیہ بن سید صفی الدین بخاری قدس سرہ برادر حقیقی میراں شاہ موج دریا بخاری رحمۃ اللہ علیہ است جامع

علوم ظاہری باطنی و کمالات صورت و معنوی عابد و زاہد تارک الدنیا بود با دنیا و اہل دنیا کارے نداشت و در تجرید و تفرید یگانہ روزگار۔"

وفات

آپ کی وفات ۱۹۰۷ء بمطابق ۱۰۴۹ھ بعد نور الدین جہانگیر لاہور میں ہوئی۔ آپ کو حضرت بی بیاں پاک دامناں واقع محمد نگر میں دفن کیا گیا جہاں آپ کا مزار پرانوار ایک گنبد کے نیچے واقع ہے۔ اندرون احاطہ بی بی حاج و بی بی تاج قبر واقع ہے۔ عوام آپ کے مزار کو ان بیبیوں کے استاد کی حیثیت سے جانتے ہیں۔ آپ کی اولاد بھوگی وال نزد باغبانپورہ میں موجود ہے۔ ایک قبر آپ کے فرزند سید علم الدین رحمۃ اللہ علیہ اور دوسری آپ کے نبیرہ زین العابدین رحمۃ اللہ علیہ کی بھی ہے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

شیخ حسن کنجد گر رحمۃ اللہ علیہ

المعروف

حسو تیلی سہروردی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ

شجرہ بیعت آپ کا اس طرح ہے کہ آپ حضرت شاہ جمال رحمۃ اللہ علیہ کے مرید ہوئے' وہ مخدوم لکوا بیگ رحمۃ اللہ علیہ کے' وہ شاہ شرف رحمۃ اللہ علیہ کے' وہ معروف شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے' وہ حضرت جعفر دین کے' وہ معروف حضرت شاہ ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے' وہ فیہ دین رحمۃ اللہ علیہ کے اور وہ حضرت شیخ الشیوخ شہاب الدین عمر سہروردی رحمۃ اللہ علیہ کے تھے۔

ابتدا میں آپ غلہ فروشی کا کام کرتے تھے اور نہایت تنگ دست رہا کرتے

تھے' جب آپ نے حضرت شاہ جمال لاہوری سہروردی رحمۃ اللہ علیہ کی بزرگی کا چرچا سنا تو ان کی خدمت میں حاضر ہوئے اور تنگ دستی کا رونا رویا۔ آپ نے فرمایا کہ جاؤ رزق میں کشائش ہو جائے گی مگر کم نہ تولا کرو۔ آپ نے یہ مذموم طریقہ چھوڑ دیا تو حقیقتاً رزق میں فراوانی آگئی تو دوبارہ آپ نذرانہ لے کر حاضر خدمت ہوئے تو شاہ جمال رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ تمہارے لیئے ترک دنیا بہتر ہے چنانچہ آپ نے اس پر عمل کیا اور اولیاء اللہ کے زمرہ میں پیرو مرشد کی توجہ سے شامل ہو گئے اور بقایا عمر آپ نے اپنے مرشد کی خدمت میں بسر کی۔

حضرت مادھولال حسن رحمۃ اللہ علیہ باغبانپوری سے آپ کو بے حد عقیدت تھی۔ وہ جب بھی حضرت داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے مزار کی طرف جاتے تو آپ کی دکان سے ہو کر جاتے تھے۔ مصنف "تحقیقات چشتی" نے "سرالعارفین" کے حوالہ سے تحریر کیا ہے کہ آپ حضرت لال حسین قادری رحمۃ اللہ علیہ کے ہمعصر تھے۔ آپ فرمایا کرتے تھے کہ جو شخص ہماری ارادت مندی میں آئے اس پر لازم ہے کہ وہ حضرت لال حسین رحمۃ اللہ علیہ کا ادب و لحاظ مرشد کی طرح کریں۔

آپ کی دکان

مہاراجہ کھڑک سنگھ کی حویلی کے راستے سے چوک جھنڈا کو جائیں تو ان دکانوں میں سے ایک دکان ہے جس میں آپ غلہ فروشی کا کام کرتے تھے۔ دکان آج تک زیارت گاہ خلائق ہے۔ آخری عمر میں آپ نے غلہ فروشی کا کاربار بند کر کے تیل کا کاروبار شروع کر دیا تھا۔ لاہور کے تیلی لوگ آپ کو اپنا پیر سمجھتے ہیں۔ وارث شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب "ہیر وارث شاہ" میں ایک جگہ آپ کا ذکر اس طرح کیا ہے ۔

عشق پیر ہے عاشقاں ساریاں دا
بھکھ پیر ہے مستیاں ہاتھیاں دا

حسو تیلی ہے پیر جو تیلیاں دا
سلیمان ہے جن بھوتا سیاں دا

وفات شہر لاہور میں ۱۶۰۳ء بمطابق ۱۰۱۲ھ میں بعہد جلال الدین اکبر ہوئی۔ مزار "پرانے کلب گھر" سے شمال کی طرف اور موجودہ حالت میں ایبٹ روڈ پر گراؤنڈ کے ساتھ محفل سینما کے عقب میں "لیڈی جمیت سنگھ" مٹرنٹی ہسپتال اور گراؤنڈ کے درمیان ایک احاطہ میں واقع ہے۔ ان کے ساتھ ہی شیخ سعد اللہ ستر پوش (برقعہ پوش) اور میاں خاں کی بھی قبور ہیں جو آپ کے خلفاء میں سے تھے۔ تاریخ وفات مفتی غلام سرور نے اس طرح لکھی ہے۔

رفت از دہر در بہشت بریں چوں حسن شیخ متقی مخدوم
وصلش ہست "شیخ اہل اللہ" نیز "محسن اے مخدوم"

شیخ الاسلام مفتی عبدالسلام سہروردی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ

آپ کے والد ماجد مفتی محمد طاہر بن مفتی عنایت اللہ بن مفتی عبدالصمد بن مفتی شیخ کمال الدین سہروردی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ تھے جو یکے بعد دیگرے لاہور میں درس و تدریس کے فرائض انجام دیتے رہے۔ والد نے اپنی زندگی ۱۶۰۵ء ہی میں انہیں اپنا جانشین مقرر کر دیا تھا اور مسجد مفتیاں کی خطابت امامت اور تولیت وغیرہ

سب آپ کے حوالے کر دی تھی کیونکہ آپ کی علمیت اور فضیلت کی دھاک بیٹھی ہوئی تھی۔

درس گاہ مسجد مفتیاں

شہنشاہ اکبر کے عہد میں لاہور میں بہت سے دینی مدارس قائم تھے جن میں مدرسہ شیخ بہلول، مدرسہ ملا بایزید گیلانی، مدرسہ مولوی محمد سعید اعجاز وغیرہ موجود تھے مگر آپ کے مدرسہ میں طلباء فیضان و برکت کے لیئے لاتعداد آتے تھے جہاں آپ درس قرآن و حدیث اور فقہ و تفسیر کی تعلیم دیا کرتے تھے۔ شہنشاہ اکبر نے اپنے غلط مشیروں کے مشوروں سے ہندوستان میں جب مذہب اسلام کو بدنام کرنے کے لیئے سکیم چلائی گئی تھی لاہور بھی اس کے اثر سے محفوظ نہ رہ سکا مگر علمائے لاہور نے اکبر کی لادینی کی پرزور مخالفت کی اور اس کے مقابلہ میں ڈٹ گئے۔ آپ کے آباؤاجداد نے اس پر آشوب غیراسلامی دور میں جس طرح لاہور کے عوام و خواص کو بادشاہ کے نظریات سے محفوظ رکھا وہ اپنی مثال آپ ہے۔ ان حضرات نے نہایت خاموشی سے درس و تدریس کا سلسلہ جاری رکھا۔ آنجناب ۲۵ برس تک برابر شمع ہدایت کو جلاتے رہے۔ حضرت شیخ طاہر بندگی قادری مجددی رحمۃ اللہ علیہ اور علامہ عبدالحکیم سیالکوٹی قادری رحمۃ اللہ علیہ آپ کے معاصرین میں سے تھے۔

وفات

وفات آپ کی ۱۶۲۵ء مطابق ۱۰۳۵ھ بعہد شہنشاہ نورالدین محمد جہانگیر لاہور میں ہوئی اور یہیں مدفون ہوئے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

سید عماد الملک سہروردی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ

آپ کے والد کا نام حضرت سید شاہ محمد سہروردی رحمۃ اللہ علیہ تھا۔ گھوڑے شاہ رحمۃ اللہ علیہ آپ کے بھائی تھے جن کا مزار تیزاب احاطہ کے پاس برلب سڑک آباد ہے۔ آپ کا سلسلہ نسب حضرت مخدوم جہانیاں جہاں گشت حضرت جلال الدین بخاری اوچی رحمۃ اللہ علیہ تک پہنچتا ہے۔ آپ اپنے والد سید محمد شاہ رحمۃ اللہ علیہ سے سلسلہ سہروردیہ میں بیعت تھے اور لاہور کے عظیم المرتبت اولیاء میں شمار ہوتے تھے۔ خوارق و کرامات آپ کی بے شمار ہیں' مفتی غلام سرور لاہوری رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ "از مشائخ عظام و سادات ذوی الاکرام لاہور بود و بہ خوارق و کرامت مشہور۔"

نیز لکھتے ہیں کہ ایک دفعہ ایک شخص آپ کے پاس سنگ پارس کا ایک ٹکڑا لایا تاکہ آپ کے سپرد کر کے آپ کا امتحان لیا جائے' آپ نے فرمایا کہ اس کو میرے مصلے کے نیچے رکھ دو وہ رکھ کر چلا گیا اور کافی مدت کے بعد پھر آیا اور اس ٹکڑے کو طلب کیا۔ آپ نے فرمایا جہاں رکھا تھا وہاں سے ہی اٹھا لو جب اس نے مصلیٰ اٹھایا تو دیکھا کہ وہاں سنگ پارس کے کئی ٹکڑے پڑے ہیں وہ پہچان نہ سکا کہ کون سا سنگ پارس کا ٹکڑا اس کا ہے' اس سے وہ بہت پشیمان ہوا اور آپ کے حلقہ ارادت میں آگیا۔ لاہور میں سید حاکم شاہ و سید محمد شاہ آپکی اولاد سے تھے۔

آپ کے صاحبزادے سید شہباز بن عماد الملک کی وفات لاہور میں ۱۶۳۱ء مطابق ۱۰۴۱ھ میں ہوئی دوسرے فرزند کا نام سید عارف شاہ تھا جن کی وفات ۱۶۴۰ء مطابق ۱۰۵۰ھ میں ہوئی اور حضرت گھوڑے شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے قرب و جوار میں مدفون ہوئے۔ عارف شاہ کے لڑکے کا نام سید کھیرے شاہ تھا جس کی وفات ۱۰۵۰ھ مطابق ۱۷۳۷ء میں ہوئی یہ سب قبور چار دیواری کے اندر حضرت گھوڑے شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے مزار کے قرب و جوار میں ہیں۔

وفات

۱۶۲۹ء بمطابق ۱۰۳۹ھ میں بمقام لاہور ہوئی اور قبر حضرت گھوڑے شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے قبرستان میں بنی لیکن جب تیجے سنگھ ایک سکھ سردار نے تعصب کی وجہ سے آپ کا روضہ مسمار کرا دیا تو ان کے مریدوں نے آپ کی نعش یہاں سے نکال کر چند قدم آگے باغ راجہ دینا ناتھ کے پاس حضرت شاہ بلاول قادری رحمۃ اللہ علیہ کے مزار کے پاس دفن کر دی جہاں پر آپ کا مزار ایک اونچے چبوترے پر واقع ہے۔

مفتی صاحب لکھتے ہیں کہ آپ کا مزار آبادی حاجی نالہ بیرون لاہور واقع ہے۔ سید عماد الملک رحمۃ اللہ علیہ جہاں پہلے دفن تھے وہاں مسجد آج تک موجود ہے جو کہ شیخ محمود شاہ نقشبندی مجددی رحمۃ اللہ علیہ کے مقبرہ کے ساتھ ہے' یہ مسجد موراں طوائف نے نہیں بنوائی تھی۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

سید شاہ عالم سہروردی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ

آپ کے والد ماجد کا نام سید شاہ محمد سہروردی رحمۃ اللہ علیہ جو بڑے صاحب کرامت بزرگ تھے۔ دادا کا اسم گرامی سید عثمان جھولہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ تھا جو اپنے والد کی وفات کے بعد اوچ سے موضع چک سردا جو کہ مضافات کلانور میں سے تھا آگئے تھے اور یہاں کے لوگوں کو اسلام سے مشرف فرمایا تھا۔ سید محمود شاہ المعروف شاہ نورنگ جھولہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ آپ کے حقیقی بھائی تھے جن کا مزار اقدس قصبہ محمود بوٹی از مضافات لاہور میں واقع ہے۔

سید بھاون شاہ سہروردی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ

آپ حضرت شاہ سہروردی رحمۃ اللہ علیہ کے فرزند ارجمند تھے اور سلسلہ عالیہ سہروردیہ کے نامور چراغ تھے۔ اپنے والد گرامی کے نقش قدم پر چلتے رہے اور لاہور میں لوگوں کو راہ ہدایت پر لانے کے لیئے کوشاں رہے۔ علوم ظاہری و باطنی کے جامع اور صوری اور معنوی کمال کے حامل تھے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

شیخ شہاب الدین نہرا سہروردی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ

آپ حضرت موج دریا بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے فرزند تھے والدہ کا نام بی بی نور رنگ تھا۔ آپ اپنی والدہ کے پاس ہی رہے جو کہ بٹالہ میں رہائش پذیر تھی۔ ولادت ۹۶۵ھ بمطابق ۱۵۵۷ء بعہد نصیرالدین ہمایوں ہوئی چونکہ آپ کی والدہ بٹالہ ضلع گورداسپور میں رہتی تھیں اس لیئے آپ کے والد نے وہاں بھی حویلیاں تعمیر کرا دیں اور حضرت کبھی بٹالہ میں کبھی لاہور میں اقامت گزین ہونے لگے۔ آپ اور ان کی اولاد بٹالہ ہی میں رہی۔

عبادت و ریاضت بہت کرتے تھے' اپنے وقت کے قطب تھے' ساری عمر خلقت کی ہدایت میں معروف رہے۔ آپ شیخ کامل تھے' آپ کے والد گرامی نے اپنی زندگی میں ہی علاقہ بٹالہ اور نواح کی مضافات کا انتظام و انصرام آپ کے حوالہ کر دیا تھا جس وجہ سے آپ وہاں ہی رہائش رکھتے تھے۔ آپ بہت خوبصورت اور رعب دار شخصیت کے مالک تھے۔ عوام الناس پر آپ کا دبدبہ بہت زیادہ تھا یہی وجہ تھی کہ کوئی بھی آپ سے علوم ظاہری و باطنی پر سیر حاصل بحث یا گفتگو نہیں

کر سکتا تھا۔ آپ کے والد کی وفات قصبہ خان فتا میں ہوئی جو بٹالہ سے تین کوس کے فاصلہ پر ہے، وہاں ہی غسل دیا گیا جس جگہ غسل وغیرہ دیا گیا وہاں قبر بنی ہوئی ہے، بعد ازاں لاش شیخ شہاب الدین نہرا کے دوسرے سوتیلے بھائی سید صفی الدین لاہور لے آئے اور موجود جگہ پر دفن کیا گیا جو کہ ایڈورڈ روڈ بالمقابل دفتر اکاونٹنٹ جنرل مغربی پاکستان پر واقع ہے۔

آپ کی وفات بھی بٹالہ میں ہوئی تو آپ کے صاحبزادے مصطفیٰ شاہ آپ کی لاش کو لاہور لے آئے تاکہ آپ کو آپ کے والد ماجد کے مقبرہ میں دفن کیا جائے مگر آپ کو بعد ازاں بھوگیوال میں ہی دفن کر دیا گیا۔ مصنف "تحقیقات چشتی" کے وقت میں سید اصغر علی آپ کی اولاد میں سے لاہور میں مقیم تھے۔

وفات

۱۰۴۱ھ مطابق ۱۶۳۱ء میں ہوئی جو کہ شاہجہاں کا عہد تھا۔ مزار اقدس بھوگیوال نزد باغبانپورہ میں ایک قبرستان میں واقع ہے۔ آپ کا مزار پرانوار اونچے چبوترے پر واقع ہے اور آج بھی مرجع خلائق ہے۔ آپ نے اپنے متوسلین کو حکم دیا تھا کہ ان کا مزار پختہ نہ بنایا جائے چنانچہ اس پر عمل کیا گیا۔ آپ کے مزار کے پاس ہی نواب میاں خان خلف نواب سعد اللہ خان وزیر اعظم شاہجہان جن کی لاہور شہر میں میاں خان کی حویلی (پتھرانوالی حویلی) مشہور ہے کا باغ ہے جو قبرستان سے نشیب میں واقع ہے اور وہاں بارہ دری بھی موجود ہے۔

آپ کے مزار اقدس کے پاس دوسری دو قبور میں سے مشرق رویہ سید بہاؤالدین برادر خورد اور غرب رویہ مصطفیٰ شاہ صاحبزادہ کی ہیں۔ دوسری میں سجادہ نشینان سید جہانگیر اور نبی شاہ کی ہیں جنوب رویہ قبرستان میں سید جلال الدین حیدری کے خاندان کی قبور ہیں۔

سید صفی الدین سہروردی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ

آپ حضرت سید میراں محمد شاہ موج دریا بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے فرزند ارجمند تھے۔ بڑے صاحب باکمال بزرگ تھے۔ آپ سب بھائیوں سے بڑے تھے' آپ کی والدہ کا اسم گرامی حضرت بی بی کلاں بنت سید عبدالقادر ثالث بن سید عبدالوہاب بن سید محمد غوث بالا پیر گیلانی تھا جو سادات گیلانی سے تھیں۔ سید بہاؤالدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ آپ کے برادر خورد تھے۔ آپ ساری عمر لاہور ہی میں قیام پذیر رہے۔

جب آپ کے والد گرامی میراں محمد شاہ سہروردی رحمۃ اللہ علیہ کا بٹالہ کے نزدیک خان فنا قصبہ میں انتقال ہوا تھا تو آپ ہی ان کی لاش لیکر لاہور تشریف لائے تھے اور اکبر کے تعمیر کردہ مقبرہ میں دفن کیا گیا۔ آپ کو آپ کے والد نے اپنی زندگی میں ہی سجادہ نشین نامزد کر دیا تھا اور معافیاں لاہور و دیگر اضلاع کا انتظام بھی آپ کے ہی سپرد کیا جس کو آپ نے نہایت ہی احسن طریق سے نبھایا تھا۔ لاہور میں آپ کے خاندان کی رہائش ہے۔ سید حسن شاہ بن سید پیر شاہ آپ کی اولاد میں سے تھے جو ایک صدی قبل یہاں مقیم تھے۔

اولاد

آپ کے تین فرزند تھے (۱) سید عبدالرحیم (۲) سید حسن (۳) سید حسین آخرالذکر دونوں صاحبزادے لاولد فوت ہوئے اور سید عبدالرحیم کے دو صاحبزادے (۱) محمد شاہ (۲) سید فرزند علی المشہور زندہ امام تھے۔

مزار اقدس

روضہ حضرت موج دریا بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے اندر واقع ہے جو لاہور ایڈورڈ

روڈ پر واقع ہے۔ آپ کے فرزند سید عبدالرحیم کی قبر بھی یہیں ہے اور والدہ ماجدہ کی قبر آپ کے روضہ سے ذرا ہٹ کر لیک روڈ پر ایک مسجد کے عقب میں واقع ہے جہاں چند اور بھی قبور ہیں جو ایک اونچے چبوترے پر واقع ہیں۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

سید بہاء الدین سہروردی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ

آپ حضرت موج دریا بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے دوسرے فرزند اور حضرت شاہ صفی الدین رحمۃ اللہ علیہ کے چھوٹے بھائی تھے۔ بڑے متقی اور بزرگ تھے۔ آپ کی والدہ بھی بہت کامل تھیں۔ گیلانی سادات سے تعلق رکھتی تھیں اور حضرت سید عبدالقادر ثالث قادری رحمۃ اللہ علیہ کی صاحبزادی تھیں جو "بی بی وڈی" کے نام سے موسوم تھیں۔ سید عبدالقادر ثالث رحمۃ اللہ علیہ ' حضرت عبدالوہاب رحمۃ اللہ علیہ بن سید محمد غوث بالا پیر گیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادے تھے۔ آپ نجیب الطرفین تھے اور اس خطہ ملک میں آپ کے خاندان کے افراد کو انتہائی عزت کی نگاہ سے دیکھا جاتا تھا۔ اپنے والد ماجد کی زندگی میں ہی زہد و ورع کے مجسمہ خیال کیئے جاتے تھے۔ جب حضرت میراں محمد شاہ' بٹالہ ضلع گورداسپور (بھارت) تشریف لے جاتے تو آپ ان سے ملاقات کے لیئے وہاں اکثر جایا کرتے تھے۔

اولاد

آپ کے تین صاحبزادے تھے (۱) سید نظام (۲) میر مومن (۳) سید صادق علی اور یہ تینوں صاحبزادے لا ولد رہے۔ ساری عمر لاہور میں ہی اقامت گزین رہے اور یہاں ہی وفات پا کر اپنے والد گرامی کے عالیشان اور عالی وقار مقبرہ

کے اندر دفن ہوئے۔ مزار اقدس ایڈورڈ روڈ پر حضرت موج دریا بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے گنبد کے نیچے ہے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

سید شاہ جمال سہروردی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ

آپ حسینی سادات میں سے تھے۔ شجرہ مرشدی آپ کا حضرت بہاء الدین زکریا ملتانی رحمۃ اللہ علیہ سے اس طرح ملتا ہے کہ حضرت شاہ جمال مرید شیخ گکوا بیگ رحمۃ اللہ علیہ کے' وہ شاہ شرف رحمۃ اللہ علیہ کے' وہ شاہ صدرالدین کے رحمۃ اللہ علیہ ' وہ حضرت شیخ بہاء الدین زکریا ملتانی سہروردی رحمۃ اللہ علیہ کے' وہ حضرت شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ کے' وہ حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کے' وہ حضرت سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ کے' وہ حضرت معروف کرخی رحمۃ اللہ علیہ کے' وہ حضرت حبیب عجمی رحمۃ اللہ علیہ کے' وہ حضرت داؤدطائی رحمۃ اللہ علیہ کے' وہ حضرت خواجہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کے اور وہ حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہ کے۔ آپ نہایت جامع کمالات بزرگ تھے۔ ہزارہا غیر مسلم آپ کے ہاتھوں دائرہ اسلام میں داخل ہوئے۔ مظہر جلال اور مصور کمال ہونے کے علاوہ علوم ظاہری و باطنی میں بھی یکتائے روزگار تھے۔ حضرت شاہ جمال اور حضرت شاہ کمال دونوں حقیقی بھائی تھے اور اصلی معنوں میں صاحب جمال اور کمال تھے۔

مفتی غلام سرور لاہوری لکھتے ہیں "شیخ بود جامع کمالات ظاہری و باطنی و جمال صورت و معنوی مظہر جلال و مصدر کمال مرید شیخ گکرا بود۔"

تعمیر دمدمہ

جب آپ نے دمدمہ کی تعمیر شروع کی تو اس وقت اس کے گرد و نواح

میں بے شمار بادشاہی عمارات اور محلات تعمیر ہو رہے تھے یعنی سرائے کولیاں والی بن رہی تھیں جن میں تقریباً بیس ہزار آدمی سما سکتے تھے اور راج مزدور مل نہیں رہے تھے تو آپ نے ان سے کہا کہ وہ دن کو شاہی کام میں مصروف رہیں اور رات کو دمدمہ کی تعمیر کریں چنانچہ ایسا ہی کیا گیا اور یہ دمدمہ ساتھ منزلہ مکمل ہو گیا جو کہ بہت اونچا بن گیا جب شاہی محلات میں اس کی خبر پہنچی تو سلطان بیگم ہمشیرہ شہنشاہ اکبر نے جس کا باغ دمدمہ کے قریب تھا آپ کی خدمت میں پیغام بھیجا کہ آپ کا دمدمہ بہت اونچا ہے اس سے ہمارے محل پر نظر پڑتی ہے اس پر توجہ فرما دیں چنانچہ ایک دن سماع کی محفل میں جب آپ پر وجد ہوا اور رقص کیا تو چار منزلیں دمدمہ کی زمین کے اندر غرق ہو گئیں اور تین باقی رہ گئیں۔ سکھوں کی عملداری میں اس مقبرہ کو کوئی نقصان نہیں پہنچا کیونکہ سکھ اس مقبرہ کے پاس آنے سے ڈرتے تھے حالانکہ انہوں نے سرائے کولیاں والی پر قبضہ کر کے ایک توپ خانہ بھی قائم کر لیا تھا اور شاہی باغات اجاڑ دیے تھے مگر آپ کے دمدمے کی طرف رخ کرنے کی ان میں ہمت نہ پڑ سکی۔

آپ کی اولاد سیالکوٹ میں رہائش پذیر تھی۔ عہد جہانگیری میں خانقاہ کے لیئے بائیس گھماؤں اراضی مخصوص تھی جو حکومت انگریزی کے دور تک قائم رہی۔ مہاراجہ شیر سنگھ کے عہد حکومت میں کنواں در گلہ کا گر گیا تھا جس کی مرمت راجہ دھیان سنگھ نے کروائی تھی۔

وفات

آپ کی وفات ۱۶۳۹ء بمطابق ۱۰۴۹ھ بعہد شہاب الدین شاہجہان لاہور میں ہوئی اور آبادی اچھرہ میں مدفون ہوئے۔ فیروز پور روڈ پر جو اب نئی آبادی معرض وجود میں آئی ہے اس کو شاہ جمال کالونی کہتے ہیں اور اس میں آنجناب کا مقبرہ ہے جہاں سالانہ عرس ہوتا ہے۔ مفتی غلام سرور لاہوری نے آپ کی تاریخ وفات

۱۰۴۹ھ تحریر کی ہے۔ سبز گنبد پاکستان بننے کے بعد میاں خیرالدین جوہری امرتسری نے تعمیر کروایا ہے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

سید محمود بخاری سہروردی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ

المعروف

شاہ نورنگ جھولا رحمۃ اللہ علیہ

آپ کا سلسلہ نسب حضرت سید جلال الدین بخاری مخدوم جہانیاں جہاں گشت سہروردی رحمۃ اللہ علیہ سے ملتا ہے۔ والد ماجد کا اسم گرامی سید شاہ محمد سہروردی رحمۃ اللہ علیہ اور دادا کا سید عثمان لاہوری المعروف شاہ جھولا بخاری رحمۃ اللہ علیہ تھا جن کا مزار اقدس قلعہ اکبری میں تہہ خانہ میں ہے۔ حضرت گھوڑے شاہ رحمۃ اللہ علیہ آپ کے برادر تھے' والد گرامی سے بیعت فرمائی۔

آپ تفرید و تجرید اور فقر میں اپنی مثال آپ تھے۔ امراء اور اغنیاء کی صحبت سے گریز کرتے تھے۔ رشد و ہدایت اور ارشاد و تلقین میں مصروف رہتے تھے۔ مستجاب الدعوات تھے' مریضوں اور بیماروں کے لیئے آپ کی دعا حرف آخر کی حیثیت رکھتی تھی۔ ایک دفعہ ارشاد فرمایا کہ جو لوگ میری قبر کی خاک کا تعویذ بنا کر گلے میں ڈالے گا اللہ عزوجل اس کو شفا عنایت فرمائے گا چنانچہ اہل لاہور آپ کے مزار سے سنگریزے لے جا کر بیماروں کے گلے میں ڈالتے ہیں۔ تاریخ وفات اس طرح ہے ۔

شاہ محمود سید عالی رحلت از دہر درجناں فرمود
گفت تاریخ رحلتش "سرور" شمع عشاق سید محمود
ہم شہ مستقیم محمود است سال ترحیل آں شہ باجود

وفات : ۱۶۴۳ء بمطابق ۱۰۵۳ھ میں ہوئی مزار اقدس محمود بوٹی میں ہے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

شاہ کمال سہروردی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ

بقول مصنف " تاریخ لاہور " آپ سادات حسینی سے تعلق رکھتے تھے اور سہروردیہ خاندان میں صاحب کرامات بزرگ تھے۔ مولانا نور احمد خان فریدی اپنے ایک مضمون " شاہ کمال کاشمیری آسمان سہروردیہ کا ایک تابندہ ستارہ " میں لکھتے ہیں کہ آپ لکرا بیگ سہروردی رحمۃ اللہ علیہ کے مرید تھے' وہ شاہ شرف رحمۃ اللہ علیہ کے' وہ شاہ معروف رحمۃ اللہ علیہ کے' وہ شیخ جعفرالدین رحمۃ اللہ علیہ کے' وہ شیخ نعیم الدین رحمۃ اللہ علیہ کے' وہ حضرت جمال خنداں رو رحمۃ اللہ علیہ کے' وہ اچوی رحمۃ اللہ علیہ کے' وہ شیخ الاسلام حضرت صدرالدین عارف کے اور وہ حضرت خواجہ بہاء الحق سہروردی ملتانی رحمۃ اللہ علیہ کے مرید اور خلیفہ تھے۔

سلسلہ درس و تدریس

حضرت شاہ کمال رحمۃ اللہ علیہ بحیثیت ایک صوفی کے اتنے معروف نہیں تھے جتنے کہ آپ تعلیم و تدریس کے میدان میں مشہور ہیں۔ آپ کی علمیت اور قابلیت کا ایک زمانہ معترف ہے۔ عالم ربانی کے حیثیت سے آپ لاہور کے چوٹی کے علماء

میں شمار ہوتے تھے اور زندگی بھر اسی شغل میں گزارا۔ آپ کے بیشمار شاگرد تھے مگر جو عالمی شہرت اور عظمت آپ کے تین عظیم المرتبت شاگردوں کو نصیب ہوئی وہ بے مثال ہے۔ آپ کے پہلے شاگرد حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ ہیں جن کو متفقہ طور پر گیارھویں صدی کا مجدد تسلیم کیا گیا ہے نیز آپ کی تالیفات کو ایک خاص مقام حاصل ہے۔ سرزمین پاک و ہند اور افغانستان وغیرہ میں آپ کے لاکھوں مرید ہیں۔ آپ کے دوسرے شاگرد حضرت علامہ عبدالحکیم سیالکوٹی رحمۃ اللہ علیہ ہیں جنہوں نے علم منطق' فلسفہ اور علم کلام میں ایک امتیازی اور منفرد حیثیت حاصل کی تھی۔ شہنشاہ اکبر اور جہانگیر کے عہد حکومت میں آپ مغلیہ حکومت کے سب سے بڑے مدرسہ کے صدر الصدور تھے۔ نیز آپ کو جاگیر بھی عطا ہوئی' عہد شاہجہانی میں سیالکوٹ میں آپ کے زیر اہتمام ایک اسلامی یونیورسٹی قائم ہوئی جس میں بیرون ہند کے طالب علم منطق' فقہ اور کلام کی تعلیم حاصل کرنے کے لیئے آتے تھے۔ آپ نے ان مضامین کی قدیم کتب پر ایسے حاشیے تحریر فرمائے کہ تمام اسلامی ممالک کے مدراس میں ان کو مستند سمجھ کر ان کو داخل نصاب کیا گیا ہے۔ آنجناب کے تیسرے شاگرد علامہ نواب سعد اللہ خان وزیراعظم شاہجہان تھے۔ علم و فضل اور تدبر و سیاست میں آپ کا جو پایہ تھا وہ کسی طرح بھی نظام الملک طوسی' خواجہ جمال احمد بن عباس' خواجہ محمود گاواں وغیرہ سے کم نہیں ہے۔ یہ بات پایہ ثبوت کو پہنچ چکی ہے کہ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ علامہ عبدالحکیم سیالکوٹی رحمۃ اللہ علیہ اور علامہ سعد اللہ خان رحمۃ اللہ علیہ اوائل عمر میں لاہور برائے تحصیل علوم آئے تھے۔

آپ کا مقبرہ " راواں " میں جو ایک چھوٹا سا قصبہ جو رحمان پورہ اچھرہ کے نزدیک ہے ایک اونچے ٹیلے پر واقع ہے اردگرد سبزہ زار ہے۔

وفات

۱۶۶۹ء بمطابق ۱۰۸۰ھ عہد شاہجہان میں بمقام لاہور ہوئی اور قصبہ راواں میں دفن ہوئے' جہاں بقول مصنف " تاریخ لاہور " آپ کا مقبرہ ہشت پہلو چبوترہ پر بنا ہوا ہے۔ " راواں " لاہور کی قدیم ترین آبادی ہے جس کو راجہ رام چندر کے لڑکے اچھو جس نے اچھرو بسایا تھا ان کے سالہ راؤ نے اپنے نام پر آباد کیا تھا۔ اب صرف یہاں مزار اقدس ہی ہے مقبرہ کا نام و نشان تک نہیں ہے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

شیخ جان محمد سہروردی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ

تمام کتب ہائے تواریخ آپ کے ابتدائی حالات کے بارہ میں خاموش ہیں۔ آپ حضرت حافظ شیخ محمد اسماعیل المعروف میاں وڈا سہروردی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کے ممتاز خلفاء میں سے تھے۔ دور دراز سے لوگ آکر آپ کے فیوض سے بہرہ مند ہوتے تھے۔۔ آپ مستجاب الدعوات بھی تھے اور لوگ آپ کی خدمت میں برائے حاجات دنیاوی بھی حاضر ہوا کرتے تھے۔ بہت پرہیزگار اور عبادت گزار تھے اور لوگوں کو وظائف پڑھنے کی تلقین بھی فرمایا کرتے تھے۔ علوم ظاہری و باطنی میں کمال حاصل تھا۔ حضرت سید شاہ محمد غوث قادری رحمۃ اللہ علیہ نے قیام لاہور کے دوران آپ سے ملاقات کی تھی۔ شیخ جان محمد رحمۃ اللہ علیہ کا تمام وقت مسجد میں ہی گزرتا تھا۔

" تذکرہ صوفیائے پنجاب " کے صفحہ ۲۳۳ پر لکھا ہے کہ اورنگ زیب نے ۶۵ ایکڑ زمین شیخ جان محمد لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کی اہلیہ نور خاتون کو عطا فرمائی تھی نیز مزار مبارک گڑھی شاہو کے قریب اس سڑک پر واقع ہے جو حضرت میاں میر رحمۃ اللہ علیہ

کے مزار کو جاتی ہے۔ یہ غلط ہے' یہ حضرت شیخ جان محمد ؒ دوسرے تھے جن کا مزار علامہ اقبال روڈ پر بالمقابل مین بازار گڑھی شاہو پر واقع ہے۔

مسجد قصاباں

آپ مسجد قصاباں (موجودہ مولوی تاجدین) گاف گراؤنڈ گڑھی شاہو میں درس دیا کرتے تھے۔ سکھوں نے اپنے عہد حکومت میں اس مسجد کے صحن کی تمام اینٹیں اکھاڑ ڈالیں تھیں اور مسجد کو ویران کر دیا تھا۔ گلاب سنگھ نے اس پر قبضہ کیا ہوا تھا۔ شیخ جان محمد اس مسجد کے امام ۱۶۵۹ میں تھے۔ اکبر بادشاہ کے عہد میں یہاں ایک بہت بڑا قصاب خانہ تھا اور مسجد قصابوں نے ہی بنوائی تھی۔ آپ تمام دن مسجد میں رہا کرتے تھے اور محنت مزدوری کر کے روٹی کماتے تھے۔ یہ مسجد ۱۶۵۰ء برطابق ۱۰۶۰ھ میں تعمیر ہوئی تھی اور آپ اس مسجد میں لوگوں کے اصرار اور حضرت میاں محمد اسماعیل سہروردی ؒ کے ارشاد کے مطابق فرائض امامت و خطابت کے لیئے متعین ہوئے تھے۔

وفات

آپ کی وفات ۱۰۸۲ھ برطابق ۱۶۷۲ء میں بمقام لاہور بعہد محی الدین اورنگزیب عالمگیر ہوئی اور مسجد موجودہ کے عقب میں ایک چھوٹے سے قبرستان میں مدفون ہیں۔ ساتھ ہی امرتسر جانے والی ریلوے لائن موجود ہے۔ مفتی غلام سرور لاہوری نے آپ کی تاریخ وفات اس طرح لکھی ہے ۔

شد ازین دنیا چو در خلد بریں
پیر دین جان محمد جان جان
شیخ دین حق بگو تاریخ او

شیخ دین حق بگو تاریخ او
نیز فرما از زباں عرش آستان

باز حق جان محمد محمد قطب وقت
خواں وصل آں " شمع کون مکان "

گاف گراؤنڈ میں مسجد مذکور کے ایک طرف ریلوے کی کوٹھیاں اور نہر واقع ہے۔ دوسری جانب مقبرہ نواب بہادر خان ریلوے لائن جو امرتسر کو جاتی ہے اور ریلوے کیرج شاپ واقع ہے اور تیسری طرف کوس مینار اور ملتان ریلوے لائن ہے۔

اولاد

آپ کے نو صاحبزادے تھے جن کی قبریں بھی آپ کے مزار کے گرد و نواح میں واقع ہیں۔ آپ کی وفات کے بعد آپ کا صاحبزادہ حاجی صاحب سجادہ نشین مقرر ہوا۔ حاجی صاحب کی وفات کے بعد ان کا لڑکا عبدالمجید سجادہ نشین ہوا چونکہ آپ کی کچھ اولاد موضع چک مجاہد (غرب رویہ دریائے چناب) رہائش پذیر ہوئی اور ۱۸۵۴ء میں آپ کی اولاد میں سے ایک شخص حافظ درویش محمد لاہور آئے تھے تو وہ میاں احمد دین صاحب سجادہ نشین ورس میاں وڈا کو مسجد اور خانقاہ کی تولیت سپرد کر گئے تھے۔ اس وقت سے یہ درگاہ ان کے زیر تصرف ہے۔ ریلوے لائن سے پار گڑھی شاہو کی طرف مزار اقدس قبلہ و کعبہ میاں شہاب الدین قادری رحمۃ اللہ علیہ قبرستان گڑھی شاہو میں موجود ہے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

شاہ عبدالرزاق مکی سہروردی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ

سبزواری سادات میں سے تھے۔ غزنی سے پشاور آئے' وہاں سے دہلی پہنچے اور شاہی فوج میں بھرتی ہوئے۔ پھر لاہور تشریف لائے اور یہاں ہی کے ہو رہے۔ آپ نے حضرت میراں محمد شاہ موج دریا بخاری رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت کی تھی اور ان کے ممتاز خلفاء میں شامل ہوئے تھے۔ آپ نے اپنے پیرو مرشد کی بہت خدمت کی اور انہیں کی خدمت میں زندگی کا بیشتر حصہ بسر کیا۔ کثرت سے عبادت کیا کرتے تھے اور پیر روشن ضمیر کی خدمت کو ہر بات پر ترجیح دیتے تھے۔

کسی زمانہ میں مسمی دولا زمیندار گوت واڑی نے اس محلہ کو آباد کیا تھا۔ اب اس علاقہ کو "نیلا گنبد" کہتے ہیں۔ آپ مکہ مکرمہ سے ہندوستان آئے اور لاہور میں اقامت گزین ہوئے۔ لاہور کے امراء اغنیا آپ کی بیحد عزت کرتے تھے۔

آپ نصیر الدین ہمایوں بادشاہ دہلی کے زمانہ میں غزنی سے دہلی آکر بادشاہی فوج میں ملازم ہو گئے۔ کافی عرصہ وہاں رہے پھر جب آپ لاہور تشریف لائے تو حضرت موج دریا بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ ہی کے ہو رہے اور پھر کہیں نہ گئے۔ پیرو مرشد کے وصال کے بعد بھی آپ ان کے روضہ پر جا کر رات گزارتے اور عبادت و ریاضت میں مشغول رہتے تھے۔ تارک الدنیا متقی زاہد اور عبادت گزار انسان تھے۔ جامع کمالات ظاہری و باطنی تھے۔ دنیا داروں کی طرف متوجہ نہ ہوتے تھے اور نہ اغنیا اور امرا سے میل جول رکھتے تھے۔ طبیعت تنہائی کی طرف مائل تھی اور یہی وجہ تھی کہ عبادت میں ہی دن رات کا بیشتر حصہ گزارتے تھے۔ آپ کے پیرو مرشد حضرت میراں محمد شاہ سہروردی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ بھی آپ کی علمیت اور کمال کے معترف تھے۔

جہاں آپ کا مزار ہے آپ کی زندگی میں آپ نے وہاں ایک حجرہ اور دلان بنوا رکھا تھے جس میں آپ کی رہائش تھی۔ وصال کے وقت آپ نے اپنے عقیدت مندوں اور مریدوں سے فرمایا کہ جب ہماری وفات ہو جائے تو ہمیں یہاں ہی دفن کرنا چنانچہ حسب وصیت ایسا ہی کیا گیا۔ کافی عرصہ تک قبر خام ہی رہی اس زمانہ میں مشہور تھا کہ ہر جمعرات کو یہاں شیر آتا ہے اور دم سے جاروب کشی کرتا ہے۔ کچھ زمانہ کے بعد متوفی خانقاہ حضرت موج دریا بخاری رحمۃ اللہ علیہ کو خواب میں ارشاد ہوا کہ حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا کہ اس خام قبر پر عظیم الشان مقبرہ تعمیر کیا جائے چنانچہ عبدالغفور نامی ایک معمار کے اہتمام سے یہ مقبرہ بنا۔

سکھوں کے عہد میں اس کی حالت

مصنف "تاریخ لاہور" لکھتا ہے کہ سکھوں کے عہد میں مسجد اور مقبرہ میں بارود بھری رہتی تھی اور مسجد کے صحن میں آہنی گولے لوہار لوگ بنایا کرتے تھے۔ انگریزوں کے وقت میں مسجد اور مقبرہ دونوں کو خالی کروایا گیا اور انگریز لوگ یہاں کھانا کھایا کرتے تھے اور جب انارکلی سے چھاؤنی "میاں میر" منتقل ہوئی تو مسجد اور مقبرہ منشی نجم الدین ٹھیکیدار گوشت چھاؤنی نے لے لیا' مسجد کو از سر نو مرمت کروایا گیا اور آباد کر دی نیز مقبرہ میں قبور دوبارہ بنوائی گئیں' باغ بھی ساتھ ہی تھا وہ بھی اس زمانہ میں تباہ و برباد ہو گیا مزید برآں مسجد سے باہر ایک مکان بنوایا گیا تھا جس میں لوہار بندوقیں بھی تیار کرتے تھے۔

مسجد نیلا گنبد

۱۸۵۲ء میں اس مسجد کے امام مولوی احمد دن بگوی مقرر ہوئے تھے اور ان

کی طرف سے ۱۸۶۷ء میں مسجد کی نائب امامت مولوی نور احمد کرتے تھے۔ موجودہ زمانے میں خطیب مولوی گل محمد تھے ان کے والد بزرگوار مولانا غلام محمد بھی بیسوں سال اس مسجد کے خطیب رہے تھے بلکہ مسجد کی خطابت ان کے خاندان کے فرائض میں تھی۔ اب جامعہ اشرفیہ کے دیوبندی مولوی صاحبان خطابت کے فرائض سرانجام دیتے ہیں۔ کسی زمانہ میں عبدالغفور نامی ایک شخص کے اہتمام میں جب یہ مقبرہ پایہ تکمیل کو پہنچا تو ایک دن مہتمم کے خواب میں حضرت سید عبدالرزاق آئے اور کہا کہ مقبرہ کے نزدیک ایک عظیم الشان مسجد حضرت غوث الاعظم پیران پیر رحمۃ اللہ علیہ تعمیر کی جائے چنانچہ اس حکم کی تکمیل میں یہاں ایک وسیع و عریض عظیم الشان مسجد مسلمانوں سے چندہ جمع کر کے بنوائی گئی۔ مسجد کو منشی نجم الدین ٹھیکیدار ڈبل روٹی والے نے سرکار انگلینڈ سے واگزار کروایا تھا اور مسجد نجم الدین کی مسجد کہلانے لگی اور اس کی مرمت و سفیدی بھی کروائی گئی۔ مولوی غلام رسول ساکن قلعہ میہاں سنگھ نے بہ سرپرستی منشی نجم الدین ٹھیکیدار یہاں وعظ شروع کیا تو یہ مسجد وہابیوں کی مشہور ہو گئی تھی اور بعدازاں دوسرا انتظام کر لیا گیا تھا وفات آپ کی ۱۰۸۴ء بمطابق ۱۶۷۳ھ بعہد اورنگزیب عالمگیر ہوئی نیلا گنبد انارکلی میں مزار اقدس ایک گنبد ہشت پہلو اور عالیشاں کانسی کاربرنگ سبز فیروزی کے نیچے ہے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

شیخ محمد اسماعیل رحمۃ اللہ علیہ

المعروف

میاں وڈا سہروردی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ

ابتدائی حالات

آپ کا اصلی نام حافظ محمد اسماعیل تھا والد کا اسم گرامی فتح اللہ اور دادا کا نام عبداللہ ولد سرفراز خاں تھا' قوم کے کھوکھر تھے۔ از موضع تڑگڑ علاقہ پوٹھوہار میں ۹۹۵ھ بمطابق ۱۵۸۶ء میں پیدا ہوئے۔ بچپن میں ہی آپ کے والدین ترک سکونت کر کے دریائے چناب کے پاس موضع لنگر میں اقامت گزین ہو گئے تھے۔ ابتدائی تعلیم مخدوم عبدالکریم سے حاصل کی جو ایک متشرع فاضل اور عارف کامل تھے۔ آپ کے چار بھائی تھے (۱) حضرت میاں اسماعیل (۲) میاں محمد طفیل (۳) محمد ابراہیم (۴) محمد حسین۔

خزینۃ الاصفیا جلد دوم صفحہ ۱۰۵ پر آپ کے متعلق لکھا ہے " از بزرگان دین و مشائخ اہل یقین صاحب مقامات بلند و کرامات ارجمند صاحب تدریس قرآنی جامع علوم ہمہ دانی بود و در سلسلہ عالیہ سہروردیہ مرید و شاگرد و شیخ عبدالکریم است۔"

آپ علم فقہ میں بڑی دسترس رکھتے تھے اور علمی مسائل نہایت خوبی سے بیان فرماتے تھے۔ مرشدی شجرہ اس طرح ہے حضرت محمد اسماعیل مرید مخدوم عبدالکریم رحمۃ اللہ علیہ کے' وہ مرید طیب رحمۃ اللہ علیہ کے' وہ مخدوم برہان الدین رحمۃ اللہ علیہ کے' وہ مرید چنن رحمۃ اللہ علیہ کے' وہ شیخ میلون رحمۃ اللہ علیہ کے' وہ شیخ حسان الدین متقی رحمۃ اللہ علیہ کے' وہ سید شاہ

عالم رحمۃ اللہ علیہ کے ' وہ سید برہان الدین قطب رحمۃ اللہ علیہ کے ' وہ سید ناصرالدین رحمۃ اللہ علیہ کے ' وہ سید جلال الدین رحمۃ اللہ علیہ کے ' وہ شیخ حسام الدین ابو الفتح ملتانی رحمۃ اللہ علیہ کے ' وہ شیخ صدرالدین رحمۃ اللہ علیہ کے ' وہ شیخ صدرالدین عارف ملتانی رحمۃ اللہ علیہ کے ' وہ شیخ بہاء الدین زکریا ملتانی رحمۃ اللہ علیہ کے۔

لاہور میں آمد

۴۵ سال کی عمر میں آپ لاہور تشریف لائے تو چالیس دن مخدوم سید علی ہجویری المعروف حضرت داتا گنج بخش رحمتہ اللہ علیہ کے مزار اقدس پر اعتکاف کے بعد محلہ تیلی واڑہ یا تیل پورہ میں قیام فرمایا اور ایک مدرسہ قائم کیا جس نے آہستہ آہستہ ایک عظیم مدرسہ کی حیثیت اختیار کر لی جہاں پر قرآن و حدیث اور فقہ کی تعلیم دی جاتی تھی۔ ۱۰۰۸ھ بمطابق ۱۵۹۹ء میں آپ نے یہاں ایک مسجد بھی تعمیر کرائی۔ اورنگزیب عالمگیر نے اخراجات مدرسہ کے لیئے سات چاہ بمعہ اراضی مزروعہ عنایت کیئے۔ "تحقیقات چشتی" میں لکھا ہے کہ آپ تنتالیس سال کی عمر میں لاہور تشریف لائے تھے اور جہاں آپ نے رہائش اختیار کی وہاں گورستان تیلیاں تھا جو آج کل بھی موجود ہے۔ آپ کے مزار اقدس کی چار دیواری کے باہر کھیتوں میں ایک روضہ سید محمود ہے وہ اس وقت یہاں موجود تھے انہوں نے ہی آپ کو تلقین کی تھی کہ لاہور مقیم ہونے سے قبل حضرت سید علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پرانوار پر چالیس دن اعتکاف کرو چنانچہ آپ نے ویسا ہی کیا اور تسکین کلی حاصل کی۔ حضرت سید محمود رحمۃ اللہ علیہ اس زمانہ میں اس محلہ کے رئیس تھے۔ نجابت اور تقویٰ میں اپنا خاص مقام رکھتے تھے۔

شاہجہان بادشاہ کو آپ سے بے حد عقیدت و ارادت تھی اور اس نے آپ کے درس اور مسجد کے لیئے خاصی زمین بھی عطا کی۔ شاہی خزانہ سے سالانہ

وظیفہ مقرر کیا۔ اس کی وفات کے بعد عالمگیر نے بھی درس کے لیئے سات آباد کنوئیں مخصوص کرائے اور طلباء کے لیئے ہوسٹل تعمیر کرائے جہاں سے ان کو کھانا بھی ملتا تھا۔ اس بادشاہ نے آپ کا مقبرہ بھی تعمیر کروایا تھا۔

برکت قرآن پاک

قرآن پاک سے آپ کا عشق کمال درجہ کا تھا۔ فرمایا کرتے تھے کہ جو شخص میری قبر پر سے درخت کے پتے کھائے گا اس کو قرآن مجید حفظ کرنے میں آسانی ہو گی' چنانچہ دور دراز مقامات سے لوگ قرآن مجید کا فیضان حاصل کرنے کے لئے آپ کی خدمت میں حاضر ہونے لگے۔ جس پر بھی آپ کی نظر ہو جاتی وہ حافظ قرآن ہو جاتا۔ غریب اور نابینا افراد کے لئے بھی حفظ قرآن کا انتظام تھا' فرمایا کرتے تھے کہ ہماری وفات کے بعد بھی قرآن پاک کا فیض ہماری قبر سے جاری رہے گا۔ چنانچہ آنجناب کی وفات کے بعد حافظ شیخ محمد صالح رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۱۷۲۹ء پچپن سال تک' حافظ محمود بیالیس سال تک' متوفی ۱۷۷۹ء حافظ معز الدین رحمۃ اللہ علیہ پینتیس سال تک متوفی ۱۸۰۶ء اور حافظ شرف الدین ساٹھ سال تک درس کلام پاک دیتے رہے۔ حافظ شرف الدین رحمۃ اللہ علیہ کی وفات ۱۸۵۳ء میں ہوئی۔ ان کے بعد حافظ احمد دین نے گدی سنبھالی اور ۱۸۸۸ء کو وصال فرمایا' ان کے بعد حاجی حافظ غلام محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے مسند سجادہ نشین کو زینت دی جنہوں نے ۱۸۹۴ء میں وصال فرمایا اور جانشین حافظ محمد شفیع ہوئے جنہوں نے سوانح عمری میاں وڈا صاحب رحمۃ اللہ علیہ تصنیف کی۔

سکھ گردی اور خانقاہ و مدرسہ

مہاراجہ رنجیت سنگھ اپنے زمانہ میں اس خانقاہ کی بہت عزت کرتا تھا۔ نذرانہ پیش کرتا تھا' مگر اس کے مرنے پر اس کی اولاد نے خانقاہ کی عزت نہ کی۔

تاریخوں میں مذکور ہے کہ ۱۸۴۰ء میں جب راجہ گلاب سنگھ والی جموں و کشمیر کے بھائی راجہ سوچیت سنگھ اور لاہور کی خالصہ فوجوں کے درمیان خانقاہ میاں وڈا ؒ کے مقام پر زبردست جنگ ہوئی تھی جس میں راجہ سوچیت سنگھ قتل ہو گیا۔

یہ واقعہ اس طرح پیش آیا کہ مہاراجہ دلیپ سنگھ کے راج میں جب کہ راجہ ہیرا سنگھ وزارت عظمیٰ پر فائز تھا راجہ سوچیت سنگھ جموں سے آکر یہاں ٹھہرا' حافظ شرف دین مدرس اعلیٰ نے بہت زور لگایا کہ سکھ فوج یہاں قیام نہ کرے مگر وہ نہ مانے چنانچہ لاہور کی خالصہ فوج نے راجہ ہیرا سنگھ کے حکم کے مطابق حملہ کر دیا اور وہ مارا گیا۔ خانقاہ کی دیواریں توپوں کے گولوں سے تباہ و برباد ہو گئیں نیز خانقاہ کے بہت سے درویش بھی مارے گئے۔ کتب خانہ جس میں ہزارہا نادر و نایاب کتب تھیں جو جل کر خاکستر ہو گئیں۔ انگریزوں کے عہد میں اس خانقاہ کا کچھ حال درست ہوا' میاں محمد سلطان ٹھیکیدار نے اس خانقاہ کے لیئے رکھ جلوکی زمین سے کچھ حصہ اس خانقاہ کے لیئے وقف کیا تھا جس کی آمدنی سے مدرسہ کے اخراجات پورے ہوتے تھے۔ ایک صدی قبل اس جگہ تقریباً دو سو فقرا رہتے تھے جن کو یہاں خوراک وغیرہ دی جاتی تھی۔ نیز نابینا مسلمانوں کو قرآن مجید حفظ کرایا جاتا تھا۔

خلفاء

شیخ جان محمد سہروردی' شیخ نور محمد سہروردی' مولوی جان محمد لاہوری سہروردی' شیخ تیمور لاہوزی' حافظ اللہ بخش' حافظ عبداللہ' شیخ محمد ہاشم اخوند' محمد عثمان' حافظ محمد فاضل' شیخ عبدالکریم قصوری' حافظ محمد حسین اعوان' شیخ عبدالحمید اخوند' محمد عمر' حافظ محمد خوشابی' امانت خاں' حافظ محمد حسین وغیرہ تھے۔

اولاد

اولاد

آپ کے ایک بھائی حافظ محمد حسین کی قبر بی بی پاک دامناں کے قبرستان میں بتائی جاتی ہے مگر سوانح عمری حضرت میاں وڈا رحمۃ اللہ علیہ میں لکھا ہے کہ دونوں حضرات حافظ محمد حسین اور حافظ محمد خلیل کی قبور جتیا ضلع سیالکوٹ میں ہیں چونکہ آپ اور آپ کے تین بھائی تمام عمر مجرد رہے اس لیئے ان کی کوئی اولاد نہ تھی۔ دوسرے بھائی حافظ محمد ابراہیم کی قبر حضرت میاں اسماعیل صاحب کے مزار کے پاس ہی ہے۔

وفات

۱۰۸۵ھ بمطابق ۱۶۷۴ء میں بہ عمر نوے سال بعہد عالمگیر وفات پائی۔

مقبرہ

چار دیواری جو کہ خانقاہ بھی کہلاتی ہے میں آنجناب کا مزار عالی ہے جس پر گنبد نہیں ہے۔ گرد و نواح میں قبرستان ہے' ساتھ ہی ایک مسجد ہے اور سجادہ نشینان کے مکانات بھی' چبوترے پر جو قبور ہیں ان میں خام قبر حضرت حافظ محمد اسماعیل کی ہے اور باقی تین آپ کے خلفاء شیخ جان محمد' شیخ نور محمد اور حافظ محمد صالح کی ہیں۔ مسجد کے ایک طرف سائیں محمد دین کا مزار ہے جس پر گنبد بنا ہوا ہے۔ ۱۹۶۰ء میں اس درس کو محکمہ اوقاف نے اپنے قبضہ میں لے لیا ہے۔

مکمل فہرست سجادہ نشینان حضرت میاں وڈا سہروردی رحمۃ اللہ علیہ اس طرح ہے :

میاں محمد صالح سہروردی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت میاں وڈا سہروردی رحمۃ اللہ علیہ کے بھائی میاں خیر محمد سہروردی کے

صاحبزادے تھے۔ آپ کی وفات کے بعد سجادہ نشین اور متولی درگاہ مقرر ہوئے' مزار اندرون چار دیواری واقع ہے۔حافظ قرآن تھے' ۵۵ سال درس و تدریس کا سلسلہ جاری رکھا۔ تاریخ وفات ۱۱۴۰ھ بمطابق ۱۷۲۷ء ہے۔

میاں محمود سہروردی رحمۃ اللہ علیہ

آپ میاں محمد صالح رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادے اور خلیفہ تھے۔ حافظ قرآن تھے' مزار اندرون چار دیواری ہے۔ تاریخ وفات ۱۱۸۲ھ بمطابق ۱۷۶۸ء ہے۔ آپ ۴۲ سال سجادہ نشین رہے۔

میاں معزالدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ

آپ میاں محمود سہروردی کے صاحبزادے اور خلیفہ تھے۔ قرآن پاک کے حافظ تھے۔ مزار اندرون چار دیواری واقع ہے۔ ۳۵ سال مسند سجادگی پر فائز رہے۔ تاریخ وفات ۱۲۱۷ھ بمطابق ۱۸۰۲ء ہے۔

میاں شرف الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ

آپ میاں معزالدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادے تھے نیز حافظ کلام پاک بھی تھے' مزار اندرون چار دیواری واقع ہے۔ مسند سجادگی پر ساٹھ سال کی طویل مدت تک متمکن رہے۔ تاریخ وفات ۱۵ ربیع الاول ۱۲۷۰ھ بمطابق ۱۸۵۳ء ہے۔

میاں احمد دین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ

آپ میاں شرف الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادے اور حافظ قرآن مجید تھے۔ مزار اقدس اندرون چار دیواری حضرت میاں صاحب واقع ہے۔ تاریخ وفات ۱۵ ربیع الاول ۱۳۰۶ھ بمطابق ۱۸۸۸ء ہے۔

میاں محمد عظیم سہروردی رحمۃ اللہ علیہ

آپ میاں احمد دین رحمۃ اللہ علیہ کے سب سے بڑے صاحبزادے تھے' باقی تین صاحبزادوں کے نام امام الدین' میاں غلام محمد اور میاں محمد دین تھے' حافظ قرآن پاک تھے' مزار اندرون چار دیواری واقع ہے۔ تاریخ وفات ۱۲ جمادی الاول ۱۳۱۰ھ بمطابق ۱۸۹۲ء ہے۔ میاں امام دین ۱۳۰۹ھ بمطابق ۱۸۹۱ء ۔ میاں غلام محمد ۱۳۱۲ھ بمطابق ۱۸۹۴ء ۔ میاں محمد دین ۱۳۲۷ھ بمطابق ۱۹۰۹ء ۔

میاں نذیر احمد سہروردی رحمۃ اللہ علیہ

آپ میاں محمد خلیل رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادے ہیں' کتاب لکھتے وقت حیات ہیں سن ولادت ۷ فروری ۱۹۰۷ء علاقہ درس میاں وڈا کے چیئرمین ہیں۔ آپ نہایت خلیق اور صوفیائے کرام سے بہت اخلاص اور محبت رکھتے ہیں۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

میاں محمد صالح سہروردی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ

آپ نے حضرت محمد فاضل لنگا موضع لنگے تحصیل لالیاں چنیوٹ سے خلافت اور ارادت حاصل کی۔ آپ میاں شاہ نواز برادر میاں سرفراز خاں جد کلاں میاں وڈا صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے ہیں۔ میاں احمد دین سجادہ نشین آپ کی اولاد میں سے تھے۔

لاہور میں آمد

جب آپ کو معلوم ہوا کہ لاہور میں حضرت میاں محمد اسماعیل سہروردی المعروف حضرت میاں وڈا رحمۃ اللہ علیہ تبلیغ و ارشاد میں مشغول ہیں تو آپ اس شوق و ذوق میں لاہور تشریف لے آئے۔ جس روز آپ لاہور پہنچے اس روز حضرت میاں وڈا صاحب رحمۃ اللہ علیہ بہت بے قرار اور بے چین رہے جیسے کسی کا انتظار ہوتا ہے۔ بار بار مسجد سے باہر تشریف لاتے اور پھر اندر چلے جاتے۔ جب آپ مسجد تیل واڑہ (موجودہ درس میاں وڈا) میں پہنچے تو آپ کی بے چینی ختم ہوئی۔ نہایت اشتیاق سے ملے اور آپ کے ساتھ ہی رہائش اختیار کی۔ بعدازاں حضرت میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کی شادی لاہور میں ایک مرید کی صاحبزادی سے کر دی لیکن جلد ہی وہ عورت وفات پا گئی۔ میاں صاحب نے آپ کی دوسری شادی کروا دی جس سے اولاد نہ ہوئی۔ پھر حضرت میاں وڈا صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کی تیسری شادی کرا دی جس سے اللہ تعالیٰ نے اولاد عطا فرمائی جو لاہور میں موجود ہے۔ حضرت میاں صاحب کی وفات کے بعد آپ سجادہ نشین مقرر ہوئے اور پچپن سال تک کلام پاک کی تعلیم و تدریس میں مشغول رہے اور اس عظیم الشان قرآنی درس کو قائم و دائم رکھا۔ بالآخر ۱۱۱۰ھ بمطابق ۱۶۹۸ء میں بعہد محی الدین عالمگیر لاہور میں وفات پائی۔

مزار اقدس آپ کا درس میاں وڈا رحمۃ اللہ علیہ کی چار دیواری کے اندر واقع ہے' یعنی میاں وڈا صاحب کے چبوترے پر چار قبریں (۱) مزار حضرت میاں وڈا سہروردی رحمۃ اللہ علیہ (۲) میاں جان محمد سہروردی رحمۃ اللہ علیہ (۳) حضرت نور محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ (۴) مزار میاں محمد صالح سہروردی رحمۃ اللہ علیہ میں سے ایک ہے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

میاں محمد حسین سہروردی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ

آپ حضرت میاں محمد اسماعیل سہروردی المعروف میاں وڈا کے حقیقی برادر خورد تھے۔ ساری عمر درس و تدریس اور تعلیم و ارشاد میں گزاری۔ زندگی کے آخری حصے میں چنیوٹ سے لاہور تشریف لے آئے تھے اور یہیں وفات پائی۔ مزار اقدس قبرستان بی بیاں پاک دامناں (محمد نگر لاہور) میں موجود ہے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

میاں محمد ابراہیم سہروردی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ

حضرت محمد ابراہیم سہروردی حضرت شیخ اسماعیل عرف میاں وڈا کے حقیقی بھائی اور فتح اللہ کھوکھر کے صاحبزادے تھے۔ آپ حضرت میاں وڈا رحمۃ اللہ علیہ سے چھوٹے تھے اور سلسلہ عالیہ سہروردیہ میں بیعت تھے۔ ساری عمر مجرد رہے اور تارک الدنیا رہے۔ مزار اقدس اندرون چار دیواری درس حضرت میاں وڈا رحمۃ اللہ علیہ لاہور میں ہے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

مولوی تیمور سہروردی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ

مولوی تیمور سہروردی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کے ابتدائی حالات کسی مصنف نے نہیں لکھے۔ مختلف کتب قدیم کی ورق گردانی سے آنجناب کے مختصر سے حالات ملے ہیں جو ہدیہ ناظرین کیئے جاتے ہیں۔ آپ کا حضرت مولانا محمد اسماعیل سہروردی سے خاص تعلق خاطر تھا اور اس زمانہ میں لاہور کے ممتاز علماء میں شامل تھے۔ آپ کے بے شمار شاگرد لاہور لور مضافات لاہور میں پائے جاتے تھے۔

میاں جان محمد سہروردی (پرویز آباد) اپنے تذکرہ میں لکھتے ہیں کہ جو مشکل مسائل میرے استاد مولوی تیمور صاحب سے حل نہ ہوتے تھے وہ حضرت میاں وڈا سہروردی رحمۃ اللہ علیہ فوراً حل کر دیا کرتے تھے۔ آپ لاہور کی فرید العصر ہستیوں میں سے تھے۔ تبحر عالم و فاضل تھے' آپ کا سلسلہ طریقت اس طرح ہے کہ مولانا تیمور لاہوری مرید مولانا عبدالکریم مرید مخدوم طیب مرید شیخ برہان الدین مرید مخدوم حسین مرید شیخ میلون مرید شیخ حسان الدین متقی ملتانی رحمۃ اللہ علیہ

خلفاء

حضرت حامد قاری سہروردی رحمۃ اللہ علیہ آپ سے بیعت سہروردیہ سلسلہ میں تھے لور حضرت شیخ جان محمد سہروردی رحمۃ اللہ علیہ جن کا مزار گاف گراؤنڈ گڑھی شاہو کے پاس ہے بھی آپ کی شاگردی میں رہے ہیں، بلکہ انہوں نے مولانا تیمور سے ہی سند حاصل کی تھی۔

مفتی صاحب آپ کے متعلق لکھتے ہیں کہ "شیخ تیمور از اکابر علمائے وقت در لاہور بود" صاحبزادہ حافظ محمد شفیع نے اپنی کتاب "سوانح عمری میاں وڈا صاحب رحمۃ اللہ علیہ" میں آپ کے شاگردوں کے نام تحریر کیئے ہیں جو یہ ہیں۔ (۱) مولانا جان محمد

صاحب فیروز آبادی (۲) حضرت میاں جان محمد صاحب ساکن قصاب پورہ (۳) حضرت میاں ہاشم صاحب سکنہ محلہ شفلاتیاں (۴) حضرت جناب عبدالمجید صاحب (۵) شیخ عبدالکریم وغیرہ دوسرے شہروں میں حضور اخوند فتح محمد' میاں دوست محمد اخوند عمر اور اخوند عثمان پسران میاں امانت خان وغیرہ شامل تھے ۔ان تمام بزرگوں نے اور مولوی تیمور صاحب نے حضرت میاں وڈا صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے بھی فیوض و برکات حاصل کیئے تھے۔ آپ کی درس گاہ سے ہزارہا طالبان علم نے استفادہ فرمایا جو کہ اپنی نوعیت کی ایک لاہور میں مثالی درسگاہ تھی۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

سید زندہ علی سہروردی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ

آپ کا نسب حضرت موج دریا بخاری رحمۃ اللہ علیہ سے ملتا ہے۔ والد بزرگوار کا اسم گرامی سید عبدالکریم بن سید صفی الدین بن سید میراں محمد شاہ بخاری تھا اور ان کے ہی مرید و خلیفہ تھے' آپ کو زندہ امام بھی کہا جاتا ہے۔

آپ بہت خدا پرست اور ولی صاحب کرامت تھے۔ آپ کی اولاد لاہور میں موجود ہے' نہایت متقی اور پرہیزگار تھے' جہاں آپ کے والد کا مقبرہ ہے پہلے وہاں کا پانی بہت کھارا تھا مگر آپ کی دعا سے یہ پانی شیریں ہو گیا تھا۔ جس کنویں کا پانی کھاری شیریں ہو گیا تھا اس کی اینٹیں کرم شاہ گدی نشین نے کھود ڈالیں تھیں۔ آپ کے دو صاحبزادے تھے (۱) سید اچھا شاہ (۲) سید مجہ شاہ اور دونوں لاولد گئے۔

" خزینۃ الاصفیاء "جلد دوم صفحہ گیارہ پر آپ کے متعلق مفتی صاحب

تحریر فرماتے ہیں کہ " شیخ عابد و زاہد و متقی و جامع سیادت و نجابت و شرافت بود و سلسلہ ارادت بخدمت آبائے کرام خود داشت ۔"

آپ کا مزار حضرت موج دریا بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے مزار کے بالمقابل ایڈورڈ روڈ پر واقع ہے' ساتھ ہی ایک مسجد بھی ہے۔ مقبرہ اونچی جگہ پر دونوں سڑکوں کے اتصال پر واقع ہے۔ مفتی غلام سرور لاہوری نے تاریخ وفات اس طرح لکھی ہے ۔

زندہ علی ولی خدا	مرشد و رہنمائے خاص و عام
گو " زہے آفتاب عالم تاب "	سال تولید آں ذوی الاکرام
باز لفظ معظم آمد باو	بہر تولید آں ذوی الاکرام

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

میاں جان محمد سہروردی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ

آپ لاہور کے محلہ پرویز آباد میں اقامت گزین تھے جو کہ چاہ میراں اور کوٹ خواجہ سعید کے درمیان واقع تھا۔ ابتدائی تعلیم آپ نے عبدالحمید لاہوری سے حاصل کی جو کہ حضرت میاں وڈا رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ اور مرید تھے۔ پھر آپ شیخ تیمور لاہوری سے مزید تعلیم حاصل کرنے لگے جہاں تک کہ آپ ایک متبحر عالم بن گئے۔ ازاں بعد آپ نے حضرت میاں وڈا سے بھی استفادہ فرمایا اور سلسلہ عالیہ سہروردیہ میں بیعت اور خلافت حاصل کی اور آسمان سہروردیہ پر آفتاب بن کر ضوفشاں ہوئے۔

آپ حضرت حافظ محمد اسماعیل سہروردی المعروف میاں وڈا رحمۃ اللہ علیہ کے خلفاء

میں سے تھے، علوم ظاہری و باطنی میں تکمیل کی۔ تبحر عالم تھے اس لیئے سرزمین پنجاب کے تمام علماء بحیثیت عالم آپ کی قدر دانی کرتے تھے۔ حضرت میاں محمد اسماعیل المعروف میاں وڈا رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ ہفتہ میں دو دن یعنی دو شنبہ اور جمعہ کو حدیث کا دورہ کیا کرتے تھے اور یہ سلسلہ آنجناب کے وصال تک قائم رہا۔ "تذکرہ علماء و مشائخ سرحد" کے صفحہ ۷۵ پر تحریر ہے کہ حضرت سید شاہ محمد غوث قادری رحمۃ اللہ علیہ جب حدیث کا علم پڑھنے کے لیئے تشریف لائے تو آپ کے آگے ہی زانوئے تلمذ طے کیا تھا اور حدیث کی اجازت بھی انہی سے حاصل کی۔

صاحب طریقت و شریعت بزرگ تھے، مفتی غلام سرور لکھتے ہیں کہ "در طریقت و شریعت فقہ و حدیث عالم کامل و مقتدائے زمانہ بود۔"

ابتداء میں آپ شیخ عبدالحمید خلیفہ میاں وڈا سہروردی رحمۃ اللہ علیہ سے تعلیم حاصل کرتے تھے۔ ایک دفعہ کا واقع ہے کہ شیخ عبدالحمید اپنے پیر و مرشد کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ کے شاگرد رشید میاں جان محمد بھی ساتھ تھے۔ حضرت میاں وڈا رحمۃ اللہ علیہ نے میاں صاحب کو دیکھ کر فرمایا برخودار جب تم پڑھ لکھ کر عالم فاضل بن جاؤ گے تو میرے ساتھ حدیث کا دورہ کیا کرنا چونکہ اس وقت آپ کم عمر تھے اس لیئے شرم اور ادب کی وجہ سے خاموش رہے مگر ایک ایسا وقت آیا کہ میاں جان محمد صاحب حضرت میاں وڈا کے ساتھ حدیث پاک کا دورہ کیا کرتے اور جہاں کہیں شبہ پیدا ہوتا تو مراقبہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے صحیح فرما لیتے۔ "سبحان اللہ" اس دنیا میں کیسے کیسے لوگ گزرے ہیں کہ جن پر آسمان بھی ناز کرتا ہے۔

وفات

آپ کی وفات لاہور میں بعہد بہادر شاہ اول ۱۱۲۰ھ بمطابق ۱۷۰۸ء میں ہوئی

پہلے پرویز آباد (موجود کوٹ خواجہ سعید) میں مدفون ہوئے۔ تین سال بعد آپ کا جسد وہاں سے نکال کر آبادی ورس میاں وڈا ملیجہ میں آپ کے خانقاہ عالیہ کے اندرون حضرت میاں صاحب مذکور کے مزار کے پاس دفن کی گئی۔ مزار پر یہ اشعار لکھے ہیں :

جہاں معنی جان محمد
کہ از عشق محمد گشت محمود

خرد از فضل حق تاریخ سالش
وصال عاشق و معشوق فرمود

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

شیخ حامد قاری سہروردی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ

آپ کے والد کا نام شیخ حسن عالم تھا۔ قرات قرآن پاک میں بہت نام پیدا کیا۔ زہد و ورع میں بھی آپ کا کوئی ثانی نہ تھا۔ ولادت آپ کی ۱۰۷۱ھ بمطابق ۱۶۶۰ء عہد محمد شاہ میں ہوئی اور محلہ نور میں مقیم تھے۔

بیعت آپ نے مولوی تیمور لاہوری ملیجہ سے کی تھی۔ ان کا شجرہ مرشدی اس طرح ہے مولوی تیموری لاہوری مرید شیخ عبدالکریم مرید مخدوم طیب مرید مخدوم برہان مرید مخدوم چنن مرید شیخ سیلون مرید حسان الدین متقی مرید شیخ صدر الدین مرید شیخ بہاء الدین زکریا ملتانی مرید شیخ شہاب الدین عمر سہروردی مرید شیخ ضیاء الدین ابوالنجیب سہروردی مرید شیخ وجیہ الدین مرید محمد بن عمویہ مرید احمد اسود دینوری مرید حضرت جنید بغدادی مرید خواجہ سری سقطی مرید خواجہ معروف

کرخی مرید حضرت داؤد طائی مرید حضرت امام علی موسیٰ رضا مرید خواجہ حسن بصری مرید حضرت علی المرتضیٰ اسد اللہ الغالب کرم اللہ وجہہ۔

آپ بڑے عالم فاضل اور پرہیزگار بزرگ تھے' جس جگہ آپ مدفون ہوئے وہاں ہی درس دیا کرتے تھے۔ مسجد قدیم اب تک موجود ہے جو آپ نے ۱۷۲۸ء میں بنوائی تھی مگر ریلوے ورکشاپس کے اندر آجانے کی وجہ سے غیر آباد ہے کیونکہ اندر جانے کے راستہ آہنی جنگلہ سے ہر وقت بند رہتا ہے' مسجد کے ساتھ ہی کسی زمانہ میں یہاں ایک تالاب بھی تھا جس کا طول چوبیس فٹ اور عرض چودہ فٹ تھا یہ تالاب تین فٹ گہرا تھا۔

حکام شاہی آپ کی خدمت سے بہت فیض یاب ہوا کرتے تھے۔ قرآن خوانی آپ پر ختم تھی' اس وجہ سے قاری کا خطاب ملا تھا۔ آپ نے ایک رسالہ حرمت حقہ و تمباکو میں تحریر فرمایا اور آپ کے ایک مرید نے آپ کے ملفوظات اکٹھے کیئے۔ محمد شاہ رنگیلا کے عہد میں آپ کا فتویٰ لاہور میں چلتا تھا۔ بہت ناموری اور شہرت حاصل تھی۔

مدرسہ حامد قاری

آپ نے ایک مدرسہ قرآن پاک و ناظرہ و حفظ کے لیئے بھی یہاں کھولا ہوا تھا جس کے اخراجات کے لیئے محمد شاہ بادشاہ نے پچاس بیگھہ زمین مزروعہ وقف کی ہوئی تھی اور بعد ان کے جو حاکم بھی آتا رہا یہ معافی بحال رکھتا رہا اور سکھوں کے عہد میں یہ معافی ضبط ہوئی۔ نواب ابوالحسن آصف خان نے جو مدرسہ بنوایا تھا آپ اس کے ناظم اعلیٰ تھے اور لاکھوں روپوں کے سالانہ اخراجات آپ کے ہاتھوں ہوتے تھے۔

مزار پرانوار ویٹ مین روڈ نزد مقبرہ نواب علی مردان کے ساتھ ایک چار

دیواری میں واقع ہے جہاں آنا جانا بہت مشکل ہے۔ وفات ۱۶۵۵ء مصنف "حدیقۃ الاولیاء" مفتی غلام سرور نے تحریر کی ہے جو کہ شہاب الدین شاہجہاں کا عہد حکومت تھا۔ ۹۵ سال آپ کی عمر تھی' مصنف "تحقیقات چشتی" نے آپ کی تاریخ وفات ۱۱۶۶ھ بمطابق ۱۷۵۲ء بعہد خان بہادر ناظم لاہور تحریر کی ہے اور مصنف "تاریخ لاہور" نے تاریخ وفات ۱۱۶۴ھ تحریر کی ہے۔ اس قدیم قبرستان میں بھی بہت سی قبور ہیں' بڑ کا ایک قدیم درخت اور نیم کے بہت سے درخت موجود ہیں۔ گھاس پھوس کی بھی کثرت ہے' عرس دسمبر کے مہینے میں ہر سال ہوتا ہے۔ مفتی صاحب نے تاریخ وفات اس طرح لکھی ہے ۔

حامد آں قاری قرآن عظیم   بود محبوب جناب ذوالمنن

افضل و اقطاب والد جاہ گو   سال تولیدش باقول ضمن

بہر تاریخ وصال آنجناب   گفت سرور حافظ و حامد حسن

احاطہ قبرستان میں بیشمار خاندانی قبور کے مفتی علی الدین سررشتہ دار اور خیرالدین والد مفتی علی للدین لاہوری کی قبور ہیں۔ غیاث الدین صدیقی صاحب خلف محمد جمال صدیقی مرحوم سے مزید درج ذیل حالات ملے ہیں۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

حافظ جان محمد سہروردی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت حامد قاری سہروردی رحمۃ اللہ علیہ چونکہ لاولد تھے اس لیئے ان کی وفات کے بعد ان کے خلیفہ اور مرید حافظ جان محمد سہروردی مدرس اعلیٰ اور امام مسجد مقرر ہوئے۔ ان کو خانقاہ کی تولیت عہد خان بہادر نواب زکریا خان ناظم لاہور میں ملی۔

آپ محمد شاہ روشن اختر اور عالمگیر ثانی کے زمانہ میں لاہور کے ایک نہایت عالم اور فاضل بزرگ تھے۔ بقول مصنف "تحقیقات چشتی" آپ نواب زکریا خاں کے اتالیق تھے۔ آپ کا شاگر نواب یحیٰی خان آپ کا بہت معتقد تھا۔ آپ کا مزار اندرون چار دیواری واقع ہے۔ نزدیک ہی ون کا درخت ہے۔

حافظ رحمت اللہ سہروردی رحمۃ اللہ علیہ

آپ حافظ جان محمد سہروردی کے فرزند ارجمند تھے۔ آپ کا درس بھی خانقاہ میں بدستور جاری رہا۔ مغلیہ سلطنت کے زوال اور احمد شاہ ابدالی کے حملوں کے سبب مغلپورہ سے اندرون شہر منتقل ہو گئے اور شہر میں درس شروع کر دیا۔ کوچہ حافظ رحمت اللہ نزد چوہٹہ مفتی باقر خرادی محلہ آپ کے نام سے آج تک مشہور و معروف ہے۔ آپ کی قبر اندرون چار دیواری یعنی احاطہ حضرت قاری سے باہر ہے۔ حافظ محمد بخش صحاف آپ کے فرزند تھے۔

حافظ محمد بخش صحاف رحمۃ اللہ علیہ

آپ کا زمانہ مہاراجہ رنجیت سنگھ کا زمانہ تھا۔ آپ کا مکتبہ صحافیہ بہت مشہور تھا۔ سکھوں کے عہد میں آپ نے تجارت کتب و صحائف کا ایک عظیم الشان کارخانہ کھولا۔ آپ کو امیر افغانستان کی طرف سے ملک الصحاف کا خطاب ملا تھا۔ آپ کے کارخانہ کی تیار شدہ کتب ایران و خراسان تک برائے فروخت جاتی تھیں۔ قرآن مجید کی لکھائی اور چھپائی کا خاص انتظام تھا۔ وفات ۱۲۶۳ھ ہے۔ مزار اندرون چار دیواری حضرت حامد قاری رحمۃ اللہ علیہ موجود ہے۔ آپ کے تین صاحبزادے تھے۔

۱۔ حافظ بخش

ان کا مزار بھی اس احاطہ میں واقع ہے۔ ان کے صاحبزادے کا نام فیض

بخش تھا۔

۲۔ مولوی فضل دین

ان کا مزار حضرت گھوڑے شاہ سہروردی رحمۃ اللہ علیہ کے مزار کے پاس تیزاب احاطہ میں واقع ہے۔ ان کے تین صاحبزادے تھے۔ مولوی سراج الدین' غلام محی الدین المعروف مولا بخش' مولوی فیروز الدین صدیقی۔

۳۔ حافظ خیر دین

ان کا مزار بھی خاندانی قبرستانی (قبرستان اندرون احاطہ حضرت حامد قاری) میں واقع ہے۔ آپ کے تین فرزند تھے (۱) چراغ دین (۲) رمضان (۳) امیر بخش تھے۔

مولوی فیروز دین صدیقی رحمۃ اللہ علیہ

والد کا اسم گرامی مولوی فضل دین صدیقی تھا۔ وفات ۱۹۳۱ء میں ہوئی۔ آپ کی قبر بھی اپنے والد گرامی مولوی فضل دین کے جوار میں قبرستان حضرت گھوڑے شاہ سہروردی رحمۃ اللہ علیہ کے قرب میں بنی۔ آپ کے پانچ صاحبزادے ہیں۔

(۱) حاجی شاہ دین صدیقی (۲) غلام محی الدین صدیقی (۳) منور الدین صدیقی (۴) علامہ علاؤالدین صدیقی سابق صدر شعبہ اسلامیات پنجاب یونیورسٹی' موجودہ وائس چانسلر پنجاب یونیورسٹی اور (۵) محمد جمال الدین صدیقی مرحوم۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

محمد جمال الدین صدیقی رحمۃ اللہ علیہ

آپ مولوی فیروز الدین صدیقی کے سب سے بڑے صاحبزادے تھے۔ سن ولادت ۱۸۸۹ء ہے۔ والد گرامی کی وفات کے بعد آپ درگارہ حضرت حامد قاری سہروردی رحمۃ اللہ علیہ درگاہ حضرت شاہ عبدالمنان حضوری برقعہ پوش (ہال روڈ) درگاہ حضرت کریم شاہ سہروردی رحمۃ اللہ علیہ اور درگاہ عبداللہ گیلانی المعروف خانقاہ پیر روڑاں والی کے متولی تھے۔ اولیائے اللہ کے مزارت پر حاضری آپ کا مشغلہ تھا۔ آپ نے حضرت حامد قاری کے کچے احاطہ کو گرہ خاص سے پختہ کرایا' نیا کنواں کھدوایا مزید برآں کوشش کر کے چار دیواری حضرت حامد قاری کے چاروں کونوں پر بجلی کے چار پول لگوائے۔ حضرت کریم شاہ سہروردی رحمۃ اللہ علیہ کے مزار اور تعویذ کی مرمت کروائی۔ یہ مزار میاں معراج دین ممبر اسمبلی کی کوٹھی اور ویٹ مین روڈ کے مقام اتصال پر ہے۔ حضرت عبدالمنان نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ کے مزار کا راستہ سڑک کی طرف کروایا اور فرش لگوایا چاہ پانی وائیاں والا کو بند کروا کر ہینڈ پمپ لگوایا۔ پیر روڑاں والا (نواب علی مرادن خان کا مرشد) کا مزار جس پر کسی زمانہ میں بہت عظیم الشان گنبد تھا اب قبر سطح زمین کے برابر تھی آپ نے ہی درست کروایا۔ نیز آپ حضرت حامد قاری کے عرس سے فارغ ہو کر شام کو یہاں بھنڈراہ تقسیم کرانے کا اہتمام کرتے تھے۔ آپ بہت اچھے مصور تھے۔ آپ کی قبر بھی اندرون احاطہ حضرت حامد قاری رحمۃ اللہ علیہ واقع ہے۔

وفات ۱۴ جولائی ۱۹۶۵ء میں ہوئی۔ آپ کے بچوں کے نام یہ ہیں (۱) ضیاء الدین احمد صدیقی (۲) سعید الدین صدیقی (۳) غیاث الدین صدیقی۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

سید کریم شاہ سہروردی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ

مولوی نور احمد چشتی ولد مولوی احمد بخش یکدل مصنف "تحقیقات چشتی" اپنی کتاب مطبوعہ ۱۸۶۷ء کے صفحہ ۳۹۰ پر "احوال مزار کریم شاہ مرحوم" کے زیر عنوان تحریر فرماتے ہیں :

"گنبد ابوالحسن (اب اس کا وجود باقی نہیں ہے) کے شرق رویہ مائل بہ شمال تھڑہ خانقاہ حضرت کریم شاہ صاحب کا ہے یہ چبوترہ خشتی تا بہ سینہ بلند مربع چار گز ہے۔ اس کے اوپر قبر پختہ سرہانے چراغ دان خشتی جس میں بارہ طاقچہ خورد اور ایک زینہ آمدورفت جنوب رویہ تھا اب مسمار ہو گیا' اس تھڑہ کے مشرق کی طرف ایک اور تھڑا ملحقہ تھڑہ بڑا ہے اس پر بھی ایک قبر اور گوشہ پائیں میں ایک کوٹھ خشتی' اب صرف ایک ایک دیوار کھڑی ہے' جنوب رویہ تھڑہ کے ایک اور تھڑہ بوسیدہ خشتی اس پر پانچ قبریں نامعلوم الاسم گوشہ گنی کی طرف دو کوٹھے بے سقف ان کے شمال رویہ بطرف شرق و شمال قدرے دیوار ایک گز بلند کھڑی ہے۔ اس کے غرب رویہ پانچ قبریں اور ہیں اور گوشہ ایشان میں چاہ بے چرخی کا تھڑہ ہے دو فٹ بلند مدہ اس مکان کو اگر مقبرہ ابوالحسن خان کے پاس کھڑے ہو کر دیکھیں تو یوں ہی درخت کیکر نظر آتے ہیں مگر جب نزدیک جائیں تو قبر معلوم ہوتی ہے۔ یہاں بعد سکھاں بڑی رونق رہتی تھی' ایک دو فقیر بھی حاضر رہتے تھے اور نوبت نقارہ بھی بجتا تھا۔ فقط قاضیاں لاہور ان کے خادم ہیں وہ ان کا میلہ بڑی دھوم سے کیا کرتے تھے' مگر اب جب کہ بقضائے الٰہی قاضی اکبر قاضی بیچارے مفلس ہو گئے ہیں یہ مکان غیر آباد ہو گیا ہے۔"

آپ کی تاریخ وفات کے متعلق کوئی تذکرہ نہیں کیا گیا۔ موجودہ صورت

میں آپ کا مزار ایک چھوٹی سی چار دیواری میں جو سطح زمین سے تین چار فٹ بلند ہے جی ٹی روڈ اور ویٹ مین روڈ کے مقام اتصال پر (باغبانپورہ نزدیک کوٹھی میاں معراج دین) واقع ہے۔ آپ کے مزار اقدس پر تحریر ہے "مزار حضرت سید کریم شاہ سہروردی رحمۃ اللہ علیہ" آج سے ایک سو سال قبل چشتی صاحب نے اس مزار کی حالت اور محل وقوع کا ذکر کیا ہے مگر جب میں نے اسے جا کر دیکھا تو اب اس سے کسی قدر مختلف حالت ہے۔ مزار کا کوئی پرسان حال نہیں' البتہ ہر جمعرات کو کوئی نہ کوئی اللہ کا بندہ چراغ ضرور جلا دیتا ہے۔ مزار کے علاوہ اب اس جگہ پر اور کوئی چیز موجود نہیں۔ مزار پر تاریخ وفات درج ہے مگر چراغ جلانے سے جو سیاسی تختی پر چڑھ گئی ہے وہ صحیح طور پر پڑھی نہیں جاتی۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

پیر سکندر شاہ سہروردی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ

آپ کے والد کا اسم گرامی کریم شاہ رحمۃ اللہ علیہ تھا اور پیر قلندر شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے چھوٹے بھائی تھے سلسلہ نسب اس طرح ہے۔ شیخ سکندر بن شیخ کرم شاہ بن شیخ ابوالفتح بن شیخ ابوالحسن ثانی بن شیخ فخرالدین بن شیخ ابوالفتح بن برخوردار بن شیخ ابوالفتح بن شیخ عبدالجلیل چوہڑ بندگی قطب عالم لاہوری رحمۃ اللہ علیہ آپ کی پیدائش لاہور میں ہوئی۔ شیخ سکندر شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے سلسلہ عالیہ سہروردیہ میں بیعت اپنے والد شیخ کرم شاہ رحمۃ اللہ علیہ سے کی تھی۔ آپ کی صاحب حال وقال بزرگ تھے۔

پیر کرم شاہ کی رہائش لاہور میں گزر چوک مانک متصل کھاری کھوئی میں رہی جو اب اندرون بھاٹی دروازہ بازار حکیماں اور چوماله کے درمیان واقع ہے۔

شاعری

آپ کا شاعری میں بھی بلند پایہ مرتبہ تھا' اردو اور فارسی دونوں زبانوں میں شعر کہتے تھے۔ امداد تخلص تھا' پیر مراد شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے اس جواں مرگ بھائی کے سوگ میں قصہ چہار درویش لکھا ہے۔

وفات

آپ کی وفات ۱۷۹۹ء میں بعمر بیس برس لاہور میں ہوئی اور مزار حضرت عبدالجلیل چوہڑ بندگی رحمۃ اللہ علیہ کے نواح میں مدفون ہوئے جو کہ میکلوڈ روڈ پر ریلوے پولیس لائنز کے ساتھ واقع ہے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

سید ہاشم علی شاہ سہروردی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ

آپ موضع رتڑ چھتڑ (مکان شریف) نزد ڈیرہ بابا نانک ضلع گورداسپور (بھارت) کے سادات خاندان سے تعلق رکھتے تھے۔ پیرو مرشد کی تلاش میں لاہور تشریف لائے اور یہاں آپ نے قلندر شاہ سہروردی رحمۃ اللہ علیہ سے خلافت حاصل کی۔ آپ سید امام علی شاہ نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ (مکان شریف) کی اولاد میں سے تھے۔ پیر فرح بخش فرحت "اذکار قلندری" میں لکھتے ہیں :

"آں صاحب ہمت ارشاد فیض آثار پیر و مرشد خود را سعادت ابدی و سرمدی تصورید عرصہ دو نیم سال برکنار دریار متصل کوٹ خواجہ سعید و منتاں تنہا نشستہ ود عبادت خدا متوکلانہ مشغول گشت و مدرسہ سہ روز بے طعام بہ استقلال تمام مے گزرانید و توکل را از دست نمے داد و بہ فضل خدا بامراد از توجہ پیرو مرشد

در ہماں خلوت کارش بجائے رسید کہ اکثر مردان آں سو از راہ عقیدت پیش آمدہ مطیع و منقاد آں نیک نہاد گشتہ چنانچہ بہ سبب رسوخ باشندگان آنجا سید موصوف اقامت آں مکان اختیار نمود۔"

پیر غلام دستگیر نامی نے آپ کا مزار بھی کوٹ خواجہ سعید (مضافات لاہور) میں تحریر فرمایا ہے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

سید فضل شاہ سہروردی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ

آپ لاہور کے رہنے والے تھے' ابتدائی عمر سے مذہب کا طرف لگاؤ زیادہ تھا اور کسی ولی کامل کی تلاش میں رہتے تھے۔ ایک دن آپ موضع اٹاری (بھارت) کی مسجد میں نماز کے لیئے تشریف لے گئے تو وہاں پیر قلندر شاہ سہروردی رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات ہوئی اور ان کے خیالات اور رجحانات سے اس قدر متاثر ہوئے کہ ان سے بیعت کرلی اور ریاضت و مجاہدہ میں مصروف ہو گئے۔

آپ کے پیر و مرشد قلندر شاہ سہروردی رحمۃ اللہ علیہ آپ کے ہاں سانده از مضافات لاہور میں تشریف لے جایا کرتے تھے جہاں آپ کا گھر تھا اور اکثر و بیشتر جاتے رہتے تھے۔ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ آپ کے ہاں پیر قلندر شاہ رحمۃ اللہ علیہ اپنے پانچ چھ مریدوں کے ساتھ تشریف لائے تو آپ نے ان کی دعوت کا اہتمام کیا اور تقریباً پندرہ آدمیوں کا کھانا تیار کر لیا مگر جب آنجناب تشریف لائے تو آپ کے ساتھ بائیس آدمی تھے' آپ کو سخت فکر ہوئی' پیر نے ان کی حالت کو جانچ لیا اور فرمایا فضل شاہ جو کچھ پکایا ہے میرے پاس لے آؤ' سید فضل شاہ فرماتے ہیں کہ حضور

نے کھانا تقسیم کرنا شروع کیا سب نے خوب سیر ہو کر کھایا مگر پھر بھی کافی آدمیوں کا کھانا بچ گیا۔

سید فضل شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے برادر خورد سید کرم شاہ سہروردی رحمۃ اللہ علیہ بھی اس رنگ میں رنگے ہوئے تھے۔ آپ بھی پیر قلندر شاہ رحمۃ اللہ علیہ سے فیض یافتہ تھے اور بیعت بھی اس سلسلہ میں کی۔ پیرو مرشد کا آپ کے خاندان پر خاصہ اثر تھا اور یہی وجہ تھی کہ دونوں خاندانوں میں ذاتی مراسم بہت زیادہ تھے۔ مزار اقدس آپ کا لاہور میں ہے' سن وفات معلوم نہیں ہو سکا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

مولوی غلام فرید سہروردی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ

آپ لاہور کے چوٹی کے علماء میں شمار ہوتے تھے اور علوم ظاہری و باطنی میں درجہ کمال کو پہنچے ہوئے تھے۔ بیحد عبادت گزار تھے' تقویٰ میں اعلیٰ درجہ رکھتے تھے' اہل دنیا سے بہت کم واسطہ رکھتے تھے' مزاج پر تفرید و تجرید کا غلبہ تھا یعنی آپ بہت تنہائی پسند اور گوشہ نشین قسم کے بزرگ تھے اور اس پر ساری عمر کاربند رہے۔ مفتی صاحب تحریر فرماتے ہیں :

" تمام عمر خویش در درس طلبائے علم گزرانید و بادنیا و اہل دنیا کارے نداشت۔" منشی محمد دین فوق اپنی کتاب " یاد رفتگاں " میں تحریر کرتے ہیں کہ آپ عالم اجل اور فاضل اکمل تھے نیز عابد و زاہد تھے۔ مزار اقدس گورستان میانی (مزنگ لاہور) میں واقع ہے۔

مفتی غلام سرور لاہوری لکھتے ہیں " وفات آں جامع کمالات در سال یک

ہزار دو صد شانزدہ ہجریست و مزار پرانوار لاہور در گورستان میانی است۔"۔

وفات

۵ صفر ۱۲۱۸ھ بمطابق ۱۸۰۳ء میں بمقام لاہور ہوئی۔ مفتی غلام سرور نے آپ کی تاریخ وفات اس طرح لکھی ہے ۔

چو فرید آں فاضل دور زماں
از جہاں در جنت والا رسید
"تاج اخبار" است سال اودگر
زبدۂ دیں' متقی فرد و فرید

مولانا رحمان علی نے تاریخ وفات ۱۲۱۶ھ تحریر کی اور یہی " یادرفتگان " میں لکھی ہے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

شاہ رحمت اللہ قریشی سہروردی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ

معتبر کتب تواریخ میں مرقوم ہے کہ آپ حضرت بہاء الدین زکریا ملتانی سہروردی رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد میں سے تھے اور اپنے زمانے کے کامل ولی تھے۔ ساری عمر لاہور ہی میں اس سلسلہ کی نشرو اشاعت میں گزری' نیز رشد و ہدایت اور تعلیم و تلقین کی طرف خاصی توجہ فرماتے تھے ہزارہا افراد کو راہ ہدایت پر لائے اور کثرت سے لوگ آپ کے حلقہ ارادت میں آئے۔ صاحب " حدیقۃ الاولیاء " لکھتے ہیں کہ آپ ملتان سے لاہور تشریف لائے' ساری عمر زہد و ریاضت اور عبادت میں

گزاری۔ صاحب کشف و کرامت تھے اور بیشمار لوگ آپ کی معتقدن میں شامل تھے۔

آپ عہد عالمگیر میں ایک کامل بزرگ گزرے ہیں' بیشمار مرید آپ کے حلقہ ارادت میں تھے جو آپ کی خدمت میں رہتے تھے اور آپ کے نصائح سے مستفید ہوا کرتے تھے' آپ کی علمیت مسلمہ تھی۔

سکھوں کا عہد

سکھوں کے عہد میں جرنیل کورٹ جو کہ ایک فرانسی جنرل تھا اور مہاراجہ رنجیت سنگھ کا بہت منظور نظر تھا' نے اس کی اینٹیں اکھڑوا کر اپنی چھاؤنی میں لگوالیں اور عمارات و آثار کو تباہ و برباد کر دیا۔ آپ کی اولاد میں سے بھلون شاہ مجاور ہوا ہے جس نے دوبارہ یہ عمارت بنوائی اور خرچ اور اخراجات آپ کے مریدان باصفا نے کیئے۔

مزار مبارک ریلوے ہیڈ کوارٹرز آفس اور محمد نگر کے درمیان واقع ہے۔ آپ کی قبر ایک چبوترے پر واقع ہے' نزدیک ہی ایک مسجد بھی ہے اور چند قبور بھی ہیں۔ یہ خانقاہ فرشتیاں والی بھی کہلاتی ہے' اس کی وجہ یہ ہے کہ جن ایام میں بادشاہی مسجد بن رہی تھی اور لاہور میں راج مزدور بالکل نہیں ملتے تھے اور نہ کسی کو اجازت تھی کہ بادشاہی مسجد کی تکمیل تک کوئی اور کام کریں۔ تو لوگوں نے متفقہ فیصلہ کر کے مقبرہ کو راتوں رات پایہ تکمیل تک پہنچا دیا' صبح کو جب لوگوں نے مکمل عمارت دیکھی تو مشہور ہو گیا کہ یہ عمارت فرشتوں نے تیار کر دی ہے۔ آپ کی اولاد موضع ڈھولن وال شہر لاہور میں موجود ہے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

خواجہ ایوب قریشی سہروردی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ

آپ حضرت مفتی محمد تقی کے فرزند ارجمند تھے جن کی وفات لاہور میں ۱۷۳۴ء بمطابق ۱۱۴۶ھ میں ہوئی۔ آپ نے ساری عمر تجرید و تفرید میں گزاری اور اپنی آبائی مسجد مفتیاں میں درس و تدریس دیا کرتے تھے۔ آپ اغنیا کی صحبت سے متنفر تھے اور ان کے دروازے پر نہ جایا کرتے تھے۔ وفات آپ کی ۱۷۱۸ء بمطابق ۱۱۳۱ھ میں بعہد محمد شاہ رنگیلا بادشاہ دہلی ہوئی۔ بیعت اپنے والد سے طریقہ سہروردیہ میں تھے۔ آپ کے والد گرامی کا نام مفتی شیخ کمال الدین خورد تھا جو فقیہ کامل اور فاضل تھے اور سلسلہ سہروردیہ میں شیخ الوقت تھے۔ وفات آپ کی ۱۶۷۹ء بمطابق ۱۰۹۰ھ میں بعہد اورنگزیب عالمگیر لاہور میں ہوئی۔ آنجناب بھی اپنی آبائی مسجد مفتیاں میں درس قرآن و حدیث دیا کرتے تھے۔

آپ اپنے زمانے کے صاحب تصرف اور زہد و تقویٰ میں مانے ہوئے بزرگ تھے۔ آپ بہت فاضل و عالم تھے۔ آپ مثنوی شریف کا درس بھی دیا کرتے تھے۔ سلسلہ سہروردیہ میں اپنے والد حافظ مفتی محمد تقی سے بیعت تھے۔ اپنی آبائی مسجد مفتیاں میں درس قرآن پاک اور حدیث خیرالانام صلی اللہ علیہ وسلم دیا کرتے تھے۔ ہزارہا طلباء نے آپ سے فیضان حاصل کیا اور آپ تشنگان علم کو سیرابی سے مالا مال کرتے تھے۔

حضرت شاہ محمد غوث قادری لاہوری رحمۃ اللہ علیہ ' مولانا عابد لاہوری رحمۃ اللہ علیہ اور شاہ عنایت قادری لاہوری رحمۃ اللہ علیہ آپ کے معاصرین میں سے تھے۔ تصانیف میں مثنوی "مخزن عشق" اور "شرح مثنوی مولانا روم" جس کو "شرح ایوبی" بھی کہا جاتا ہے ہیں۔ "مثنوی مولانا روم" کو نہایت شرح و بسط سے بیان فرمایا کرتے تھے۔ شرح

مثنوی مولانا روم ۱۷۰۲ء بمطابق ۱۱۱۴ھ میں مکمل کی۔

مصنف " تذکرۃ الصلحاء " نے آپ کی تاریخ وفات ۲۱ جمادی الثانی ۱۱۴۲ھ بمطابق ۱۱۵۵ء تحریر کی ہے اور " ذکر جمیل " میں بھی یہی درج ہے یہ محمد شاہ رنگیلا' شاہ دہلی کا عہد تھا۔ مزار آنجناب کا محمد نگر میں بی بیاں پاک دامن کے قبرستان نزد مقبرہ بی بی حاج و بی بی تاج واقع ہے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

حافظ مفتی رحمت اللہ سہروردی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ

آپ مفتی محمد ایوب سہروردی رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادے تھے۔ تعلیم و تربیت انہی کی زیر نگرانی پایہ تکمیل کو پہنچی اور سلسلہ سہروردیہ میں خلافت اپنے والد سے پائی۔ اپنے زمانہ میں لاہور کے نامور علماء میں شمار ہوتے تھے۔ مسجد مفتیاں میں درس حدیث قرآن دیا کرتے تھے۔ آپ نے سکھوں کی طائف الملوکی کے دو بدترین زمانے دیکھے' ایک زمانہ تو وہ تھا جب کہ سہ حاکمان لاہور کا راج تھا' سکھ رہزن شہر میں دندناتے پھر رہے تھے' ظلم و ستم کی انتہا تھی' عدل و انصاف کا نام تک تاریخ لاہور سے مٹ چکا تھا اور کوئی باقاعدہ حکومت نہ تھی' نہایت پر آشوب دور تھا۔ مرکزی حکومت میں کوئی دم نہ تھا' درانی اور ابدالی کے حملوں نے مسلمانوں کو ہی کمزور کر دیا تھا۔ جب یہ حملہ آور آتے تو سکھ لٹیرے پہاڑوں کی طرف بھاگ جاتے اور جب وہ حملہ آور واپس چلے جاتے تو یہ پھر سرزمین لاہور کو خون سے لالہ زار کر دیتے۔ ڈھائی سیرا قحط کی وجہ سے لاہور کے عوام الناس اس شہر سے بھاگ رہے تھے۔

دوسرا وہ زمانہ تھا جب ۱۷۹۹ء میں مہاراجہ رنجیت سنگھ نے لاہور میں باقاعدہ حکومت قائم کرلی اور وہ لاہور کو مرکز بنا کر دور دراز کے علاقوں پر حملے کر رہا تھا تو ایسے زمانہ میں جب کہ لاہور میں کسی مسلمان کی عزت و ناموس محفوظ نہ تھی بلکہ مساجد اور آثار کو بھی مٹایا جارہا تھا تو اس زمانہ میں بھی آپ نہایت خاموشی سے اپنے طریقت کے سلسلہ کی اشاعت میں مصروف رہے۔ بقول مصنف "ذکر جمیل" آپ تفسیر و حدیث فقہ و ادب معانی و منطق اصول و فروع علم الکلام اور علم طب میں امام وقت تھے۔

معاصرین میں سے مولانا غلام فرید لاہوری رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۱۸۰۱ء، ملا محمد صدیق لاہوری رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۱۷۷۸ء امام خطیب مسجد وزیر خان، مفتی محمد مکرم مفتی اعلیٰ لاہور ۱۸۰۱ء تک آپ زندہ تھے۔ مولانا شہریار رحمۃ اللہ علیہ خطیب مسجد چینیاں والی اور حافظ جمال الدین المعروف حافظ لدھا المتوفی ۱۷۷۳ء آپ کے معاصرین میں سے تھے۔

وفات

آنجناب کی وفات ۱۸۰۶ء بمطابق ۱۲۲۱ھ بعہد مہاراجہ رنجیت سنگھ لاہور میں ہوئی، فرزندوں میں پہلے مولانا حافظ مفتی محمدی رحمۃ اللہ علیہ اور دوسرے مولانا مفتی شاہ محمد رحیم اللہ رحمۃ اللہ علیہ بہت معروف تھے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

مفتی رحیم اللہ سہروردی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ

والد گرامی کا نام حکیم حافظ مفتی رحمت اللہ رحمۃ اللہ علیہ تھا جو مفتی محمد ایوب سہروردی رحمۃ اللہ علیہ کے فرزند ارجمند تھے اور انہی کی زیر نگرانی ابتدائی تعلیم مکمل کی اور اس میں کمال حاصل کیا اپنے مریدوں اور شاگردوں سے نہایت مروت برتتے تھے۔

تجرید و تفرید اور فقر و توکل میں بے مثال تھے۔ اکل حلال کے لیئے خود کام کرتے تھے' سلسلہ سہروردیہ کے شیخ الوقت تھے' تمام عمر مسجد مفتیاں میں کلام پاک اور حدیث کا درس دیتے رہے۔ آپ کے حقیقی بھائی حافظ مفتی محمدی رحمۃ اللہ علیہ نے جو صاحب ثروت تھے آپ کی اولاد کے لیئے خواہش ظاہر کی مگر آپ نے انکار کر دیا تھا کیونکہ آپ دنیا کی دولت سے متنفر تھے۔ خود کماتے تھے اور اس میں سے بھی حاجت مندوں کی امداد فرماتے تھے۔

سکھ گردی

آپ کے والد اور آپ کے زمانہ میں پہلے سہ حاکمان لاہور تباہی و بربادی کا منظر پیش کرتے رہے اور بعدازاں مہاراجہ رنجیت سنگھ مسلمانوں کے آثار و تہذیب سے خونی ہولی کھیلتا رہا۔ سکھوں نے محلہ کوٹلی مفتیاں کو اجاڑ دیا' مسجد ویران کر دی' صدیوں پرانا کتب خانہ برباد کر دیا' ظلم و ستم کی حد کر دی جس سے اس خاندان کے بیشتر افراد یہاں سے ہجرت کر گئے' مگر آپ اپنے آبائی مکانوں میں ہی مقیم رہے اور مسلسل درس و تدریس اور رشد و ہدایت میں مصروف رہے۔ آپ کے صاحبزادہ مفتی غلام محمد نے اپنے والد سے ہی خلافت سلسلہ سہروردیہ میں حاصل کی تھی جن کی وفات ۱۸۸۹ء میں بمقام لاہور ہوئی اور قبرستان بی بیاں پاک دامن محمد نگر میں مدفون ہوئے۔ قبرستان کی یہ زمین مفتی غلام سرور لاہوری

مصنف " خزاینۃ الاصفیا ' حدیقۃ الاولیاء 'تاریخ مخزن پنجاب' مدینۃ الاولیاء 'گنجینہ سدوری " وغیرہ نے خریدی تھی جو کہ تاریخ لاہور کے معاملہ میں ایک مستند ہستی تھی۔

آپ کے دو فرزند تھے مفتی غلام محمد اور دوسرے حافظ مفتی غلام رسول۔ معاصرین سے حافظ محمد لاہوری مزنگوی ' حاجی حافظ روح اللہ سہروردی اور مولانا غلام محمد عرف امام گاموں جن کا مقبرہ مسجد وزیر خان کے پاس ہے اوپر گنبد بنا ہوا ہے۔

وفات

۱۸۹۱ء بمطابق ۱۲۳۵ھ میں ہوئی ' یہ مہاراجہ رنجیت سنگھ کا عہد تھا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

شاہ حسن ولی کامل سہروردی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ

آپ کے حالات کی تحقیق کے لیئے بیشمار کتب سے استفادہ کیا گیا مگر کہیں سے بھی مزید معلومات حاصل نہ ہو سکیں' صرف یہی پتہ ملا کہ آپ کی بیعت سلسلہ عالیہ سہروردیہ میں تھی مگر اقامت گزین لاہور ہی میں تھے۔ بیشمار خلق خدا نے اس ولی کامل سے استفادہ کیا' اس کے علاوہ یہ بھی پتہ نہ چل سکا کہ کس عہد میں آپ وارد لاہور ہوئے یا وصال فرمایا۔

مفتی غلام سرور لاہوری تحریر فرماتے ہیں کہ مکان نہایت متبرک اور پر فیض ہے۔ مزار پرانوار صحن مسجد بوہڑ والی اندرون موچی دروازہ واقع ہے' نیز مرجع خلائق ہے۔

صوفی قلندر علی سہروردی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ

خاندان

آپ موضع کوٹلی لوہاراں کے گیلانی سادات کے چشم و چراغ تھے' سلسلہ نسب سیدنا حضرت ابوالحسن قاری شاہ بدیع الدین آغا شہید اور حضرت ابوبکر عبدالرزاق رحمتہ اللہ علیہ کے واسطہ سے محبوب سبحانی غوث صمدانی سید عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک جا ملتا ہے۔ چار برس کی عمر سے ابتدائی تعلیم شروع کی' آٹھ سال کی عمر میں سر سے سایہ پدری اٹھ گیا مگر انتہائی غیر مساعد حالات کے باوجود آپ نے اپنا سلسلہ تعلیم و تدریس جاری کیا۔

تعلیم و تربیت

عام تعلیم مڈل تک تھی لیکن بچپن سے ہی دینی تعلیم کی طرف رجوع نے آپ کو مزید دینی تعلیم حاصل کرنے کی تلقین کی' چنانچہ آپ دیوبند میں ایک رات قیام کے بعد بریلی شریف میں اعلیٰ حضرت احمد رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے' وہاں آپ کا قیام تقریباً اڑھائی برس رہا۔ تفسیر' حدیث' فقہ' قانون اور کلام کی تعلیم آپ سے حاصل کی۔ وہاں سے ہی آپ کو شوق پیدا ہوا کہ اپنا کوئی پیر طریقت ہونا چاہیے چنانچہ آپ اس کی تلاش میں گولڑہ شریف میں پیر مہر علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے' وہاں سے مختصر قیام کے بعد آپ حیات گڑھ ضلع گجرات تشریف لائے اور حضرت میاں غلام محمد صاحب سہروردی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے' ان سے بیعت سلسلہ عالیہ سہروردیہ میں کی اور خلافت حاصل کی اور اپنے وطن مالوف کوٹلی لوہاراں واپس چلے گئے۔ آنجناب نے حضرت میاں شیر محمد صاحب نقشبندی شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ سے بھی استفادہ فرمایا تھا۔

لاہور میں آمد اور قیام

لاہور میں آپ اپنے وطن کوٹلی لوہاراں مشرقی سے جو کہ سیالکوٹ سے نو میل کے فاصلہ پر ہے' تشریف لائے اور اپنے ایک پیر بھائی عبدالعزیز صاحب محلہ اڈیاں قلعہ گوجر سنگھ کے پاس قیام کیا جو کہ محکمہ دستکاری میں افسر تھے۔ یہاں آپ مختلف اولیائے کرام کے مزارات پر حاضری دیتے رہے۔ بالخصوص حضرت داتا گنج بخش علیہ الرحمتہ اور شیخ حسو تیلی سہروردی رحمۃ اللہ علیہ اولیائے عظام کے مزارات پر آپ بالخصوص حاضری دیا کرتے تھے جن میں حضرت قطب عالم سید عبدالجلیل چوہڑ بندگی سہروردی رحمۃ اللہ علیہ شیخ موسیٰ آہنگر سہروردی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ قابل ذکر ہیں۔

خطابت جامع مسجد حضرت شاہ ابوالمعالی رحمۃ اللہ علیہ

کچھ عرصہ بعد آپ نے جامع مسجد حضرت شاہ ابوالمعالی قادری لاہوری رحمتہ اللہ علیہ میں خطابت اور امامت کا سلسلہ شروع کیا۔ آپ کے وعظ دلپذیر سے بیشمار خلقت حاضر ہونے لگی' یہ ناچیز بھی خطبہ میں آپ کے کلام معجز بیان سے بیحد متاثر ہوتا تھا اور آپ سے ربط و ضبط بھی رہا۔

اپنا ذاتی مکان

اس دوران آپ نے اپنے پیر و مرشد بابا جی کے فرمان کے مطابق محلہ اڈیاں قلعہ گوجر سنگھ میں تھوڑی سی اراضی خرید کر اپنا ذاتی مکان بنوایا اور خطابت و امامت چھوڑ کر تصوف اور طریقت کی طرف مائل ہوئے' چونکہ گزشتہ صدی سے سہروردی طریقے کا لاہور میں کوئی عروج نہیں ہوا تھا اس لیئے آپ نے اس سلسلہ کی ترویج و تجدید میں بے پناہ کوشش کی اور اس میں آپ نے نمایاں طور پر

کامیابی حاصل کی۔ اس طرح آپ نے چند سال مزید گزارے اور مسجد چوہدریاں قلعہ گوجر سنگھ میں دوبارہ خطابت شروع کر دی' یہاں بھی لوگوں کے ٹھٹھ لگنے شروع ہو گئے اور بے پناہ خلقت نے آپ سے فیوض و برکات حاصل کیئے۔

نمونہ تحریر

چونکہ آپ نے بیشمار کتب تصنیف فرمائی تھیں اس لیئے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ آپ کی تحریر کا بھی نمونہ دے دیا جائے کیونکہ آپ کی کتب کی اشاعت عام نہیں ہے بلکہ خلفاء اور مریدین تک ہی محدود ہے' بازار میں آپ کی کتب نہیں بکتیں "جمال الہیٰ" میں اسماء اللہ الحسنیٰ کے زیر عنوان "الکریم" کے زیر تحت لکھتے ہیں۔

"کریم کرم سے ہے' کرم کے معنی جود و سخا اور انتہائی عزت و عظمت کے ہیں۔ اہل زبان کے محاورہ میں صفت کریم پر یوں اطلاق ہوتا ہے کہ وعدہ میں وفا' باوجود قدرت و طاقت کے عفو و درگزر' عیب دیکھنے پر بھی پردہ پوشی اور گناہ معلوم ہونے پر درگزر کرنا۔ اللہ تعالیٰ کریم ہے اور جملہ معانی کے اعتبار سے کریم ہے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا مبعوث فرمانا' قرآن کریم کا نزول' اجر کریم کا عطا کیا جانا' مدخل کریم کا داخلہ' رزق کریم کی ارزانی' تمام تر مخلوق پر انعام و اکرام کی بارش اس کی شان کریمی میں داخل ہے۔ وہی حقیقتاً مالک جود و کرم' جواد مطلق اور غنی برحق ہے جو امید سے زیادہ عطا فرما کر امیدوار کو سرفرازی بخشتا ہے۔

"جمال رسول" صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم جو ۳۵۲ صفحات پر مشتمل ہے اسماء شافیہ مبارک آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم تشریح کے زیر عنوان محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے زیر تحت لکھتے ہیں۔

"اللہ تعالیٰ نے آپ کو یہ خصوصیت دی ہے کہ آپ کے اسماء کے ضمن میں آپ کی تعریف فرمائی ہے۔ آپ کے ذکر کے اثنا میں آپ کے بڑے شکر کا ذکر مخفی رکھا ہے۔ اس اسم شریف میں جو بروزن مفعل ہے' کثرت حمد میں مبالغہ ہے یعنی حضور حمد کرنے والوں میں سب سے بڑھ کر ہیں اور ان سب سے افضل ہیں جن کی تعریف کی جاتی ہے' اس لیئے کائنات کا ذرہ ذرہ آج تک حضور ﷺ کا ثنا گستر و مدح خواں ہے اور ان کے پیارے نام کی نوبت شاہانہ رات دن کے چوبیس گھنٹوں میں پانچ مرتبہ مساجد کے بلند ترین میناروں سے سامعہ نواز ہے اور قیامت کے دن بھی حمد کا جھنڈا حضور ﷺ کے ہاتھ میں ہوگا تاکہ کمال حمد آپ کے لیئے پورا ہو' اس میدان میں آپ حمد کی صفت سے مشہور ہو جائیں' آپ کا رب آپ کو مقام محمود پر اٹھائے گا اس مقام میں آپ سب کی شفاعت فرمائیں گے اور آپ کی تعریفوں کے وہ دروازے کھلیں گے جو کسی پر نہ کھلے ہوں اور نہ کھولے جائیں گے۔

ایک تیسری کتاب "سیاح لامکان" میں "لیلتہ الاسراء" میں مقام ادائیگی اور انتخاب سواری کے زیر عنوان تحریر فرماتے ہیں :

"جس قادر قیوم نے آسمانوں کو بے ستون اور زمین کو بے میخ قیام بخشا' جس نے قطرہ آب سے اشرف المخلوقات پیدا کیا' جس نے خون کو پستان مادر میں شیر شریں بنایا' جس نے پشہ سے لشکر نمرود کو ہلاک کیا' جس نے طیر ابابیل سے اصحاب فیل کو مروایا' جس نے کشتی نوح کو طوفان سے نجات دی' جس نے دریائے نیل سے موسیٰ کو پار لگایا اور فرعون کو غرق کیا' جس نے بھڑکتی آگ کو اپنے خلیل پر گلزار کیا' جس نے یونس کو بطن حوت میں سمندر کی سیر کرائی' جس نے شاہ سکندر ذوالقرنین کو مشرق و مغرب کی زمین دکھائی' جس نے تخت سلیمان کو ہوا میں معلق کیا' جس نے داؤد کے ہاتھ میں لوہے کو موم کر دیا' جس نے موسیٰ کلیم اللہ بنا

کر جبل طور پر بلایا۔ جس نے عیسیٰ کو چرخ چہارم پر اٹھایا' جس نے بلعم بن باعور کو نار دوزخ میں جلایا اور ساحران فرعون کو معہ آسیہ کے جنت میں پہنچایا وہی اب سبحانی ذات پاک معبود اپنے بندے محبوب و مقبول بندے' ممتاز و مختار بندے محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو بعض حصہ رات میں مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک اور وہاں سے سدرۃ المنتہیٰ اور سدرۃ سے عرش اعظم تک اور وہاں سے لامکان تک مع الجسم لے گیا۔ سوتے کو جگا کر لے گیا' شان و احترام سے لے گیا' خانہ ام ہانی سے لے گیا' بیت الحرام میں لے گیا' شب دو شنبہ میں ستائیسویں رجب شریف کو قرب خاص میں لے گیا اور قرآن شاہد ہے کہ سرکار کائنات محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو اس کا رب عالم بالا پر لے گیا۔ سبحان الذی اسری بعبدہ لیلاً من المسجد حرام الی المسجد القصیٰ ☆

ملاحظہ فرمائیں کہ آپ کے کلام معجزہ بیان میں کس قدر شرنی اور صداقت ہے جو لکھنے والے کی عملیت' قابلیت اور سلجھے ہوئے طرز بیان کی ترجمانی کرتی ہے نیز معلوم ہوتا ہے کہ یہ کس عالم باعمل صوفی کی تحریر ہے جو خود شریعت کے رموز کو جانتا ہے اور دوسروں کو بتانا بھی جانتا ہے۔

خلفائے نامدار

آپ نے اپنے مشن کی مکمل رہنمائی کی اور سلسلہ سہروردیہ کی ترویج میں بڑا حصہ لیا' آپ کے ہزاروں کی تعداد میں مرید ہیں جن میں سے صوفی مولوی سعید احمد سہروردی مرحوم' صوفی فیروز الدین مزنگ' محمد اقبال حمید کراچی۔ چوہدری محمد شفیع لائل پور (فیصل آباد) بٹالہ کالونی مرزا غلام محی الدین سہروردی مرحوم' حاجی معراج الدین سمسانی ہنجروالی' مولوی غلام نبی سہروردی خطیب جامع مسجد گوجرہ بہت ممتاز شخصیت کے مالک ہیں ان کے علاوہ آپ کے مریدین میں حاجی

یوسف علی سہروری رحمۃ اللہ علیہ گڑھی شاہو اس سلسلہ کے مبلغ ہیں۔ ریاض صاحب کا اسم گرامی آپکے محب شاعروں میں شمار ہوتا ہے۔

اولاد

آپ کی اولاد کی تفصیل اس طرح ہے (۱) سید فیض احمد سہروردی (۲) سید فیاض احمد سہروردی (۳) صاحبزادہ سید امتیاز احمد تاج سہروردی (۴) سید اعجاز احمد سہروردی (۵) سید سجاد احمد سہروردی رحمۃ اللہ علیہ اس کی علاوہ آپ کی چار صاحبزادیاں تھیں۔

وفات

آپ کی وفات حسرت آیات آنجناب کے آبائی مکان محلہ آدیاں میں ہوئی' بخار ہوا تھا مگر اتر گیا بعد میں کمزوری کافی تھی چنانچہ آخری چہار شنبہ ۲۷ صفر المظفر ۱۳۷۷ھ بمطابق ۱۰ ستمبر ۱۹۵۸ء کو وصال فرمایا۔

اس وقت آپ کی عمر ۶۳ سال کی تھی پہلے کچھ اصحاب کا خیال تھا کہ قبرستان حضرت بی بیاں پاکدامناں (محمد نگر) میں دفن کیا جائے' قبر بھی کھد چکی تھی مگر حاجی معراج الدین سہروردی ساکن ہنجروال کے اصرار پر میت ہنجروال لے جائی گئی اور وہاں ہی دفن کیئے گئے۔ نماز جنازہ پولیس لائنز قلعہ گوجر سنگھ لاہور کی گراؤنڈ میں ادا کی گئی جو علامہ ابوالبرکات سید احمد قادری مدظلہ صدر مرکزی انجمن حزب الاحناف پاکستان نے ادا کی۔ نماز جنازہ میں بے پناہ خلقت تھی۔

تصانیف

آپ نے بہت سی تصنیفات چھوڑی ہیں جن میں سے چند ایک کے نام یہ ہیں" جمال الٰہی' جمال رسول' الفقر فخری' موعظة اللمتقین' سیاح لامکان' دعوت الحنیفه' پردہ نسواں' حلیة النبی' لباس تقویٰ' رسالہ علم غیب' قیمص

یوسفی' تذکرہ سہرودیہ' تعارف سہروردیہ' انوار سہروردیہ' صحیفہ غوثیہ' میلاد الرسول' شعبان المعظم' کتاب الصوم' صوت ہادی' اسلامی عورت' زکوٰۃ کا اسلامی نظام' شرح قصیدہ غوثیہ' اس کے علاوہ نور مستور کا مسودہ بھی تیار تھا جو اشاعت پذیر نہیں ہو سکا وہ صاحبزادہ سید امتیاز احمد سہروردی کے پاس محفوظ ہے۔ ماہنامہ رسالہ "الفاطمہ" بھی آپ کی زیر ادارت نکلا تھا۔ جن ایام میں کہ آپ حضرت شاہ ابوالمعالی قادری رحمۃ اللہ علیہ کی مسجد میں خطابت کے فرائض انجام دیتے رہے آپ فارسی اور اردو کے بہترین شاعر بھی تھے۔

مقبرہ

مقبرہ ہنجروال برلب سڑک ملتان روڈ ساتویں میل پر واقع ہے جو کہ ابھی زیر تعمیر ہے۔ گنبد بہت بڑا ہے' ایک محتاط اندازے کے مطابق تقریباً ساٹھ ہزار روپیہ خرچ ہو چکا ہے' روپیہ آپ کے خلفاء اور مریدین وغیرہ خرچ کر رہے ہیں۔ سنگ بنیاد ٦ جون ١٩٦١ء کو صاحبزادگان حضرت صوفی قلندر علی صاحب سہروردی رحمۃ اللہ علیہ نے رکھا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

کچھ مصنف کے بارے میں

مصنف کا پیدائشی وطن مضافات کلانور ضلع گورداسپور ہندوستان میں واقع تھا جو کہ ایک نہایت مردم خیز اور عہد آفرین علاقہ تھا نیز ثقافتی' جغرافیائی اور تہذیبی لحاظ سے صوبہ لاہور کا ایک علیحدہ پرگنہ تھا' کسی دور میں یہ علاقہ تہذیب و تمدن کا بہت بڑا مرکز اور تجارت و سیاست کا اہم خطہ تھا اس لیئے برصغیر کے قدیم ترین شہروں میں شمار ہوتا تھا۔

میری پیدائش قصبہ دلیل پور کلانور میں ہوئی جو کہ بٹالہ جانے والی سڑک پر ایک میل کے فاصلے پر واقع ہے۔ آب و ہوا نہایت اچھی تھی اور اعلیٰ فصلوں کی وجہ سے نہایت ذرخیز علاقہ مانا جاتا تھا۔ قیام پاکستان کے بعد اب وہاں کے تمام قدیمی آثار و عمارات غیر مسلموں کے ہاتھوں چلے گئے جن کا وجود نیست و نابود ہوتا جارہا ہے۔ پرگنہ کلانور کا علاقہ بٹالہ تک واقع تھا اور یہاں کا علیحدہ گورنر مقرر ہوا کرتا تھا۔ ایک قدیم ترین ہندو آبادی ہونے کی وجہ سے خاندان غلاماں سے لودھی خاندان تک یہ شہر تاتاریوں اور مغلوں کی آماج گاہ بنا رہا اور مغلیہ دور میں تو یہ شہر اور اس کے مضافات انہی کے مسکن بنے رہے۔ اس عہد میں یہاں بہت سے غیر ملکی سادات افغان اور مغل خاندان آباد ہو گئے اور مضافات حکیم پور' دلیل پور' میاں کوٹ' رحیم آباد' رسول پورہ وغیرہ میں بھی یہی کیفیت تھی۔ علاوہ ازیں شہنشاہ اکبر کی اس شہر سے محبت کی بنا پر بہت سے راجپوت خاندان بھی یہاں مستقل طور پر رہائش پذیر ہو گئے اور یہیں کے ہو رہے۔

یہ راحت افزا مقام باری دواب میں بٹالہ سے بارہ میل گورداسپور سے ۱۴

میل اور ڈیرہ بابا نانک سے صرف سات میل کے فاصلہ پر واقع تھا اور اب بھارت کا ایک حصہ بن گیا ہے۔

تاریخی پس منظر

خاندان مغلیہ سے قبل یہ علاقہ عساکر شاہی کی آمد و رفت کے لیئے مخصوص تھا' خاص طور پر خاندان غلاماں سے لے کر لودھی خاندان تک تمام شاہان عصر کے لشکر اس راستے سے آتے جاتے تھے اور مضافات کلانور کو ایک خاص اہمیت خاص رہی کیونکہ ایک تو یہ کرن ندی کے کنارے واقع تھا اور دوسرے یہ ایک اونچے ٹیلے پر قدیم زمانے کا شہر آباد تھا اور لشکروں کی دیکھ بھال کے لیئے ایک اچھا خاصہ فوجی مستقر کی حیثیت حاصل کر چکا تھا۔ مزید برآں باغات کی بھی کثرت تھی۔

سید خاندان کے بادشاہ مبارک شاہ ۱۴۲۱ء سے ۱۴۳۴ء کے زمانہ میں ۱۴۲۱ء میں جسرت گکھڑ نے لاہور پر حملہ کیا تو یہاں سے شکست کھا کر کلانور چلا گیا اور کلانور کے قلعہ کا محاصرہ کر لیا۔ رائے ․بھیم بھی شاہی فوجوں کی مدد کے لیئے چلا گیا اور جسرت گکھڑ کو پیچھے ہٹا دیا۔

۱۴۲۸ء میں جسرت گکھڑ نے قلعہ کلانور کا محاصرہ کر لیا ملک سکندر تحت لاہور سے فوجیں لے کر شاہی فوج کی مدد کے لیئے گیا جسرت گکھڑ نے کلانور سے چند میل نکل کر اس کا مقابلہ کیا اور اس کو شکست دے کر لاہور کی طرف بھگا دیا اور پھر کلانور میں مقیم رہ کر فوجوں کو مضبوط کیا اور دریائے بیاس عبور کر کے جالندھر پر حملہ آور ہوا مگر شکست کھا کر واپس ہوا۔ شہنشاہ کو جب اس کا علم ہوا تو انہوں نے زیرک خان امیر سمانہ اور اسلام خاں امیر سرہند کو اس کے قلع قمع کے لیئے روانہ کیا۔ انہی دنوں ملک سکندر کلانور پہنچا اور اس شہر کے کوتوال رائے غالب

کی فوجوں کے تعاون سے جسرت کھکڑ کو کانگڑہ کی طرف بھگا دیا۔

"توزک بابری" میں لکھا ہے کہ جب بابر سیالکوٹ سے روانہ ہو کر دریائے راوی پار کر کے کلانور پہنچا تو اس وقت دن کا تیسرا پہر تھا۔ محمد سلطان مرزا اور عادل سلطان مرزا حاضر خدمت ہوئے' یہ واقعہ ۹۳۲ھ بمطابق ۱۵۲۵ء کا ہے' وہ مزید لکھتا ہے کہ رات کی تاریکی میں ہم نے کلانور سے روانگی اختیار کی۔

جج محمد لطیف "ہسٹری آف پنجاب" میں لکھتا ہے کہ جب ظہیر الدین بابر لاہور پہنچا تو اس نے پرگنہ کلانور کا گورنر محمد علی تاجک کو مقرر کیا۔ محمد علی سیالکوٹ میں بابر کی خدمت میں حاضر ہوا تھا۔ ہیرلڈ لیم لکھتا ہے کہ دولت خان لودھی اور غازی خان نے کلانور فتح کر کے لاہور پر حملہ کرنے کی تیاری شروع کر دی' بابر کو معلوم ہوا تو اس نے اس کا قلع قمع کرنے کی ٹھانی۔

ولیم ارسکن اپنی کتاب "ظہیر الدین بابر اور اس کے عہد" میں لکھتا ہے کہ دسمبر ۱۵۲۵ء میں جب بابر سیالکوٹ پہنچا تو لاہور سے بھی سپاہ آکر ملی یہاں اس کو معلوم ہوا کہ دولت خان لودھی اور غازی خان چالیس ہزار سپاہ کے ساتھ اس کا مقابلہ کرنے کی تیاریاں کر رہے ہیں چنانچہ بابر تمام بھاری جنگی ساز و سامان سیالکوٹ چھوڑ کر دریائے راوی عبور کر کے کلانور پہنچا تاکہ دشمنوں کا فوری قلع قمع کر سکے۔ اس سفر میں بابر کے ساتھ چند جانباز سپاہی تھے۔ یکم جنوری ۱۵۲۶ء کو بابر کلانور سے روانہ ہوا' یہ بابر کا ہندوستان پر پانچواں حملہ تھا۔ کلانور سے بابر منزل بہ منزل دہلی پہنچا اور ہندوستان کو فتح کر لیا۔

شہنشاہ بابر کی وفات کے بعد نصیر الدین ہمایوں بھی اس راستے لاہور آتا جاتا رہا اور جلال الدین اکبر کی رسم تاج پوشی اسی قصبہ میں ہوئی اور اس کی وجہ سے اس قصبہ کو تاریخی حیثیت حاصل ہو گئی۔ تمام بڑے بڑے جرنیلوں' امراء اور وزراء نے تو اپنے باغات اور محلات بھی کلانور اور مضافات کلانور میں تعمیر کرائے ان

میں کئی ایک خاندانوں نے یہاں مستقل رہائش اختیار کر لی اور ان کی اولاد میں سے آج بھی چند نشانات باقی ہیں' سنا ہے کہ خاندان سور کے عہد میں یہ شہر راجہ ٹوڈر مل کی جاگیر میں تھا۔

۱۴ نومبر ۱۵۵۶ء کو خان خاناں بیرم خاں نے اکبر کو یہاں بادشاہی کا خلعت پہنایا اس موقع پر عساکر مغلیہ کے تمام وفادار جرنیل اور راجپوت سردار بھی موجود تھے۔ تاج پوشی کی رسم شاہی باغات میں ادا کی گئی۔ یہ رسم جالندھر سے کلانور تک اس لیئے ادا کی گئی تھی کیونکہ اس زمانے میں شہر کی شہرت بہت زیادہ ہو چکی تھی۔

محمد قاسم فرشتہ اپنی تاریخ میں لکھتا ہے کہ جب شہنشاہ ہمایوں دہلی میں اپنے محل کے زینہ سے گر کر صاحب فراش ہوا تو اراکین سلطنت اور وزراء نے ایک نہایت قابل اعتماد اور معتمد امیر شیخ جولی کو ہمایوں کے حال سے مطلع کرنے کے لیئے پنجاب روانہ کیا جہاں اکبر اپنے اتالیق بیرم خان کے ساتھ خاندان لاہور کے بادشاہ کے ساتھ معرکہ آزمایا تھا۔ شیخ جولی نے کلانور کے مقام پر اکبر سے ملاقات کی اور تفصیلاً" سارا حال کہہ سنایا۔ ابھی شیخ جولی کلانور پہنچے ہی تھے کہ ہمایوں کی وفات کی اطلاع پہنچ گئی۔ امراء وزراء اور دیگر فوجی جرنیلوں نے اظہار تعزیت کے بعد اتفاق رائے سے شہزادہ اکبر کو دوسری ربیع الثانی ۹۶۳ھ بمطابق ۱۵۵۶ء کلانور میں شاہی باغات میں تخت پر بٹھایا۔ اکبر کی عمر اس وقت صرف تیرہ برس کی تھی۔ منتخب اللباب مصنفہ ہاشم علی خان رخانی نظام الملک نے اکبر کی تخت نشینی قصبہ کلانور لاہور کے قریب بعمر چودہ سال چند ماہ تحریر کی ہے۔

مسٹر ونسنٹ اے سمتھ سی آئی ای اپنی کتاب میں لکھتا ہے کہ ہمایوں کی وزارت کے بعد اکبر کلانور کے شاہی باغات میں تخت نشین ہوا۔ یہ رسم ایک چبوترہ پر ادا کی گئی جو آٹھ فٹ لمبا اور تین فٹ چوڑا تھا اور آج تک موجود ہے۔ انگریزی عہد میں اس پلیٹ فارم کے اردگرد تاروں کا جنگلہ لگایا گیا اور اس پر

انگریزی اور اردو میں سنگ مرمر کی تختی نصب کی گئی جس میں تاریخ تخت نشینی ۱۴ فروری ۱۵۵۶ء درج ہے۔ کلانور کی تخت نشینی سے قبل تین دن ۱۱ فروری کو دہلی میں اس کی شہنشاہیت کا اعلان کر دیا گیا۔ تخت نشینی کے بعد اکبر اور بیرم خان کچھ عرصہ کلانور ٹھہرے مگر ان کی فوجیں شیر شاہ سوری کے بھتیجے سکندر سوری کے مقابلے میں تیار تھی اور جون کے مہینے میں وہ جالندھر کی طرف بڑھے۔ کلانور میں ہی بیرم خاں نے تخت نشینی کے بعد تردی بیگ کو جو ایک ترکمان افسر تھا اور ہمایوں کا قدیمی خدمت گزار تھا پانچ ہزار کا منصب دار بنایا اور دہلی کا گورنر مقرر کیا۔

۱۵۵۶ء میں اکبر نے کلانور میں اپنے مشیروں کے مشورہ سے شاہ ابوالمعالی گورنر لاہور (اس کو ہمایوں نے گورنر لاہور مقرر کیا تھا) کو پیغام بھیجا تھا کہ یہاں ایک عظیم الشان دعوت کا اہتمام ہے اس لیئے فوراً" آؤ" دعوت کے خاتمہ پر بیرم خان نے تغلق خاں کو حکم دیا کہ اس کو گرفتار کر لے چنانچہ اس کو قیدی بنا لیا گیا' اکبر نے اس کا برا مانا کہ اس کو قتل نہ کیا جائے چنانچہ اس کو لاہور کے قید خانے میں بھیج دیا گیا جہاں سے وہ فرار ہو کر کابل پہنچ گیا۔

۲۱ مئی ۱۵۷۸ء کو اکبر اپنی ماں' راجہ بھگوان داس اور راجہ مان سنگھ کے ساتھ کلانور پہنچا اور یہاں اس کے اعزاز میں ایک عظیم الشان دعوت کا اہتمام کیا گیا جو اس کے اپنے باغ تخت نشین میں ہوا۔ شاہ قلی خاں گورنر لاہور کے خلاف شکایات سن کر اس کو معزول کیا اور سعید خاں کو حاکم لاہور مقرر کیا۔

۱۵۸۱ء میں جب اکبر کلانور پہنچا تو اس کا مرزا حکیم کا معافی نامہ کا خط ملا مگر اس نے اس کی کوئی پرواہ نہ کی اور کابل کی طرف روانہ ہوا یہاں اس نے شاہی باغات میں قیام کیا جو کہ اس نے اپنی رسم تاجپوشی کے موقع پر بنانے کا حکم دیا تھا۔ سمتھ لکھتا ہے کہ یہ باغات وسیع و عریض اور بہت خوبصورت تھے۔ ایک نومبر ۱۵۸۵ء میں اکبر پھر کلانور آیا۔ اس وقت یعقوب خان پسر یوسف خان گورنر کشمیر

اس کے ساتھ تھا مگر کسی سازش کی بنا پر کلانور سے اپنے باپ کے پاس کشمیر بھاگ گیا۔ جب نورالدین جہانگیر تخت نشین ہوا تو وہ بھی ۱۶۱۷ء میں کلانور آیا۔ خان عالم سے ملاقات کی' جو شہنشاہ ایران سے مل کر آیا تھا اور تحائف بھی ساتھ لایا تھا۔ مزیدبراں جہانگیر نے خان جہاں کو دل کا دورہ پڑنے پر اس شہر میں قیام کا مشورہ دیا تھا مگر بعدازاں وہ لاہور آکر مرگیا۔ شہاب الدین شاہجہان اور اورنگ زیب عالمگیر کے لشکر بھی اس قصبہ کے مضافات سے آتے جاتے رہے اور قیام بھی کرتے رہے۔

۱۷۵۸ء میں ادینہ بیگ خاں نے جب سنا کہ احمد شاہ ابدالی کلانور کی طرف پیش قدمی کر رہا ہے تو وہ خوفزدہ ہو کر پہاڑوں کی طرف بھاگ گیا۔ ۱۷۶۴ء میں احمد شاہ ابدالی کلانور کی طرف آیا اور کچھ ایام یہاں قیام کیا اور مضافات کلانور میں بلاتی چک پہنچا جہاں وہ پندرہ سو سکھ لٹیروں کو موت کے گھاٹ اتار کر افغانستان کی طرف واپس چلا گیا۔ " عمدۃ التواریخ " کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ ۱۸۳۸ء میں مہاراجہ رنجیت سنگھ جب کلانور گیا تو اس نے اپنا خیمہ شہنشاہ اکبر کی تخت گاہ کے قریب باغ میں نصب کیا تھا' اس جگہ کلانور کے تھانیدار نے گیارہ سو روپیہ نذر کیا۔

راجہ دینا ناتھ کلانور کا راجہ رہا' چوک مسجد وزیر خاں لاہور میں ایک کنواں راجہ دینا ناتھ نے اپنی رہائش حویلی کے پاس بنوایا تھا جس پر لکھا تھا "بنا کردہ راجہ دینا ناتھ راجہ آف کلانور" ناظمان لاہور کے زمانہ میں اس شہر کو اچھی شہرت حاصل رہی۔ نواب عبدالصمد خان دلیرجنگ ناظم لاہور کے عہد میں کلانور کے ایک باشندے نے ایک کتاب بہ زبان فارسی " اسرار صمدی " تحریر کی تھی۔ پروفیسر محمد شجاع الدین مرحوم نے تصحیح و ترتیب کے ساتھ شائع کرانے کا اہتمام کیا تھا۔ کتاب مذکور کے مصنف کا نام معلوم نہیں ہو سکا ایک جگہ وہ لکھتا ہے۔

"من بعد چوں ایں عارضی دور از بلاغت و سراسر قصور خلعت پذیر ناک خطہ کلانور کہ قصبہ ایست منظر نور و ظہور تضارت ارباب ہمت و سرور سوادش چوں بیاض صبح بسیط فضا و زمینش برنگ زمین سخن بغایت روح افزا۔"

لطافت عاشق خاک سوادش
نظر ہاشد غلام خانہ زادش

بہ گردش دجلہ راحت دہ جان
تو گوئی گشتہ گردش آب حیوان

ازاں دہلی بہ پیشش غدر خواہ است
کہ اکبر را ہمایوں تخت گاہ است

چگویم پیش ازیں حرف ثنا پیش
کہ لفظ نور آمد زیر بالیش

قصبہ کلانور کرن ندی مندر شوراتری' خانقاہ' مسجد بڈھن شاہ نقشبندی' دربار عالیہ قادریہ مزار حضرت محمد افضل قادری کلانوری مزار درگاہی شاہ' مزار حضرت امام شاہ تخت گاہ شہنشاہ اکبر و ملحقہ دیگر شاہی عمارات و آثار اور خانقاہ جمیل بیگ کی وجہ سے بہت مشہور ہے۔ علاوہ ازیں کلانور سے بٹالہ کی جانب ایک میل کے فاصلہ پر قصبہ دلیل پور و میاں کوٹ واقع ہیں یہ مصنف کا اصل وطن ہے۔

میاں کوٹ میں حضرت حاجی حسین شاہ رحمۃ اللہ علیہ کا مزار ہے۔ اس کی وسیع و عریض چار دیواری شاہی طرز کی تھی اور شاید ہی اتنی بڑی چار دیواری کسی اور مزار کی سرزمین پاکستان میں ہو۔ اس درگاہ کے ساتھ ساڑھے سات سو گھماؤں زمین بھی وقف تھی۔ حضرت حاجی حسین رحمۃ اللہ علیہ پہلے پیر ملہ (بہ) پر عبادت کیا کرتے تھے

جو ان دنوں جنگل تھا۔ پھر آپ جھنگی پیراں چلے آئے اور وہاں اقامت اختیار کر لی' بزرگ حکایت بیان کرتے ہیں کہ اردگرد کے گاؤں کے ہندو کلانور میں شوراتری کے مندر پر نذرانہ چڑھایا کرتے تھے جب انہوں نے ایک دن اس بزرگ کو شان خداوندی میں دیکھا تو وہاں بھی چڑھاوا چڑھنے لگا جو ہندو جوگیوں کو ناگوار گزرا چنانچہ اسی جھنگی میں انہوں نے آپ سے مقابلہ کیا اور شکست تسلیم کر کے اسلام قبول کر لیا۔

ایک بہت بڑی جامع مسجد بھی گاؤں کے درمیان تھی۔ اس گاؤں میں ہمارے اسلاف کی قبریں تھیں جن سے حاجی صاحب موصوف کو بے انتہا عقیدت و ارادت تھی۔ علاوہ ازیں کسی زمانہ میں دلیل پور کے پاس ایک قدیم قصبہ بھی تھا جو زمانہ کی دست و برد سے نہ بچ سکا اور نیست و نابود ہو کر تھیہ بن گیا۔ اس کے ساتھ ہی رسول پور میں ایک اور خانقاہ و مسجد اور ایک مغلیہ عہد کی مسجد بنام گمٹانوالی بھی موجود تھی کہتے ہیں کہ اس مسجد میں جن بھی ہمارے بزرگوں سے تعلیم حاصل کیا کرتے تھے' سنا ہے کہ یہ مسجد ایک قافلہ والوں نے بنوائی تھی جن کا اس راستہ سے گزر ہوا کرتا تھا اور انہوں نے چند یوم یہاں قیام کیا تھا۔ اس کے ساتھ ایک تالاب بھی تھا اور قدیم قبرستان بھی' یہ تمام آثار و عمارات مغلیہ عہد یا اس سے قبل کے تھے جن سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ یہ علاقہ مغلیہ عہد میں سیاسی اور مذہبی بنیاد پر کافی معروف تھا اور بیشمار اولیاء اللہ اور علمائے کرام کا مسکن تھا۔ باہر سے کئی صوفیائے کرام تشریف لائے' لوگوں کو رشد وہدایت سے سرفراز فرمایا اور یہیں کے ہو رہے۔ چشتی سلسلہ کے علاوہ سہروردی' قادری اور نقشبندی سلسلوں کا کافی زور تھا اور یہ بزرگ گاؤں گاؤں اسلام کی اشاعت میں مصروف رہتے تھے' یہی وجہ تھی کہ اس علاقہ کے لوگ نہایت نیک اور پرہیزگار تھے۔

سلسلہ عالیہ سہروردیہ اور ان کے فیوض و برکات

مفتی غلام سرور لاہوری نے اپنی کتاب خزینۃ الاصفیا اور منشی سبحان رائے بٹالوی نے اپنی تصنیف "خلاصتہ التواریخ" میں اس علاقہ کے اولیاء عظام اور صوفیائے کرام کی بہت تعریف کی ہے نیز ان کی کرامات اور خوارق کا خصوصی تذکرہ کیا ہے۔

جس زمانہ میں مضافات کلانور اور لاہور اکبری افواج کی جولاں گاہ بنا ہوا تھا اس زمانہ میں مضافات کلانور میں اوچ شریف سے کچھ سہروردی صوفیائے کرام اس علاقہ میں عرفان و ہدایت پھیلانے اور نشرو اشاعت اسلام کے لیئے تشریف لائے' ان میں سب سے ممتاز شخصیت سید شاہ محمد بن سید عثمان سہروردی رحمۃ اللہ علیہ کی تھی جو بہ اجتماع کثیر کے موضع چک سردہ علاقہ کلانور میں وارد ہوئے تھے اور یہاں کے غیر مسلم زمینداروں نے آپ کے دست حق پرست پر اسلام قبول کیا تھا۔ اس علاقہ کے ہزارہا افراد سلسلہ عالیہ سہروردیہ کی وجہ سے اسلام لائے آپ کا سلسلہ نسب چند واسطوں سے حضرت میر سید جلال الدین مخدوم جہانیاں جہاں گشت بخاری سہروردی رحمۃ اللہ علیہ تک پہنچتا ہے۔ سید عثمان سہروردی رحمۃ اللہ علیہ کا مزار شاہی قلعہ لاہور میں واقع ہے۔ جب اکبر اعظم نے مٹی کے قلعہ کی نئے سرے سے مرمت بہ شکل پختہ شروع کی تو یہ مزار اقدس قلعہ کے اندر آگیا اور "پنج پیر" کے نام سے موسوم ہوا تو معلوم ہوا کہ اس علاقہ میں سلسلہ عالیہ سہروردیہ کے بیشمار بزرگ تشریف لائے اور یہاں کے لوگوں کو فیوض و برکات سے نوازا۔ حضرت شاہ محمد سہروردی رحمۃ اللہ علیہ کا مزار موضع لکھا ضلع لاہور میں واقع ہے۔

روحانی زندگی

لودھی خاندان کے دور حکومت میں اس علاقہ کے گرد و نواح میں سب

سے پہلے سہروردی اولیائے عظام اور ان کے خلفاء اور مریدین نے لوگوں کی ہدایت کے لیئے بہت کام کیا۔ حضرت شاہ برہان سہروردی رحمتہ اللہ علیہ اور ان کے خلفانے کاہنوواں (نزد گورداسپور) کے اردگرد تبلیغ و ارشاد میں نمایاں کردار ادا کیا۔ پھر شہنشاہ جلال الدین اکبر کے عہد حکومت میں حضرت میراں محمد شاہ المعروف موج دریا بخاری سہروردی لاہوری رحمتہ اللہ علیہ اور ان کی اولاد حضرت سید صفی الدین سہروردیؒ، حضرت شیخ شہاب الدین نہر سہروردیؒ اور سید مصطفیٰ شاہ سہروردی نے بھی سلسلہ عالیہ سہروردیہ کی اشاعت میں نمایاں حصہ لیا۔ انہوں نے خان فتا تمیہ میں اقامت اختیار کی، مریدین اور خلفاء کا سلسلہ جاری کیا اور کار خیر میں بہت حصہ لیا نیز سید شاہ محمد سہروردی بن سید عثمان سہروردی لاہوری رحمتہ اللہ علیہ نے بھی ہزارہا غیر مسلموں کو چک سردہ نزد کلانور میں مسلمان کیا۔ بعدازاں قادریہ سلسلہ کے صوفیائے کرام نے عہد جہانگیر، شاہجہان میں اس علاقہ میں رشد و ہدایت کے دریا بہا دیئے۔ حضرت شیخ محمد افضل قادری کلانوری، حضرت محمد فاضل شاہ قادری بٹالوی وغیرہ بزرگان دین بہت نامور ہوئے ہیں۔ سکھوں اور انگریزی دور میں سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے اہل طریقت بزرگان مثلاً حضرت سید بڈھن شاہ نقشبندی کلانوری، حضرت خواجہ امام علی شاہ نقشبندی مکان شریف (رتڑ چھتڑ) حضرت خواجہ صادق علی بہت معروف ہوئے ہیں۔ میاں کوٹ میں حضرت شاہ حسین قادری رحمتہ اللہ علیہ کی نہایت عظیم الشان درگاہ تھی ایسی درگاہ برصغیر پاک و ہند میں کم ہی ہوگی دور دراز مقامات سے ہندو، سکھ اور مسلمان حضرات سالانہ عرس میں شامل ہوتے تھے۔ مسانیاں نزد بٹالہ میں شاہ بدر دیوان گیلانی قادری رحمتہ اللہ علیہ کی برکات بھی بہت زیادہ تھیں۔ حضرت خواجہ محمد افضل قادری کلانوری تمام عمر کلانور ہی میں تشریف فرما رہے اور گرد و نواح کے دیہات میں اشاعت اسلام کے لیئے کام کرتے رہے۔ حضرت شیخ محمد فاضل قادری بٹالوی بچپن سے ہی کلانور چلے گئے تھے اور مرشد کے پاس کافی عرصہ رہے آپ کی وفات

۱۱۵۱ھ ۱۴ ذی الحجہ بمطابق ۱۷۳۸ء عہد محمد شاہ بادشاہ دہلی بٹالہ میں ہوئی۔ قریہ بہ قریہ ان بزرگان کی تفصیل اس طرح ہے جو اس علاقہ میں اشاعت اسلام میں معروف رہے۔

(۱) مکان شریف : (رتڑ چھتر) حضرت حاجی شاہ حسین نقشبندی، حضرت خواجہ امام علی شاہ نقشبندی، حضرت خواجہ صادق علی شاہ نقشبندی۔

(۲) دھرم کوٹ : خواجہ امیر الدین نقشبندی، مرشد حضرت میاں شیر محمد شرقپوری نقش بندی رحمۃ اللہ علیہ۔

(۳) خان فتا نزد بٹالہ : حضرت موج دریا بخاری لاہوری سہروردی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت شہاب الدین نہرا سہروردی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ، حضرت سید صفی الدین سہروردی لاہوری، حضرت شاہ مصطفیٰ سہروردی لاہوری۔

(۴) کاہنوداں : حضرت شاہ برہان سہروردی مرید حضرت سید عبدالجلیل چوہڑبندگی سہروردی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ

(۵) مسانیاں نزد بٹالہ : شاہ بدرالدین گیلانی قادری، آپ لاہور میں شاہ بدر دیوان کے لقب سے ملقب تھے۔ حجرہ آپ کا بیگم پورہ میں موجود ہے۔

(۶) بٹالہ : شاہ شہاب الدین بخاری شاہ اسماعیل شاہ نعمت اللہ شیخ اللہ داد، شیخ محمد فاضل قادری۔

(۷) دہپال ڈال نزد بٹالہ پرگنہ کلانور : شاہ شمس الدین دریائی رحمۃ اللہ علیہ

(۸) چک سرد نزد کلانور : حضرت سید شاہ محمد سہروردی خلف حضرت سید عثمان سہروردی لاہور ہمارے اجداد کے تمام بزرگان کو ان اولیائے کرام سے بے پناہ

محبت تھی۔ مزید برآں اپنے گرد و نواح کے قصبات میں خطابت و امامت کے فرائض سرانجام دیتے رہے تھے اور ان کے عقیدت مندی و ارادت مندی کو ایک نعمت خیال کرتے رہے اور یہی اثر ان کی اولاد کے بھی حصہ میں آیا جنہوں نے اس سرزمین کی تاریخ محفوظ کرنے کے علاوہ سرزمین لاہور کے اولیاء اللہ کی تاریخ بھی موجودہ زمانے تک مکمل کی جو کہ خدائے ایزد متعال کا ایک احسان عظیم ہے۔

اس علاقہ کے اولیاء اللہ نے اپنی خانقاہوں میں اسلامی مدارس بھی قائم کر رکھے تھے جہاں طالبان علم و حقیقت اگر ایک طرف تصوف و معرفت کی تعلیم حاصل کرتے تھے تو دوسری طرف دنیاوی علوم میں بھی نمایاں حیثیت اختیار کرتے تھے۔ ان بزرگان دین نے نہایت پراشوب زمانہ میں خدائے ایزد متعال کے دین کو بندوں تک پہنچایا اور کفر و ضلالت کے بت کدہ کو پاش پاش کیا۔ تعلیمات اسلامی کا دیا روشن کیا' انہی کے نقش گرم و سرد کی تاثیر نے دنیا والوں کے دلوں میں خاص اثر کیا اور یہی اثر تھا کہ ان لوگوں کے پاس روم و خراسان' کابل و قندھار سے طلباء اور علماء کی جماعتیں جوق در جوق حاضر ہوتی تھیں اور ہر ایک نے اپنے ظرف کے مطابق اپنا اپنا دامن بھرا اور اکتساب فیض کیا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

مآخذ

(۱) تاریخ لاہور مصنفہ رائے بہادر کنہیا لال ایگزیکٹو انجینئر لاہور۔
(۲) تحقیقات چشتی مصنفہ مولوی نور احمد چشتی لاہوری مطبوعہ ۱۹۰۷ء لاہور
(۳) خزینۃ الاصفیا مصنفہ مفتی غلام سرور لاہوری مطبوعہ ۱۹۰۲ء
(۴) تذکرہ علمائے ہند تالیف مولوی رحمان علی ترجمہ اردو محمد ایوب قادری کراچی ۱۹۶۱ء
(۵) صدر الدین عارف مولانا نور احمد خان فریدی ملتان ۱۹۵۸ء
(۶) شاہ رکن عالم ملتانی سہروردی مصنفہ مولانا نور احمد خان فریدی
(۷) سکینۃ الاولیا مولفہ شہزادہ داراشکوہ قادری
(۸) بہاء الدین زکریا ملتانی مصنفہ مولانا نور احمد خان فریدی ۱۹۵۴ء
(۹) مخدوم جہانیاں جہاں گشت مصنفہ محمد ایوب قادری مطبوعہ کراچی ۱۹۶۳ء
(۱۰) آب کوثر مصنفہ شیخ محمد اکرم ایم اے مطبوعہ لاہور ۱۹۵۲ء
(۱۱) تذکرۃ الاولیا مصنفہ حضرت فرید الدین عطار اردو ترجمہ لاہور
(۱۲) تذکرہ سہروردیہ مصنفہ الحاج قلندر علی صاحب سہروردی
(۱۳) سیاح لامکان مصنفہ الحاج قلندر علی سہروردی لاہوری
(۱۴) جمال رسول ﷺ مصنفہ پیر قلندر علی سہروردی لاہور
(۱۵) جمال الٰہی مصنفہ صوفی قلندر علی سہروردی لاہوری

تفسیرِ نبوی

مؤلفہ

فاضل اجل عارف کامل حضرت مولانا محمد نبی بخش حلوائی نقشبندی مدظلہ العالی

ایک بے مثال تفسیر

اعتقادی اور نظریاتی نشو و نما کا مُرقّع

ایک سو دس (۱۱۰) تفاسیر کا نچوڑ

عقائد باطلہ کا مسکت رد

شریعت و طریقت کے اسرار و رموز کا جامع ذخیرہ

صوفیانہ اشارات و تنقیحات کا چشمہ

آپ اس **تفسیر** کو خود پڑھیں

احباب کو پڑھنے کی ترغیب دیں۔

اپنے کتب خانہ کی زینت بنائیں

یہ تفسیر آپ کو بہت سی تفاسیر کے مطالعہ سے بے نیاز کر دے گی

مکتبہ نبویہ ○ گنج بخش روڈ لاہور